جلد دوم
ضبط و ترتیب
محمد ہمایوں مغل
الجامعۃ العربیۃ احسن العلوم

محمد رسول الله

احسن البرہان

فی

اقوال شیخنا مولانا مفتی محمد ولی خان

ضبط و ترتیب

محمد ہمایوں مغل

الجامعۃ العربیۃ احسن العلوم

گلشن اقبال بلاک نمبر ۲ کراچی پاکستان

کتاب کا نام

آسن البیان ــــ فی اقوال شیخ مفتی محمد ولی خان

ملفوظات

شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا مفتی محمد ولی خان صاحب دامت برکاتہم

ضبط و ترتیب

محمد ہمایوں مغل

- ناشر — جامعہ عربیہ احسن العلوم گلشن اقبال بلاک ۲ کراچی
- کمپوزنگ — دار التصنیف (جامعہ عربیہ احسن العلوم)
- ڈیزائننگ — نجیب اشرف
- پروف ریڈنگ — مولانا پروفیسر حزب الحسن، مفتی الفضل محمد صدیقی، مولوی حافظ حضرت العلی دین
- طباعت — اول شعبان المعظم ۱۴۳۱ھ (اگست ۲۰۱۰ء)

ملنے کا پتہ

- احسنی کتب خانہ — احاطہ جامعہ عربیہ احسن العلوم گلشن اقبال بلاک نمبر ۲ کراچی
- کتب خانہ مظہری — بالمقابل اشرف المدارس گلشن اقبال بلاک نمبر ۲ کراچی
- مکتبہ عمر فاروق — بالمقابل جامعہ فاروقیہ شاہ فیصل کالونی
- اسلامی اکیڈمی — جامعہ ... بالمقابل ... ضلع مانسہرہ

فہرست مضامین

عرض مرتب

اگر کیا تو یہی زندگی میں کام کیا
تمہارے نام سے روشن خود اپنا نام کیا

احسن البرہان کی دوسری جلد طویل انتظار کے بعد علمی ذوق وشوق رکھنے والوں کے ہاتھ میں ہے۔ اس کی تیاری میں انتہائی احتیاط اور عرق ریزی سے کام لیا گیا ہے، اس کی وجہ یہ تھی کہ اس کی پچھلی جلد جو کہ میں نے ناتجربہ کاری کے عالم میں اور علمی استعداد بہت کم ہونے کی وجہ سے جلدی جلدی میں چھپوائی تھی، اس میں کافی غلطیاں واقع ہوئی تھیں۔ کتاب کی ابتداء میں یہ لکھے ہونے کے باوجود کے "اس کتاب میں ناتجربہ کاری کی وجہ سے غلطیاں ہیں جو کہ آئندہ طباعت میں درست کرلی جائیں گی" لوگوں نے اپنے روایتی بغض وعناد کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس پر الزامات لگائے جن کا نہ کوئی سر تھا اور نہ ہی کوئی پیر۔ بہر حال اس کی دوسری جلد اب آپ کے ہاتھ میں ہے اور یہ دعویٰ تو نہیں کیا جاتا کہ یہ غلطیوں سے پاک ہے کیونکہ یہ شان صرف اور صرف کتاب اللہ کی ہے جس کے بارے میں

ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ "ذالک الکتاب لاریب فیہ" لیکن ان شاء اللہ اب اس میں کسی قسم کی کمی نہیں پائی جائے گی۔ البتہ اگر کسی صاحب علم کو کسی چیز میں کوئی کمی محسوس ہو تو ادارے یا مرتب کو مطلع فرمائیں، ہم شکر گزار رہیں گے۔

ابتداء میں حضرت الشیخ کے اپنے قلم سے آنجناب کی سوانح حیات موجود ہے، جس کا ایک حصہ جلد اول میں چھپ چکا تھا لیکن چونکہ پہلی جلد کو چھپے ہوئے کافی وقت گزرا اس لئے سوانح کے دونوں حصے دوسری جلد میں شامل کر لئے گئے ہیں۔ ان شاء اللہ اگر زندگی رہی اور اللہ رب العزت کی توفیق شامل حال رہی تو احسن البرہان کی تیسری جلد حضرت الشیخ کی سوانح کے تیسرے حصے کے ساتھ شائع کی جائے گی۔

واضح رہے کہ یہ ملفوظات حضرت الشیخ کے ۳۵ سالہ علمی دور کے تجربات، مشاہدات، درسیات اور خاص طور پر ۲۲ سالہ دورۂ حدیث اور دورۂ تفسیر کا نچوڑ ہیں۔

ابتداء میں حضرت الشیخ کے استاذ اول فخر مرحد حضرت مولانا عبدالحنان صاحب بارک اللہ فی حیاتہ کے قلم سے ان کے حالات اور حضرت الشیخ کی ان کی خدمت میں حاضری کا واقعہ موجود ہے جو کہ حضرت والا نے میری بار بار فرمائش پر لکھ کر دیا۔ میں اس سلسلے میں حضرت والا کا بے انتہاء مشکور و ممنون ہوں اور ان کی صحت وحیات کے لئے ہر دم دعا گو ہوں۔

اس کے بعد حضرت الشیخ کے تلمیذ اول اور احسن العلوم کے بانیوں میں سے اور احسن العلوم کے اول طالب علم مولانا پروفیسر مزمل حسن صاحب کا مضمون بھی انتہائی دلچسپ اور لاجواب ہے جو کہ "حضرت الشیخ کی صحبت میں میرے ۳۲ سال" کے عنوان کے تحت لکھا

گیا ہے۔اس میں جناب والا نے حضرت الشیخ کے ابتدائی احوال کی بڑی ہی خوبصورتی سے منظر کشی کی ہے گویا

اے دوست کتنی دلکش کو رنگین ہے کائنات
کس کے حسین مزاج کی منظر کشی ہے یہ

اس کے بعد جناب اقبال احمد صدیقی صاحب جو کہ پاکستان سے نکلنے والے سب سے بڑے جنگ اخبار کے ہفت روزہ "اخبار جہاں" کے سابق ایڈیٹر ہیں کے قلم سے احسن البرہان کی پہلی جلد پر تبصرہ بھی قارئین کرام کے ذوق مطالعہ کو بڑھانے کے لئے شامل کر دیا گیا ہے جو کہ ملک کے مقتدر رسالے "نور علی نور" میں چھپ چکا ہے۔

آخر میں میری اللہ رب العزت کے حضور دعا ہے کہ ہمیں مزید توفیق عطا فرمائے کہ ہم حضرت الشیخ کے علوم وفنون کو تحریری شکل میں منصہ شہود پر لاسکیں اور حضرت الشیخ کا سایہ عطوفت وشفقت تا دیر قائم و دائم رکھے اور حضرت الشیخ کے علم سے ہمیں فیضیاب ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔(آمین)

ان کا کمال عشق بس اتنا ہے اے جگر
وہ مجھ پہ چھا گئے میں زمانے پہ چھا گیا

کی سوانح حیات

ابتدائی حالات

اس عاجز و فقیر کا تولد غالباً ۱۹۵۳ء کے کسی ماہ و تاریخ کو جہانگیرہ میں ہوا ہے۔ علاقائی رسم ورواج کے مطابق باقاعدہ تاریخ ولادت کے رواج نہ ہونے کی وجہ سے متعین دن اور مہینہ نہیں بتایا جا سکتا، تاہم آس پاس کے قرائن اور احوال اور اوائل تعلیم و تعلم اور اسکول وغیرہ کی مناسبت سے یہی سال معلوم ہوتا ہے۔ والد صاحب کا نام محمد عاقل اور دادا کا نام عمرو دین تھا، خاندانی پیشہ باغبانی رہا ہے، آباؤ اجداد کا شغل زراعت تھا۔ حسن اتفاق سے دنیائے حدیث کے مقتدر امام، امام ترمذیؒ بھی بوقی تھے جو کہ باغبانی کے معنی میں آتا ہے (بوستان المحدثین)

والدہ صاحبہ کا تذکرہ

والدہ صاحبہ علاقہ کے مشہور عالم استاد الکل فی الکل حضرت مولانا فضل علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ امام وخطیب جامع مسجد خانخیل جیسے یگانہ روزگار سے بارہ سال وہاں کا رائج علمی نصاب پڑھ چکی تھیں۔ والدہ صاحبہ کے علم اور پختگی کا اندازہ اس سے لگایا جائے کہ ہم سب بھائیوں کو جنازہ اور اس کی نیت عربی میں والدہ نے زبانی یاد کرائی تھی، جبکہ خاتون پر جنازہ فرض نہیں ہے، حافظہ قرآن نہ ہونے کے باوجود ہمہ وقت قرآن کا شغل تھا اور آس پاس قرآن کی تلاوت سن کر بغیر روک ٹوک کے تصحیح کے لئے آواز دیتی تھیں اور یہ اس قدر تجرابی اور پختگی کے ساتھ ہوتا تھا، جیسے وہ مطلوبہ آیت وسورت دیکھ کر بتاتی ہوں جبکہ یہ

ان کا عام معمول اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے تھا۔ والدہ صاحبہ جہانگیرہ کے علماء کبار کے تذکرے ایسی عظمت اور محبت سے فرماتیں کہ دینی علم دین پڑھنے کی رغبت وشوق کا احساس ثابت ہوا۔ حضرت اقدس مولانا لطف اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا عبدالحنان صاحب دامت برکاتہم کے تذکرے میں یہ ضرور فرماتیں تھیں کہ وہ دیوبند پاس ہیں اور یہ اس شان واحترام سے فرماتی تھیں جیسے آسمان کے نیچے اور زمین کے اوپر اس سے بڑی عزت اور شرافت کوئی اور نہیں، یوں دیوبند کے علماء اور خود دیوبندیت سے عقیدت ومحبت خون اور فطرت میں شامل ہوگئی" والحمدللہ علی ذالک "۔ دینی مسائل اس قوت کے ساتھ یاد ہوتے تھے کہ اس کا اندازہ ایک واقعہ سے لگایا جائے۔ مشہور زمانہ عالم شیخ القرآن مولانا طاہر صاحب پنج پیر رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر علماء کرام کا ڈپٹی کمشنر کی موجودگی میں مناظرہ ہوا، والد صاحب نے گھر آکر سنایا۔ والدہ نے پوچھا کہ پنج پیر مولانا کیا فرماتے ہیں، یعنی کس مسئلہ پر مناظرہ ہوا والد صاحب نے فرمایا کہ پنج پیر مولانا مردوں کے پیچھے خیرات کرنے سے منع کرتے ہیں کہ ہر شخص کو اپنا عمل کام آئے گا۔ والدہ نے فوراً رشید البیان کا شعر پڑھا اور فرمایا کہ یہ عالم بالکل غلط کہتا ہے۔

چه خیرات وریسے کی گی بر مړه تاو رسیگی

ثوك چه والی نه رسی گی دغه كفر تاخولی گی

یعنی مرحوم کے لئے ایصال ثواب درست ہے اور اس کا انکار کرنا غلط ہے بعد میں امام اہل سنت ابوالمظفر ابواسحاق اسفرائنی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ اکابر متکلمین کے کلام میں دیکھا کہ واقعی ایصال ثواب کا انکار سوائے معتزلہ اور خوارج کے کسی اسلامی فرقے نے نہیں

کیا ہے۔ تفصیلات کے لئے شرح المواقف اور شرح المقاصد اور اصول فخری وغیرہ قابل دید ہیں۔ (واضح رہے کہ شیخ پیر مولانا کے بارے میں اس قسم کے مسائل مشہور تھے بعد میں حضرت کی جملہ تصنیفات اوران کے اور دو تفسیر کے کل ۸۸ کیسٹس سننے سے پتہ چلا کہ اہل سنت والجماعت اور دیوبندی نظریات کے تحت پابند اور بڑی قوت سے اس کے عالم اور عامل تھے)۔

برا ہو اختلافات کا کہ کیسے کیسے الزامات اور تہمتیں پروپیگنڈہ کی شکل اختیار کر لیتی ہیں اور زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ حضرت کی تحریک میں شدت یا بعض مسائل پر ان کی یکطرفہ موقف اختیار کرنے میں حدود اعتدال سے تجاوز ہو چکا ہے۔

ناظرہ قرآن کریم ایک بزرگ معلم ماسٹر رحیم اللہ صاحب سے پڑھا تھا جو کہ غالباً اسکول میں حضرت الاستاذ مولانا لطف اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ حاجی سیف الرحمن اور استاذ گرامی قدر مولانا عبدالحنان صاحب مدظلہ کے استاذ رہ چکے تھے۔ ماسٹر رحیم اللہ صاحب بہت طویل عمر کے مالک تھے اور بہت بعد میں انتقال فرما گئے۔

استانی صاحبہ کا تذکرہ

نہایت متدین اور احتیاط و دین کا نمونہ تھیں ماسٹر صاحب کی اہلیہ اپنے زمانہ کی بی بی مریم تھیں، ہندوستان سے مہاجر تھیں، بڑی مشکلات سے پشتو زبان سیکھی تھی، سو ڈیڑھ سو بچیوں کو ماسٹر صاحب کی نیابت میں اپنے گھر پر بغیر کسی معاوضہ کے قرآن شریف پڑھاتی تھیں اور ہر بچے اور بچی کو سبق پڑھاتے ہوئے یا ان کا سبق سنتے ہوئے استانی صاحبہ کے چہرے پر آنسوؤں کی بارش رہتی تھی۔ یوں صبح سے شام تک بچوں اور بچیوں کے اسباق اور

گھریلو کام کاج اور چہرے پر معصومات اور خوف خدا کا مظہر آنسوؤں کا سیلاب امڈا رہتا تھا۔ ہم حیران تھے کہ یہ اتنا روتی کیوں ہیں، استاذ صاحب سے پتہ چلا کہ انہوں نے قرآن شریف بہت مشکلات سے پڑھا ہے اور خدا کی کتاب سے کامل عقیدت کی وجہ سے سبق پڑھاتے ہوئے یا بچوں سے سنتے ہوئے وہ وقت وگرانیاں یاد آتی ہیں جو برسات غم کا باعث ہوتے ہیں۔

حضرت مولانا احسان الحق (صاحب حق) صاحب کا تذکرہ

محلہ کی جامع مسجد میں حضرت مولانا احسان الحق صاحب المعروف بہ صاحب حق صاحب جو شیخ الکل فی الکل حضرت مولانا فضل علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے تھے موصوف اپنے والد کی طرح علوم کے شناور تو نہ تھے مگر جامعہ اسلامیہ اکوڑہ خٹک اور استاذ گرامی قدر مولانا الطف صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ضروری اسباق پڑھ چکے تھے۔ دیوبند بھی جانا ہوا تھا لیکن اس میں کامیابی نہیں ہوئی جس کی داستان درد و غم کی ہے۔ موصوف نہایت ہی خوش الحان تھے، نماز فجر کی اذان اہتمام کے ساتھ آپ خود دیا کرتے تھے اور اکثر نمازوں کی قرأت بھی سننے کی ہوتی تھی، تجوید و قرأت کے مسائل و آداب سے بلند و برتر یہ صوت جمیل اپنی نظیر آپ تھی، موصوف تقریر کے دوران بعض آیات یا شعر ایسے لہجے میں پڑھ لیتے تھے کہ ساری مجلس پر غیر معمولی اثر اور رقت طاری ہو جاتی تھی۔ میں نے ان سے قرآن کریم سولہ پارے اور سترہویں پارہ سورۃ انبیاء کا پہلا رکوع ترجمے کے ساتھ پڑھا تھا۔ موصوف اپنے والد کی مناسبت سے فارسیات میں کامل دسترس رکھتے تھے۔

میں نے فارسی کی ابتدائی مشہور کتاب پنج گنج فقہ میں خلاصہ کیدانی اور قدوری حصہ اول انہی سے پڑھ چکا تھا۔ موصوف کی ایک بڑی بہن تھی جو کہ غیر شادی شدہ، اعلیٰ درجہ کی عفت و پاکدامنی کی مظہر تھیں، وہ علوم میں اپنے والد سے پوری پڑھی ہوئی تھیں۔ اور اس میں صاحب حق صاحب کو جمعہ اور عید کے خطبے وہی یاد کراتی تھیں، موصوفہ بعض اوقات مولانا موصوف کے مواعظ اور خطبے سن کر رد و قدح فرماتی تھیں، میری والدہ ماجدہ فرمایا کرتی تھیں کہ کاش کہ استاد صاحب کی یہ بیٹی استاد صاحب کا بیٹا ہوتا تو کامل و اکمل جانشین ہوتی۔

تقدیر کے قاضی کا یہ فتویٰ ہے ازل سے
ہے جرم ضعیفی کی سزا مرگ مفاجات

تذکرہ مولانا عبداللطیف صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اس عاجز نے نور الایضاح جو ہمارے زمانہ میں نئی نئی مصر سے پاکستان اور صوبہ سرحد جہانگیرہ آچکی تھی، وقت کے بزرگ اور کامل استاذ حضرت مولانا عبداللطیف صاحب رحمۃ اللہ علیہ محلہ اعوان سے پڑھنا شروع کیا تھا "زینت القاری" تک پڑھ چکا تھا کہ موصوف بیمار ہوئے اور وہی بیماری موت کا سبب بن گئی۔ حضرت والا جہانگیرہ کے قدیم علمی گھرانوں کے چشم و چراغ تھے۔ عرصہ دراز تک ہندوستان شہر مدرسہ عبدالرب اور فتح پوری کے مدرسوں میں تحصیل علم کرتے رہے، غالباً فراغت مدرسہ رحیمیہ دہلی سے کی جو شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے والد حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی یاد میں قائم

ہوا تھا۔ مولانا عبداللطیف صاحب مرحوم فقہ میں کامل دستگاہ رکھتے تھے، علم الفرائض (میراث کے مسائل) میں امامت کا درجہ حاصل تھا جس کے متعدد واقعات فقیر کو یاد ہیں۔ موصوف کی طالب علمی کا دور اور حضرت الاستاذ مولانا عبدالحنان صاحب مدظلہ کی طالب علمی کا زمانہ دیوبند میں قریب قریب تھا، زمانہ طالب علمی میں دہلی میں ملاقاتیں بھی رہی ہیں۔ غالباً مولانا عبداللطیف صاحب مرحوم عمر میں کچھ بڑے بھی تھے۔ حضرت مولانا عبداللطیف صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کے بعد بلکہ ان کی بیماری میں ہی میں نے حضرت الاستاذ حضرت مولانا عبدالحنان صاحب مدظلہ سے رجوع کر لیا تھا۔

تذکرہ فخر سرحد حضرت الاستاذ مولانا عبدالحنان صاحب مدظلہ العالی

موصوف علم وعمل کے پیکر، کردار و گفتار کے جامع۔ اللہ کے فضل سے گھر سے خاصے متمول اور دارالعلوم دیوبند کے قدماء فضلاء جنہوں نے شیخ الاسلام شیخ العرب والعجم مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی رحمۃ اللہ علیہ جیسے عمائدین سے ۱۹۳۴ء اور ۱۹۳۵ء کے آس پاس دورۂ حدیث مکمل کر کے اعلیٰ نمبروں میں فراغت اور فضیلت حاصل کی تھی۔ موصوف زمانہ طالب علمی سے تمام علوم وفنون میں کامل استعداد رکھتے تھے، باوجودیکہ کسی مدرسہ یا دارالعلوم میں باقاعدہ مدرس نہیں رہے لیکن فراغت سے لیکر تادم تحریر جس نے جس کتاب کے پڑھانے کے لئے کہا حضرت نے بڑی خوش دلی سے اور سخاء قلب کے ساتھ اسے مستفید و مستنیر فرمایا ہے۔

آپ جمعیت علماء اسلام جو اہل حق کی واحد سیاسی جماعت ہے کے قدیم وفادار

اور بطل حریت مولانا غلام غوث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ اور مفکر اسلام فقیہ دوراں محدث مفسر اعلیٰ آیت من آیت اللہ حضرت مولانا مفتی محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے معتقد خاص رہے ہیں۔ دارالعلوم دیوبند کے زمانہ میں بعض اسباق میں برکت سرحد شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ اکوڑہ خٹک کے ہم سبق رہے ہیں، مولانا عبدالحق صاحب اپنے زمانہ میں بے مثال عالم با عمل تھے، آپ کی کرامات اور فیوض وبرکات دینی تھی۔ ایشیا کا مقتدر اور دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک آپ کی زندہ تابندہ کرامت اور بہترین صدقہ جاریہ ہے مولانا موصوف ہمارے حضرت والا کے بہنوئی تھے۔ گویا زعیم ملت حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ استاذ گرامی قدر مولانا عبدالحنان صاحب کے سگے اور سچے بھانجے ہیں۔

حضرت مولانا عبدالحنان صاحب دامت برکاتہم کی خدمت میں اس عاجز نے تقریباً تین سال کسب فیض کیا ہے۔ اس دوران صرف ونحو منطق اور ترجمہ قرآن، ہمرتبہ اور فارسی میں گلستان حضرت ہی سے پڑھنے کی سعادت نصیب ہوئی ہے۔ حضرت صاحب کے بے مثال تقویٰ اور خلوص تدریس اور کامیاب سلیقے اور دارالعلوم دیوبند کی مبارک نسبت کی وجہ سے آپ سے پڑھنے میں بڑی سہولت ہوئی اور میٹرک کے ساتھ ساتھ حضرت کے یہاں کافیہ تک اور صرف میں فصول اکبری اور شافیہ تک اور منطق میں تہذیب اور بدیع المیزان تک اور فقہ میں شرح الوقایہ اولین اور آخرین تک پڑھنا نصیب ہوا۔ حضرت نے مفید الطالبین مجھے پڑھائی جو ادب کی ابتدائی کتاب تو نہیں لیکن ابتدائی چیت بیٹے اور ظرافت کی حامل کتاب ضرور ہے، مفید الطالبین ختم ہونے کے بعد حضرت اپنے گھر سے نفحۃ الیمن لے آئے جو حضرت والا کو دارالعلوم دیوبند میں کسی امتحان میں امتیازی نمبروں میں

پاس ہونے کے انعام میں ملی تھی (نفحۃ الیمن مدرسہ عالیہ کلکتہ میں انگریزوں کی نگرانی میں چلنے والے مدرسہ میں لکھی گئی تھی اس کی ادبیت اور نظم ونسق معیاری ہے بعد میں دارالعلوم دیوبند نے اس کے مقابلے میں نفحۃ العرب مولانا اعزاز علی صاحب سے لکھوائی) اگرچہ نفحۃ العرب کتاب دین ہونے کے علاوہ معیار علم وادب میں نفحۃ الیمن کے پائے کی ثابت نہ ہوسکی البتہ دارالعلوم دیوبند کی حقانیت کی برکت سے وہ شامل درس رہی جبکہ نفحۃ الیمن کو مخصوص علمی حلقوں کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔

داد | اورا | قابلیت | شرط | نیست

بلکہ | شرط | قابلیت | داد | اوست

بہرحال نفحۃ الیمن لاکر حضرت الاستاذ نے فرمایا کہ اگرچہ ہمارے اور حضرت مولانا لطف اللہ صاحب کے درمیان کچھ علاقائی اور سیاسی چپقلش رہتی ہے مگر حضرت مولانا لطف اللہ صاحب علم ادب اور تاریخ وتفسیر میں اس زمانہ کے امام ہیں۔ لہٰذا آپ ان سے علم ادب میں رجوع کرلیں۔ مفید الطالبین کے بعد بقیہ کتب ادب حضرت نے حضرت اقدس مولانا لطف اللہ صاحب سے پڑھنے کے لئے فرمایا۔

امام التاریخ حضرت مولانا لطف اللہ صاحب کی خدمت میں میری حاضری

حضرت نے نفحۃ الیمن دے کر حکم دیا کہ ظہر کی نماز میں حضرت مولانا لطف اللہ صاحب کی مسجد میں آؤ اور ان سے پڑھنا شروع کرو۔ میں جب وہاں پہنچا تو کچھ دیر گزرنے کے بعد حضرت الاستاذ مولانا عبدالحنان صاحب بھی وہیں تشریف لائے اور آمد حضرت کی

کافی دیر بعد تھی (کیونکہ کچھ شکر رنجی سی رہی تھی) ۔ نماز ظہر حضرت الاستاذ مولانا لطف اللہ صاحب نے پڑھائی اور نماز کے بعد حضرت معمولات سے فارغ ہوئے تو حضرت مولانا عبدالحنان صاحب نے اس عاجز کو اشارہ کیا کہ کتاب لے کر حضرت کے پاس جاؤ میں کتاب لے کر حضرت اقدس کی خدمت میں جا بیٹھا اور میرے کچھ کہنے سے پہلے حضرت الاستاذ مولانا عبدالحنان صاحب نے فرمایا کہ حضرت یہ پڑھنے والا لڑکا ہے میں نے کچھ مبادی پڑھائے ہیں اب اس قابل ہوا کہ آپ کے سامنے بیٹھ سکے ۔ اسکول پڑھ رہا ہے اور اعلیٰ نمبروں سے پاس ہوتا ہے اور اپنے دین کا پورا پابند اور باذوق ہے، غریب گھرانے سے ہونے کے باوجود طلب علمی میں خوب ذوق وشوق رکھتا ہے، حضرت اقدس نے حضرت کے جملوں پر بغیر کچھ فرمائے خوشی کا اظہار فرمایا جو حضرت کے منور چہرے پر علمی تبسموں کے ایک موسم بہار کی طرح نمودار ہوا۔ یوں حضرت الاستاذ مولانا عبدالحنان صاحب اٹھ کر چلے گئے اور میرا پہلا سبق جو تمام علوم وفنون اور آگے مراحل دین کے لئے اساس اور اصل الاصل تھا وہ شروع ہوا۔

حضرت الاستاذ مولانا لطف اللہ صاحب نے تحفۃ الیمن کے ابتدائی اشعار میں ایک شعر کی تشریح میں اس عاجز سے سوال کیا جس پر اتفاقاً جواب درست منطبق ہوا، حضرت بے انتہا خوش ہوئے اور فرمایا کہ میں اس دور کے بے ذوق لوگوں کو دیکھ کر پڑھانا چھوڑ چکا ہوں، لیکن آپ کا ذوق وشوق دیکھ کر شاید مجھے نئے سرے سے پہلے سے بڑھ کر پڑھانا ہوگا، یہ سن کر یہ عاجز وحقیر نہایت شرمندہ ہوا کیونکہ حضرت کا دینی و دنیاوی مقام بہت بڑا تھا اور ہماری حیثیت ان کے سامنے جو تنکوں کے سامنے قطرہ اور گلزار

دہستان کے سامنے شاخ بے ثمر کی سی تھی۔

حضرت والا نے کافیہ اور شرح وقایہ کی تکمیل علم معانی میں مشہور رسالہ مصعدیہ اور نفحۃ الیمن مکمل اور نفحۃ العرب اور کفایۃ المتحفظ اور الطریف الادیب الظریف اور مقامات کے ابتدائی پانچ مقامے پڑھنے کی سعادت نصیب ہوئی۔

آپ نفحۃ العرب کی عربیت پر نازاں رہتے تھے، آپ کو مولانا اعزاز علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بالکل مناسبت نہ تھی، فرمایا کرتے تھے کہ یہ کتاب نہ لکھتے تو کم از کم دارالعلوم دیوبند اور شیخ الادب کا پردہ رہتا، کبھی فرماتے کوئی عرب دیکھ لے تو کیا سوچتا ہوگا، بہرحال نفحۃ العرب اللہ تعالیٰ کے یہاں سے قبولیت حاصل کرچکی ہے اور جس مقصد کے لئے لکھی گئی ہے یعنی نفحۃ الیمن کو میدان سے برطرف کرنا اس میں اللہ تعالیٰ نے سو فیصد کامیابی عطا فرمائی۔ باقی بزرگان دین کے ذوق وشوق مختلف ہیں۔

تذکرہ امام التاریخ حضرت مولانا لطف اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

استاذ گرامی مولانا لطف اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ امام العصر محدث کبیر حضرت مولانا محمد انور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خاص شاگرد تھے اور غالباً ۱۹۲۲ء میں شاہ صاحب سے دیوبند میں دورۂ حدیث مکمل کر کے ہر کتاب میں اول پوزیشن حاصل کی تھی۔ آپ محدث العالم شارح ترمذی علوم انور شاہ کے امین حضرت مولانا محمد یوسف صاحب بنوری رحمۃ اللہ علیہ سے تعلیم میں ایک سال آگے تھے، جس سال آپ دورۂ حدیث میں تھے، یہ سال حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ کا مشکوۃ وغیرہ کا سال تھا۔ اگلے سال مشہور زمانہ اسٹرائک

پیش آئی جس میں حضرت شاہ صاحب، مولانا شبیر احمد صاحب اور دار العلوم دیوبند کے لائق اساتذہ کی ایک جماعت دار العلوم دیوبند چھوڑ گئے، یہ حضرت بنوری صاحب کے دورۂ حدیث کا سال تھا۔ اس لئے حضرت الاستاذ مولانا لطف اللہ صاحب ایک سال قبل دورۂ حدیث حضرت شاہ صاحب سے دار العلوم دیوبند میں پڑھ کر فراغت حاصل کر چکے تھے۔

بعد میں حضرت بنوری اور حضرت مولانا لطف اللہ صاحب پشاور میں برسہا برس اکٹھے رہے اور پھر کراچی میں حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے جب جامع مسجد نیو ٹاؤن سے متصل مدرسہ عربیہ اسلامیہ قائم کیا (حال جامعہ اسلامیہ بنوری ٹاؤن) اپنے دیگر قابل ساتھیوں کے ساتھ پہلا انتخاب اپنے مدرسے کی تدریس کے لئے حضرت بنوری نے حضرت مولانا لطف اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا کیا۔ آپ اس کا ذکر کر کے فرماتے ہیں کہ میں حیات (۷) سال ساتھ رہا ہوں، سورۂ یوسف کی آیت سبع سنین دأبا پڑھتے تھے۔ حضرت الاستاذ مولانا لطف اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ بخاری شریف بہت سے لوگ پڑھاتے ہیں مگر بخاری کے لئے بخاری کی عمر کا عالم چاہیے اور وہ عالم اسلام میں صرف مولانا محمد یوسف بنوری ہیں، آپ حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے گہرے دوست بقول استاد محترم مولانا مفتی احمد الرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہ یار غار اور یار غربت تھے۔ جب حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے مراحل حیات مصائب وشدائد اور علمی صلاحیتوں کا ذکر فرماتے تو آپ پر رقت طاری ہو جاتی تھی اور بہت کم ایسا ہوا کہ حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے تذکرے میں آپ آبدیدہ نہ ہوئے ہوں۔

عجیب بات دیکھی کہ حضرت علمی صلاحیت کے ساتھ ان کی طہارت وتقدس کے

گرویدہ اور یہی الفاظ حضرت بنوریؒ سے حضرت مولانا صاحب کے بارے میں سنے۔ گویا علم اور طہارت کے وہ مینار تھے جن سے اللہ تعالیٰ نے ہم جیسے نابکاروں کو مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائی۔

گرچہ خردیم ولے نیست بزرگ داریم

احب الصالحین ولست منهم

لعل الله یرزقنی صلاحا

بہر حال حضرت مولانا لطف اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھائی مکمل ہو رہی تھی اور دوسری طرف میٹرک کے سالانہ امتحانات سے فراغت ہوئی۔ پڑھتے وقت حضرت جی نے کراچی حضرت بنوری کے مدرسے میں علوم کی تکمیل کا ارشاد فرمایا تھا۔ مگر ہم دیہات والوں کے لئے یہ قدرے مشکل تھا۔

حضرت الاستاذ حضرت مولانا بنوری رحمۃ اللہ علیہ کا پہلی بار دیدار

حسن اتفاق سے کشمیر کے سردار عبدالقیوم خان نے راولپنڈی میں حضرت مولانا مفتی محمود صاحب اور حضرت مولانا یوسف بنوری صاحب اور غالباً حضرت مولانا شمس الحق افغانی صاحب رحمۃ اللہ علیہم کو کشمیر میں آئین نافذ کرنے کے لئے خاکہ بنانے کے لئے طلب کیا تھا۔ راولپنڈی میں حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ کو اطلاع ملی کہ ان کے رفیق خاص اور اسیر مالٹا حضرت مولانا عزیر گل کے چھوٹے بھائی اور حضرت بنوری کے مدرسے کے پہلے شیخ الحدیث مولانا نافع گل (عبدالحق نافع) سخت علیل ہیں اور پشاور چار بجے تھے کہ راستے میں

حضرت مولانا لطف اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بہن جماعت اسلامی کے امیر قاضی حسین احمد کی والدہ کی وفات کی اطلاع ملی حضرت پشاور جاتے ہوئے راستے میں تعزیت کیلئے نوشہرہ اترے۔ یہ دونوں بزرگ حضرات مجمع عام میں تشریف فرما تھے، کہ یہ عاجز و فقیر اپنے بزرگ مولانا محمد غلام صاحب کے ہمراہ تعزیت کے لئے نوشہرہ حاضر ہوا، میں جب پہنچا تو حضرت نے فرمایا آؤ ہاتھ ملاؤ۔ یہ مولانا محمد یوسف صاحب ہیں آمد سے پہلے حضرت والا حضرت بنوری سے بات کر چکے تھے۔ میں نے مصافحہ کیا اور قریبی چارپائی کے حاشیہ کی طرف بیٹھ گیا حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ خاکی رنگ کی شیروانی زیب تن فرمائے ہوئے تھے اور نہایت بارونق بخاری ٹوپی پر سفید ململ کی باوقار پگڑی باندھے ہوئے تھے اور شان و شوکت کی لاٹھی ہاتھ میں تھی چند قدم کے فاصلے پر حضرت کو پشاور لے جانے کے لئے عمدہ قسم کی کار جس کے ساتھ خدام کھڑے انتظار کر رہے تھے۔

اس عاجز کو دیکھ کر حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ آپ اوائل شوال میں ہمارے یہاں داخلہ کے لئے آجایئے اور یوں جہانگیرہ سے کراچی حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسے پاکستان کے دار العلوم دیوبند اور وقت کے جامع ازہر اور ایشیاء کی لاثانی علم وعمل کے معدن میں آنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے سبب بنایا۔

میری کراچی آمد

ایشیاء کی لاثانی دینی یونیورسٹی علم وعمل کے عظیم معدن میں داخل ہونے کے لئے اللہ تعالیٰ نے سہولت عطا فرمائی اوائل شوال میں، میں کراچی پہنچا اس سفر میں مولانا لطف اللہ

صاحب مغلکی کے والد مولانا ہدایت اللہ مرحوم جو گل مولانا صاحب کہلاتے تھے، ساتھ تھے اور اکوڑہ خٹک کے شیخ الجامعہ جامعہ اسلامیہ کے بانی اور شیخ الحدیث ملک کے ممتاز و منفرد علمی و عملی ہستی حضرت باچاگل صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے الطہر علی شاہ (گوہر جی) بھی ساتھ تھے، وہ بھی مدرسہ عربیہ نیوٹاؤن حال جامعہ اسلامیہ بنوری ٹاؤن پڑھنے آرہے تھے۔

ہمارے گاؤں کے بزرگوار محترم بابو ممتاز صاحب بھی سفر میں ساتھ تھے بلکہ بابو صاحب مدظلہ ہی نے اس عاجز کی سیٹ اور برتھ بک کروائی تھی، جس کی قیمت ۵۳ روپے بنی تھی، ہم کراچی کینٹ دو دن کے سفر کرنے کے بعد اترے کسی عذر کی وجہ سے مولانا لطف اللہ مرحوم گاڑیاں اسٹیشن نہ بھیج سکے۔ انتظار کے بعد ٹیکسیوں کے ذریعے ہم شیر شاہ پہنچے جہاں مولانا لطف اللہ مرحوم کی مسجد تھی۔

حضرت مولانا لطف اللہ صاحب مرحوم شیر شاہ والے کا تذکرہ

آپ جہانگیرہ سے جنوب کی طرف واقع ایک چھوٹے گاؤں مغلکی کے باشندے تھے اور جامعہ اسلامیہ اکوڑہ خٹک کے فاضل تھے۔ کچھ عرصہ تک وہاں ناظم اور دیگر کے عہدوں پر بھی فائز رہے تھے، بعد میں باچا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی عنایات سے سیٹھ سلیم کی مسجد صابری میں امام و خطیب مقرر ہوئے۔ سیٹھ سلیم ہندوستان کے متمول پنجابی گھرانے میں سے تھے۔ بزرگوں سے غیر معمولی عقیدت اور وابستگی رکھتے تھے، حضرت باچاگل مرحوم کے علاوہ حضرت مولانا عبدالغفور صاحب عباسی مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے بھی صحبت یافتہ اور ان کی بزرگی کے مداح تھے۔

ان کے یہاں مولانا لطف اللہ صاحب کا تقرر بحیثیت امام اور خطیب برائے جامع مسجد صابری شیر شاہ ہو چکا تھا۔ مولانا لطف اللہ نہایت شیریں گفتار، نکتہ سنج اور اظہار مافی الضمیر کے ماہر اور قادر الکلام خطیب تھے۔ آپ قرآن کریم نہایت حلاوت اور لذت سے تلاوت فرماتے تھے، تجوید اور قرأت کے بغیر یہ صوت جمیل نہایت دلکش اور جاذب القلوب ہوتی تھی۔ یہی حال ان کے جمعہ کے خطبہ کا تھا، عرصہ دراز کے بعد جب سیٹھ سلیم ماؤف الدماغ اور بیمار ہوئے اور ان کے تمام کارخانے اور مل سیٹھ عابد کے کنٹرول میں آئے تو بھی کچھ عرصہ تک مولانا لطف اللہ صاحب عزت و احترام سے تھے اور اس زمانہ میں جامع مسجد صابری میں درجہ ثالثہ تک کتب کا مدرسہ بھی قائم کیا گیا جس کے تمام تر اخراجات سیٹھ عابد برداشت کرتے تھے مگر جلد ہی اختلافات ہوئے غالباً تکلم و نسق کے فقدان کے علاوہ سیٹھ عابد کو مالی وجوہ پر کچھ بے اعتنائی ہوگئی تھی اور نتیجتاً مولانا مرحوم کو وہاں سے جانا پڑا۔ یا وہ دن تھے کہ مولانا ہی ان کے خاندان کے معتمد خاص تھے اور نقشہ یوں تھا۔

ہر کہ سلطان مرید او باشد
گر ہمہ بد کند نکو باشد

اور یا یہ دن آئے کہ مولانا جا نگہ اسٹاپ کی مسجد حنفیہ میں منتقل ہوئے، سیٹھ سلیم مرحوم اور ان کے گھرانے کے افراد مولانا کی خدمت میں یہاں آتے تھے مگر زور وشور سارا سیٹھ عابد کے ہاتھ میں جا چکا تھا۔

ہر کہ با فولاد بازو پنجہ کرد
ساعد سیمین خود را رنجہ کرد

بہر حال مولانا وفات تک جامع مسجد حنفیہ ہی میں امام وخطیب رہے اور ان کے انتقال کے بعد ان کی اولاد و اہل خانہ وہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے پرانی تکلیفیں ختم فرمائیں اور حضرت کے صاحبزادوں نے کوئی مدرسہ بھی قائم کیا ہے اور آرام وعزت سے وقت گزار رہے ہیں۔ حضرت کا چھوٹا لڑکا حافظ بلال، احسن العلوم میں ابتدائی درجات کا طالب علم ہے۔ اگر نظر بد اور گردش زمانہ کی گرفت سے بچے تو اپنے عظیم والد کی یادگار رہیں گے۔ بہر حال اس لڑکے کے ساتھ وہی ہوا جس کا خدشہ تھا کیونکہ

بالائے سرش ز ہوشمندی

می تافت ستارۂ بلندی

کے مصداق ہیں

میری بنوری ٹاؤن میں حاضری

ہم صبح مدرسہ عربیہ نیوٹاؤن داخلہ کے لئے روانہ ہوئے وہاں پہنچ کر مولانا لطف اللہ اور قاری شیر افضل مدظلہ ہم سے پہلے جا کر حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ سے بات کر چکے تھے، حضرت بنوری نے ان حضرات کو جواب دے دیا تھا میں جب پہنچا تو مولانا لطف اللہ صاحب مخصوص انداز میں چشمہ فریم سے پکڑ کر گھماتے ہوئے نیوٹاؤن کے گیٹ پر مجھے ملے اور بڑے افسوس سے معذرت کی کہ وہ تو آپ کو جانتے نہیں اور داخلے بند ہو چکے ہیں پھر خود ہی فرمایا، آؤ ہاتھ ملالو بڑی بزرگ ہستی ہے۔

جب میں داخل ہوا تو حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ سے ہاتھ ملایا، حضرت نے فرمایا

واخلے بند ہو چکے ہیں، میں نے حضرت مولانا لطف اللہ صاحب جہانگیرہ والے بزرگ کا خط نکال کر ان کے ہاتھ میں رکھا حضرت نے خط دیکھتے ہی فرمایا معاف کیجئے! آپ کا واخلہ تو شعبان میں اس مدرسے کے بانی اور پہلے مدرس نے کرایا ہے اور بڑے دلکش اور باوقار لہجے میں فرمایا اسمٰعیل بھائی صاحب جلدی فارم دیں اور تلطفاً ارشاد فرمایا کہ اس لطف اللہ کے ہوتے ہوئے اس لطف اللہ کی کیا ضرورت تھی۔ بہر حال واخلہ فارم لے کر بھر دیا گیا اور ہمارا داخلہ فارم برائے امتحان ایک استاد کے پاس پہنچ گیا۔

طرفہ تماشہ

اگلے دن امتحان مقرر ہوا مگر نماز فجر میں میرے ساتھ ایک شخص نماز میں کھڑا ہوا تھا جو مسلسل دانتوں سے بھورے نکالتا تھا۔ سلام پھیرنے پر میں نے ان سے کہا آپ نے نماز کے لئے کلی نہیں کی اس لئے آپ کی نماز نہیں ہوئی اور آپ مسلسل عمل کثیر میں مبتلا ہیں وہ چپ چاپ خاموشی سے سنتے رہے۔

دن کے دس (۱۰) بجے جب امتحان کیلئے پیش ہوا تو وہی شخصیت میری ممتحن تھی، انہیں دیکھ کر میں سہم گیا اور وہ بھی مجھے دیکھ کر بے طبع ہوئے اور فارم کو لے کر مجھے کہا کہ "فارم لے کر آپ کہیں اور چلے جائیں میں آپ کا امتحان نہیں لے سکتا"۔ میں نے انہی سے گزارش کی کہ دوسرے ممتحن کا نام آپ لکھ دیں۔ انہوں نے منظور فرما کر حضرت مولانا محمد صاحب سواتی جو قدیم استاد ہیں اور دارالعلوم دیو بند اور مظاہر العلوم سے فاضل ہیں، غالباً مشہور زمانہ شیخ الکل فی الکل جامع المعقول والمنقول شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا محمد

اللہ صاحب ڈاگئی مدظلہ اور مولانا محمد صاحب سواتی مظاہر العلوم میں ہم سبق رہے ہیں۔ بہر حال ان کے پاس میرا امتحان آیا کافیہ میں "مشہور مقام" "والثالث ما احمر عامله علی شریطة التفسیر" کی عبارت مجھ سے پڑھوا کر تشریح کرنے کا حکم دے دیا، اس عاجز کو کافیہ زبانی یاد ہے جو کتاب یاد ہو اس پر دسترس آسان ہوتی ہے، میں نے اس کی شرح میں ابن الانباری رحمۃ اللہ علیہ کے کچھ اشعار بھی پڑھے۔ حضرت نہایت محظوظ ہوئے اور پوچھا کہ کافیہ اور مقامات کس سے پڑھی ہیں؟ میں نے حضرت اقدس حضرت مولانا لطف اللہ صاحب کا نام بتایا، حضرت کا نام سن کر وہ اور بھی زیادہ خوش ہوئے اور فرمایا وہ تو تاریخ اور ادب کے امام ہیں اور میں نے تخصص فی الحدیث انہی سے کیا ہے اور مقدمہ ابن خلدون میں ہمارے عظیم اور معتمد استاذ تھے اور احتراماً فرمایا کہ حضرت الاستاذ کے شاگردوں سے میں مزید امتحان نہیں لیتا اور مجھے درجہ رابعہ کے بجائے درجہ خامسہ میں داخلہ دینے کا حکم دے دیا۔ میں نے عرض کیا کہ میری شرح جامی اور نورالانوار جیسی اہم کتب رہ جائیں گی اس لئے مجھے رابعہ ہی میں برقرار رکھئے۔

حضرت نے بھی میری درخواست پر خوشی کا اظہار فرما کر فرمایا گاؤں سے نئے لگے ہو اس درجہ کے بیشتر اسباق پڑھ چکے ہو اس لئے زیادہ پختہ رہ سکو گے۔

یوں ۶ شوال ۱۳۷۳ء کو کراچی میں میری آمد ہوئی اور ۷ شوال ۱۳۷۳ء کو میرا داخلہ درجہ رابعہ میں ہوا۔ وللہ الحمد اولاً و آخراً

یوں درجہ رابعہ، خامسہ، سادسہ، سابعہ اور دورۂ حدیث کی تکمیل ایشیاء کے اس متقدر معدن علم میں خیر الرجال اور کامل علماء و اولیاء کے استفادہ کے ساتھ مکمل ہوئے۔ گاہ

گیا۔ حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے درس بخاری میں بیٹھنے کی کوشش کرتا تھا اور تقریباً بلاناغہ شام کو کسی وقت رفیق محترم مولانا حافظ قاری مفتاح اللہ صاحب سے حضرت کے اسباق کے خصوصی نکات کا پتہ کرتا تھا۔

حضرت مولانا حافظ قاری مفتاح اللہ صاحب مدظلہ کا تذکرہ

مولانا حافظ قاری مفتاح اللہ صاحب مدظلہ کا یہ دورۂ حدیث کا سال تھا اور وہ اول سے آخر تک بنوری ٹاؤن کے مستعد اور ہونہار طالب علم مشہور تھے۔ وفاق کے سالانہ امتحان کے علاوہ ہر امتحان میں اول آنا ان کے لئے ریزرو تھا۔ بعض وہ طلباء جو ان سے پرخاش رکھتے تھے ان کا کہنا تھا کہ قدیم طالب علم ہونے کی وجہ سے لامحالہ ان میں یہ رعایت دی جاری ہے اور وہ وفاق کے سالانہ امتحان کے منتظر تھے اور جب ایک عارضہ کی وجہ سے وفاق کے سالانہ نتیجہ میں موصوف کا وہ امتیازی مقام نہ رہا تو وہ حاسدین طلباء بڑی خوشی کا اظہار کرتے تھے، بعد میں گمشدہ کاپی ملنے سے قاری صاحب موصوف کا سابقہ مقام کافی حد تک درست ہوا۔ حدیث میں ہے" کل ذی نعمة محسود" ہر شخص سے جس پر خدا کی نعمت ہو لوگ حسد کرتے ہیں۔

قاری صاحب موصوف علوم وفنون کے قابل استاد ہیں حسن اخلاق کے پیکر ہیں، قرأت وتجوید کے شناور ہیں اور قادر الکلام خطیب ہیں، بنوری ٹاؤن کی شاخ تعلیم الاسلام سہراب گوٹھ میں امام وخطیب اور نگران اعلیٰ تعینات ہیں۔ قاری صاحب کی چند خصوصیات قابل ذکر ہیں

(۱) آپ طالب علمی سے مستعد ثابت ہوئے ہیں۔

(۲) آپ اساتذہ اور علوم کے بے حد قدردان اور باادب ہیں۔

(۳) اساتذہ کے بیشتر دریات تقریباً محفوظ ہیں آپ کو کسی مشکل اور مغلق عبارت سمجھنے میں بڑی سرعت ذہن ثاقب فہم نصیب ہے۔

(۴) اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم پڑھنے کا امتیازی ملکہ نصیب فرمایا ہے آپ کی نماز اور وعظ ونصیحت دونوں آپ کی تلاوت اور شعر گوئی سے کشت زعفران رہتی ہے۔

پہلی شادی سے اولاد نہیں تھی دوسری شادی سے دو بیٹیاں ہوئی ہیں مزید اللہ تعالیٰ نے دو بیٹوں سے بھی مالا مال فرمایا ہے۔

اس عاجز اور حضرت قاری صاحب میں کئی علوم وفنون اور کئی مسلکوں میں اتحاد کی وجہ سے غیر معمولی انس اور جمعیت پائی جاتی ہے۔ موصوف سفر وحضر کے معتمد اور وفادار ساتھی ہیں۔ حرمین شریفین اپنے ساتھ چار دفعہ لے جا چکا ہوں ایک موقع پر جب اس عاجز اور فقیر کے مصیبت بھرے جوتے اٹھانے لگے تو برادر محترم منصور الرحمن صاحب دیکھ کر آبدیدہ ہوئے اور فرمایا کہ جنہیں آپ ساتھ رکھتے ہیں ان کے مقامات قلق دیکھنے کے ہوتے ہیں۔ موصوف میں غیر معمولی عجلت بھی ہے جس پر میری تنبیہ اور روک ٹوک سے وہ خوش ہوتے ہیں اور اکثر اپنی جلد بازی کے خلاف میرے مقولے بڑے فخر وشکر سے سناتے ہیں۔ اس بارے میں اتنے اچھے واقعات ہیں جس پر علیحدہ جز ترتیب دیا جا سکتا ہے، بہر حال ہمارے مخلص دوست اس دور کے علم وعمل اخلاق وکردار کا مثالی نمونہ ہیں اللہ تعالیٰ خوش وخرم رکھے اور دیر تک ہمیں ان سے استفادہ کی توفیق نصیب فرمائے۔ آپ کی ایک

خصوصیت جو اس عاجز کے نزدیک سب پر فائق ہے کہ بارہا حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے حکم پر طالب علمی میں آپ جامع مسجد نیو ٹاؤن میں نماز فجر پڑھاتے تھے اور حضرت آپ کی اقتداء میں نماز ادا فرماتے تھے۔

تعلیم الاسلام سہراب گوٹھ کی جامع مسجد کے لیے بھی آپ کا انتخاب حضرت الاستاذ حضرت مولانا بنوری صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہی نے کیا تھا۔

احوال جامع مسجد چراغ الاسلام نیو کراچی

اس عاجز کو درجہ تخصص سے ہی جامعہ اسلامیہ بنوری ٹاؤن کے بڑے اساتذہ نے مسجد چراغ الاسلام F-11 نیو کراچی امامت و خطابت کے لیے بھیجا تھا۔

یہ ایک چھوٹی سی مسجد تھی اور چاروں طرف گندہ پانی اور مقامی لوگوں کی بھینسوں کے باڑے ہوتے تھے۔ چند مخلص موحدین کی وجہ سے اکثر اہل حق امام تجویز ہوتا تھا جن میں بزرگوار محمد یامین صاحب اور سابق امام محترم قاری عزیز الرحمن صاحب اور برادر حافظ زاہد صاحب وغیرہ سرفہرست تھے۔ چنانچہ اس عاجز کی تقریر و خطابت کا کسی حد تک شہرہ طالب علمی میں ہی ہوا تھا طلبہ تقریر سیکھنے کے لئے بزم ادب وغیرہ منعقد کرتے تھے اور شب جمعہ کو مختلف طلباء کی مختلف انجمنوں کی تقریر و بیان سیکھنے کے لئے منتخب بیانات ہوتے تھے جن میں اس عاجز اور ناکارہ کا بیان اچھا سمجھا جاتا تھا۔ سال کے آخر میں بڑے اساتذہ کی موجودگی میں انجمنوں کے چیدہ چیدہ مقررین مقابلے میں تقریریں کرتے تھے اس میں بھی اس عاجز کو اساتذہ کی توجہات اور دعائیں حاصل رہی تھیں۔

یاد پڑتا ہے کہ حضرت بنوری کی موجودگی میں آخری انجمن میں اس عاجز کی تقریر کے دوران امام العصر حضرت مولانا محمد انور شاہ صاحب کشمیری رحمہ اللہ کی عقیدۃ الاسلام سے ان کے نعتیہ کلام کے اشعار پڑھے اور ناتجربہ کاری کی وجہ سے آخری شعر بھی پڑھ لیا جو کہ اس طرح ہے

کس نیست از ایں امت تو آں کہ چوں انور

بارد سیاہ آمدہ موئے زریری

بس یہ شعر سننا تھا اور شفیق الشیخ حضرت بنوری پر رقت طاری ہوگئی اور انجمن کی فضاء سوگواری ہونے لگی اور یہ عاجز بھی خوفزدہ ہو کر بیٹھ گیا۔ بعد میں حضرت اقدس مولانا مفتی ولی حسن صاحبؒ اور فقیہ النفس حضرت مولانا مفتی احمد الرحمن صاحبؒ نے فرمایا کہ حضرت بہت خوش ہوئے اور آپ کی قوت گویائی کی داد دینے لگے۔ یہ ان کی حسن نظر تھی ورنہ

کہاں میں اور کہاں یہ نکہت گل

نسیم صبح تیری مہربانی

یوں تو کراچی مسجد چراغ الاسلام جانے میں بھی ان بڑے اساتذہ کی تاکید اور ارشاد شامل تھا۔ وہاں پہنچ کر بدعتیوں سے مناظرے اور مباحثے ہونے لگے اور ہر میدان میں بحکم الٰہی سرخروئی اور فتحیابی نصیب ہوئی اور یہ ان کامل و اکمل بزرگوں کی دعاؤں اور توجہات کا نتیجہ تھا۔

چنانچہ اس عاجز کی زندگی میں علم و تحقیق کے ایک نئے دور کا آغاز ہوا، اس کی تفصیلات ایک مستقل عنوان کے ساتھ شاید کسی مناسب موقع پر شائع ہوگی۔

اس زمانے میں افضل حریت شہید اسلام حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی رحمہ اللہ کے ایک عقیدت بردار نے شہید اسلام نامی ایک اخبار نکالا تھا۔ اس اخبار کے بیشتر شماروں میں اس عاجز اور مبتدعین کے درمیان مباحثہ اور مناظرے شائع ہوتے تھے۔ اس کا اندازہ اس سے لگایا جائے کہ ڈیڑھ سال کے عرصے میں تین (۳) مرتبہ حق کی حمایت اور باطل کی سرکوبی کے لئے ۱۹، ۲۰ آدمیوں سمیت جیل جانا پڑا۔ اس دوران نیو کراچی کے طول و عرض میں سترہ (۱۷) کے قریب مساجد بدعتیوں سے چھڑوائی گئیں اور ان پر اہل حق کا جھنڈا لہرایا گیا۔ خانقاہ راشدیہ کالی مارکیٹ کی مسجد جو کہ بدعتیوں کا مرکز تھی، اہل حق کے قبضے میں آچکی تھی اس مسجد میں میں نے مولوی جنید جو کہ اٹک کے کسی گاؤں کے باشندے تھے اور دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے فاضل تھے کو تعینات کر چکا تھا۔ الغرض مسجد چراغ الاسلام اہل حق کے مناظروں اور مباحثوں کا ایک مرکز بن چکا تھا۔

اس کے علاوہ بھی وقتاً فوقتاً مبتدعین سے مختلف جگہوں مختلف مجالس میں گفتگو رہتی تھی جو کہ فاتح حق اور فتح حق کی صداقت کی نشانی کے طور پر نمایاں رہتی تھی۔

چنانچہ نیو کراچی کی سطح پر بہت ساری مساجد اہل حق کے قبضے میں آگئیں اور وہاں توحید وسنت کا درس ہونے لگا۔

ایک لطیفہ

جس وقت جامع مسجد چراغ الاسلام میں درس قرآن کریم اور درس توحید وسنت اور فقہ کے درس آن بان سے جاری ہوئے اور آس پاس کے لوگ چونکہ مبتدعیانہ نظریات

رکھتے تھے اس لئے ایک ہیجان اور فتنہ جیسا ماحول پیدا کرنے لگے۔ جامع مسجد جامع
الاسلام نیو کراچی کے قبرستان سے متصل اس زمانے میں قریبی مسجد سمجھی جاتی تھی اور اکثر
جنازے وہیں پڑھوائے جاتے تھے میری وجہ سے بعض معتدین پیلو تہی برتتے تھے اکثر
مناظرے مباحثے اور معرکہ آرائی کے بعد میرے محلے کے ایک کاٹھیاواڑی نے ایک قصائی
سے کہا کہ یہ بات تو ہم نے دیکھ لی کہ ہمارے اس نوجوان دیوبندی مناظر سے اس وقت کو
کوئی بریلوی مناظرہ نہیں کرسکتا اور انہوں نے اس سلسلے میں جتنی کوششیں کیں خود انہی کے
خلاف پڑ گئیں اور ہمارے امام صاحب کا موقف اونچا رہا۔ البتہ ایک افسوس ہے کہ ہمارے
جنازوں میں ہمارے مولانا سے بدظنیوں کے اختلاف کی وجہ سے تعداد کم ہوگئی ہے۔ یہ
باتیں وہ دونوں آپس میں کر رہے تھے اور میں قبرستان سے واپسی پر تھوڑا آگے چل رہا تھا
اور یہ سن رہا تھا جب ان کی بات مکمل ہوگئی تو میں نے رک کر ان سے پوچھا کہ جنازہ کیوں
پڑھا جاتا ہے انہوں نے کہا تاکہ اللہ تعالیٰ مردے کی مغفرت کرے میں نے کہا کہ اگر
جنازہ پڑھنے والے غیر مسلم ہوں تو ان کے نماز جنازہ پڑھنے سے مردے کی مغفرت ہو
جائے گی؟ انہوں نے کہا نہیں میں نے کہا کہ بریلوی فرقے کے لوگ انکار بشریت انبیاء
اولیاء کے لئے علم غیب کا عقیدہ رکھنے اور غیر اللہ سے مدد مانگنے کی وجہ سے قرآن وسنت اور
اجماع امت کی روشنی میں اسلام سے نکل چکے ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ مسلمان نہیں
رہے اس لئے ان کی کثرت سے کوئی فائدہ نہیں جبکہ صحیح مسلم کی حدیث میں ہے کہ اگر
مسلمان کے جنازے میں چالیس مخلص مسلمان شریک ہو جائیں تو اللہ اس کی مغفرت کر دیتا
ہے ایک روایت میں تین مسلمانوں کی شرکت کا بھی ذکر ہے یہ باتیں ہماری ختم ہو گئیں سا

دس مہینے گزرے ہوں گے کہ ہماری مسجد کو مرکزیت حاصل ہو گئی اور نیو کراچی اور مجھ قرب وجوار کے لوگ عقیدے کی مناسبت سے اکثر جنازے ہمارے یہاں مجھ سے پڑھوانے لگے اور جنازوں میں رش ہونے لگا ایک دن وہی دونوں آدمی آپس میں کہہ رہے ہیں کہ ہمارے مولانا کی وجہ سے ہماری مسجد میں اور خاص کر جمعہ کی نماز میں اور جنازوں میں رش ہونے لگا۔ میں نے ان کی طرف مڑ کر اور ہنستے ہوئے ان سے پوچھا کہ آپ کو اپنی پہلی بات یاد ہے؟ انہوں نے کہا کہ جی پھر میں نے ان سے کہا کہ یاد رکھو توحید وسنت کی برکات دنیا وآخرت میں خوشگوار اور پائیدار رہیں گی باقی کسی چیز کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔

لطیفہ نمبر ۲

مشہور زمانہ حکیم عباسی جو نبض شناسی اور بعض امراض کے علاج میں وقت کے حاذق اور مسلم حکیم مانے گئے یہ مشہور زمانہ ناصبی منکر حدیث محمود احمد عباسی کے بھائی تھے محمود احمد عباسی کی رسوائے زمانہ کتاب "سید وسادات" اور "تحقیق خلافت معاویہ ویزید" جیسی رسوا کن اسلامی معیار سے ہٹی ہوئی کتابوں کے مصنف تھے۔

البتہ حکیم صاحب خود صحیح العقیدہ تھے اکابر علماء دیوبند کے کیش برادر تھے اور فقیہ العالم محدث کبیر مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی ولی حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے قریبی اور مخلص دوست تھے سب سے پہلے بنوری ٹاؤن میں طالب علمی کے دوران جبکہ اکثر طلباء کو قبض کی شکایت رہتی تھی مجھ عاجز اور فقیر کو بھی علاج کے لئے حکیم صاحب کے یہاں حضرت الاستاذ حضرت مولانا مفتی ولی حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہی لیکر گئے تھے۔

اس وقت کی گفتگو سے اندازہ ہوا تھا کہ حکیم صاحب علماء حق کے حد درجہ قدر دان اور عقیدت پرور ہیں۔ چنانچہ حکیم صاحب کی اہلیہ کا انتقال ہوا اور ان کی رہائش اور مطب وغیرہ کالی مارکیٹ بندر روڈ کراچی کے قرب وجوار میں تھی۔ میرے پیچھے اپنے لڑکے کو گاڑی دیکر بھیجا کہ آپ آئیں اور میری اہلیہ کا جنازہ پڑھائیں۔ میں جب وہاں پہنچا اور جنازہ رکھ دیا گیا اور میں پڑھانے کیلئے آگے بڑھا تو بعض معتقدین نے اعتراض کیا اس پر حکیم صاحب نے کہا کہ میں نے مولانا کو اس لئے زحمت دی ہے کہ یہ موحد عالم ہے ان کے جنازہ پڑھانے سے میری اہلیہ کی مغفرت ہو جائے گی۔

حکیم صاحب نے سب کے سامنے کہا کہ میری خواہش ہے کہ بدعتی صفوں سے نکل جائیں کیونکہ بدعتیوں کے صفوں میں کھڑے ہونے سے قہر الٰہی کے نزول کا اندیشہ ہے جس سے میری اہلیہ کی مغفرت کو نقصان پہنچ سکتا ہے۔ یہ کہہ کر اپنے چند عزیزوں اور صاحبزادوں کے ساتھ صف میں کھڑے ہو کر مجھے آواز دی کہ حضرت آپ جنازہ شروع کرائیں بدعتیوں اور مشرکوں کو پڑھنے کی اجازت نہیں ہے۔ میں نے آواز دی کہ یہ لوگ بھی اللہ کی توحید اور پیغمبر کی سنت پر اپنا ایمان بحال کرنے کا وعدہ کر کے جنازہ پڑھ سکتے ہیں۔

بہر حال حکیم صاحب کی یہ دینی غیرت توحید وسنت کے مسلک پر حمیت اور پختہ موقف دیکھ کر مشہور زمانہ رئیس الموحدین استاذ المفسرین حضرت مولانا حسین علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ واں بھچراں پنجاب والے کی توحید وسنت کی غیرت یاد آئی۔

فطرت کے مقاصد کی کرتا ہے نگہبانی
یا بندہ صحرائی یا مرد کوہستانی

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے نیو کراچی 11/F جامع مسجد چراغ الاسلام کی امامت اور خطابت کے دوران جس کی کل مدت ڈیڑھ سال ہوگی وہ میرے والد صاحب اور سعادت کے سال تھے۔

اس عرصہ میں حق تعالیٰ نے درس قرآن جمعہ کی خطابت اور دوسرے مواقع پر توحید وسنت پر مشتمل تحقیقی بیانات اور خطابات اور بریلویات شرک و بدعت اور رسوم کا سخت شدومد سے رد وقدح پورے علاقے میں معروف ہو گیا تھا۔ بدعتیوں نے میرے خلاف اخبارات میں مضامین نکالے مگر ان سب کا مجھے اور میرے مسلک کو فائدہ پہنچا کیونکہ لوگ ان کی دروغ گوئی اور اہل حق کی صداقت سے واقف تھے۔ اس دوران بعض نجی مقامات پر اور بعض جگہ مساجد میں ان کے بڑے مناظرین سے گفتگو کا موقع بھی آیا جس میں حق تعالیٰ نے حق کو فتح ونصرت نصیب فرمائی اور ان کا غلط فہم ہونا سب پر واضح ہو گیا۔ اس کے نتیجہ میں جامع مسجد چراغ الاسلام جو غیر معروف اور غیر مناسب جگہ پر تھی وہ نہایت ہی موزون اور اس کے محل وقوع کو اہل حق کی نظر میں خاص وقعت نصیب ہوئی۔ چنانچہ اس کی برکت سے ڈیڑھ سال کے عرصہ میں ۲۸ مساجد کے اندر توحید وسنت کے امام کھڑے کئے گئے اور قرآن وسنت کے درس شروع کرا دیئے گئے۔ یہ اور بات ہے کہ میرے گلشن جانے کے بعد بعض نا سمجھوں نے اپنے ہی خلفشار سے بعض جگہ نقصان پہنچایا فالی اللہ المشتکیٰ۔ آج اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے نیو کراچی میں ایک عالیشان مسجد ومدرسہ جامعہ احسن الدراسات قائم ہے۔

نیو کراچی سے میرا گلشن اقبال آنا

چونکہ جامع مسجد چراغ الاسلام کے زمانے میں بعض مقامی بدقیوں سے تھانہ تحصیل تک نوبت پہنچ چکی تھی اور دو تین بار جیل کی قید وبند تک اٹھانی پڑی۔ اس میں میرے طالب علم ہونے کی وجہ سے جامعہ اسلامیہ بنوری ٹاون کے مقتدر اساتذہ اور انتظامیہ اختلافی بحران میں میری تائید ونصرت کے لئے آمادہ تھے۔

ان میں جامعہ اسلامیہ بنوری ٹاون کے اس وقت کے مدرس نائب مفتی اور حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند نسبتی اور صدر المدرسین مولانا عبد الرحمٰن کیمبلپوری رحمۃ اللہ علیہ کے لائق فائق صاحبزادے ہمارے استاذ مولانا مفتی احمد الرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہ تھے جو بعد میں جامعہ اسلامیہ کے مقتدر مہتمم اور حضرت بنوریؒ کے سچے جانشین اور اپنے وقت کے اورنگ زیب بادشاہ کے مثل بن کر نظر آئے تھے۔ حضرت مفتی صاحب کی معیت میں ان کے جوڑی دار اور جامعہ اسلامیہ بنوری ٹاون کے تمام علوم وفنون کے کہنہ مشق استاذ جو بعد میں وہاں شیخ الحدیث بنے یعنی استاذ محترم مولانا مصباح اللہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہماری مقدمہ بازی اور مسجد کے تنازعات میں ہمارے معاون تھے۔ ہم ان دونوں بزرگوں کے پاس دن رات ہر وقت بغیر بے تکلفی کے پہنچ جاتے تھے اور جہاں ضرورت ہوتی اور مناسب جانا جاتا۔ متعلقہ افسر کو فون کر دیا جاتا تھا۔

چنانچہ سندھ کے مشہور بزرگ محقق عالم اور مجاہد شخصیت حضرت مولانا عبد الکریم بیر شریف والے کے قریبی عزیز محمد اسلم صاحب آئی جی سندھ تھے۔ حضرت مفتی صاحب

کے ذریعے ان سے بات ہوئی اور انہوں نے بھرپور تعاون کی یقین دہانی کرائی۔ مگر بنوری ٹاون کے خصوصی مخلص کرم فرماؤں میں سے حافظ غلام سرور صاحب تھے جو سعید منزل دھوبی گھاٹ کے قریب پولیس لائین کی مسجد میں عرصہ دراز سے امام وخطیب چلے آئے تھے میرے بہت زیادہ قدردان تھے۔

حافظ غلام سرور صاحب کا تذکرہ

حافظ غلام سرور صاحب پنجگور کے باشندے تھے اور ایک بڑے متمول گھرانے کے چشم وچراغ تھے ان کا خاندان سارا مغربی سوچ کا تھا مگر حافظ صاحب نے کوہ ہمالیہ بن کر پورے علاقے میں دینی مکاتب کے کئی مراکز قائم کئے جن کے تمام اخراجات حافظ صاحب کے ذریعے سے کراچی کے مخلص اور دیندار متمولین پورا کرتے تھے علاقے کے توسط سے وہ استاد محترم مولانا مفتی احمد الرحمن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے قریبی جاننے والے تھے۔ حافظ صاحب موصوف اس وقت سیشن جج تھے بعد میں کچھ عرصہ لاء ڈپارٹمنٹ کے سیکرٹری رہے اور پھر ہائی کورٹ میں آفیشل آئینی حکومت سندھ بنے۔ موصوف علماء دیوبند کے دل وجان سے قدردان تھے حافظ غلام سرور صاحب کی منزلت اور قدر سے آشنا اور بنوری ٹاون کی مرکزیت کے خواہاں اور سندھ کے قدیم بزرگ مولانا عبدالکریم بیر شریف والا کے مرید اور حضرت کے توسط سے قافلہ حق کے سالار فقیہ الامت مفتی اعظم اسلام حضرت مولانا مفتی محمود صاحب کے جان نثار عقیدت برداروں میں سے ہیں۔

چنانچہ نیو کراچی کے تنازعات کے دوران مولانا مفتی احمد الرحمن کے توسط سے

حافظ صاحب موصوف سے پھر ان کے ذریعے حاجی بشیر احمد میمن مدظلہ سے غیر معمولی واقفیت ہوئی۔ حاجی صاحب اب بھی حیات ہیں حال ہی میں ان کی جگہ ان کا ایک بیٹا ہائی کورٹ کا جج بنا ہے حاجی صاحب نے بذریعہ ٹیلیفون ان کے جج ہونے پر تو ناراضگی ظاہر کی البتہ یہ یقین دہانی بھی کرائی کہ دین اسلام کے لئے جو خدمات اس لڑکے سے لی جائیں گی یہ جج کی سیٹ پر ان شاء اللہ خندہ پیشانی سے بجالائے گا۔

حاجی صاحب کے پاس مقدمات کے سلسلے میں آنا جانا رہا اور بعض اہم موقعوں پر ان کے خیر خواہانہ مشورے اور ان کی بروقت دین و دنیا کے آداب کے مطابق سفارش بڑے خطرات کے ٹالنے میں معین ومدد ثابت ہوئی اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔ البتہ حافظ غلام سرور صاحب چند سال ہوئے انتقال فرما چکے ہیں اور ان کی جگہ ان کے صاحبزادے مسند نشین ہیں گو حافظ صاحب کے زمانے کی گہما گہمی نہیں تاہم

''نعم الخلف لخیر السلف''

یعنی اچھے گوشت کا شوربہ بھی اچھا ہوتا ہے کے مصداق لڑکے لائق فائق ہیں اور خدا ان کو اپنے عظیم والد کی برکات اور فیوضات نصیب فرمائے کبھی کبھی احسن العلوم آکر اپنے کوائف اور احوال سناتے ہیں۔

حضرت حاجی صاحب بشیر میمن دامت برکاتہم کے محاسن اور فیوضات اور حق کی حمایت ونصرت کے واقعات بے شمار ہیں جو کہ مناسب موقع پر باقاعدہ درج کئے جائیں گے۔ فی الحال یہ مختصر تذکرہ کافی سمجھا گیا۔ واضح رہے کہ اس اثناء میں DIG عبیدالرحمن جو جامعہ بنوری ٹاون کے عبوری نائب مہتمم میر عالم خان لغاری کے عزیز تھے ان سے بھی

واقفیت ہوئی اور نیو کراچی جامع مسجد چراغ الاسلام کے خلاف بدعتی یلغار کے مقابلے میں ان کی خدمات بھی بہت بیش بہا ہیں۔

جامع مسجد چراغ الاسلام نیو کراچی کے سلسلے میں جناب ممتاز محمد بیگ صاحب کا تذکرہ

جامعہ اسلامیہ بنوری ٹاؤن کے ایک لائبریرین قاری عبدالحلیم صاحب جامع مسجد احسن گلشن اقبال کے اندر امام وخطیب تھے ان کے ذریعے پتہ چلا کہ ان کے ایک مقتدی جو جامع مسجد چراغ الاسلام کے اس وقت کی انتظامیہ کے صدر رہتے وہ ڈپٹی ہوم سیکریٹری ہے جن کا نام ممتاز محمد بیگ صاحب ہے مسجد کے کیس کے سلسلے میں ان سے بھی تعارف ہوا انہوں نے بھرپور تعاون کی کوشش کی اور بعض جگہ ان کا تعاون مفید ثابت ہوا مجھے جامع مسجد احسن گلشن ان سے ملنے آنا ہوا ملاقات پر پتہ چلا کہ وہ مسلک دیوبند کے مضبوط قدردان ہیں اور دارالعلوم کراچی اور مولانا محمد رفیع محمد صاحب سے عقیدت رکھتے ہیں۔

جوں جوں واقفیت بڑھتی گئی تو بیگ صاحب کا مسلک کی سطح پر اخلاص معلوم ہوتا گیا بیگ صاحب موقع سے فائدہ اٹھا کر جامعہ اسلامیہ بنوری ٹاؤن کے مہتمم مولانا مفتی احمد الرحمن صاحب اور شیخ الحدیث فقیہ العالم مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی ولی حسن صاحب اور استاذ گرامی قدر مولانا مصباح اللہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہم وغیرہ بزرگوں کی خدمت میں پہنچے اور ان سے درخواست کی کہ مجھے نیو کراچی سے جامع مسجد احسن گلشن اقبال منتقل

ہونے کا حکم دیں۔

اساتذہ اور انتظامیہ بنوری ٹاؤن بیگ صاحب کی حسن کارکردگی کے قدردان تھے اور مجھے وہ دیوبندی مساجد اور دیوبندی تنازعات میں آگے بڑھانا چاہتے تھے جس کی ایک صورت ایسے نیک دل مسلمان باصلاحیت افسران سے تعلق بھی تھا جو مسلک کی سطح پر دین اسلام کی خدمت کو عبادت جانے۔ چنانچہ اساتذہ کرام نے مجھ عاجز کو نیو کراچی کے بجائے جامع مسجد احسن گلشن اقبال آنے اور یہاں امامت وخطابت اختیار کرنے کا حکم دے دیا۔ میں نے معذرت کی کہ بیگ صاحب بہت نیک افسر ہیں مگر افسرانہ دماغ کے ساتھ شاید ایک حریت پسند فقیر اور بے سروسامان امام دیر تک نہ چل سکے کیونکہ ایک جگہ میں دو ارباب اقتدار جمع نہیں ہو سکتے۔ مگر اساتذہ کا کہنا غالب آیا اور مجھے گلشن آکر جامع مسجد احسن میں امامت وخطابت شروع کرنی پڑی یہ میرے موقوف علیہ کا آخر اور دورۂ حدیث کے مبادی کے ایام تھے۔ غالباً پانچ یا ساڑھے پانچ سال کے بعد بیگ صاحب نے اپنے افسرانہ کروفر کا اظہار شروع کیا۔ اسی دوران گلشن اقبال میں مولانا حکیم محمد اختر صاحب کی تشریف آوری ہوئی۔

مولانا حکیم محمد اختر صاحب مدظلہ کا تذکرہ

مولانا حکیم محمد اختر صاحب ہندوستان اعظم گڑھ کے رہنے والے ہیں اور حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک عالم خلیفہ شاہ عبدالغنی پھولپوری کے تربیت یافتہ ہیں۔

حضرت پھولپوری ثانیاً حکیم صاحب کے رشتہ میں بھی کچھ قریب تر بزرگ ہوئے تھے۔ شاہ عبدالغنی پھولپوری حکیم الامت کے خلیفہ ہونے کے علاوہ علوم وفنون کے ماہر استاذ تھے۔ حکیم صاحب کی زبانی معلوم ہوا تھا کہ دارالعلوم دیوبند کے ایک استاذ کا انتقال ہوا تھا جس پر حکیم الامت نے فرمایا کہ اگر دارالعلوم دیوبند نے مجھ سے استاذ طلب کیا تو میں عبدالغنی کو بھیجوں گا۔ گویا حکیم الامت کی نظر میں مولانا عبدالغنی پھولپوری معتمد استاد تھے اور علمی کمالات میں مضبوط وثیقہ اور محمود دستاویز ہے۔

مولانا شاہ عبدالغنی صاحب پھولپوری کا واقعہ

مولانا شاہ عبدالغنی صاحب پھولپوری جب پاکستان ناظم آباد منتقل ہوئے تو کراچی بھر کے علماء کرام کو مدعو کیا گیا۔ مہمانوں کی گزرگاہ میں جگہ جگہ معجون سفوف اور گشتے تیار کرتے ہوئے آگ پر چولہے چڑھاتے ہوئے اور دوائیں تیار کراتے ہوئے دکھایا گیا اور پھر چولہے کے ساتھ یا حاضری کے ساتھ ان کی خاصیات درج ہوتی تھیں۔ علماء حسب توقع گزر رہے تھے لیکن لحاظ میں خاموشی سے گزر کے حضرت پھولپوری کی مجلس میں آکر بیٹھ جاتے تھے۔

اتنے میں محدث العالم محدث العصر حضرت الاستاذ مولانا محمد یوسف صاحب بنوری رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے اور انہوں نے آتے ہی اس تجارتی طریقہ کار پر اعتراض کیا جس پر حضرت پھولپوری نے ان سے معذرت فرمائی۔ تاہم دواخانوں کا یہ سلسلہ اور اس کے تعارف کی یہ مشکل کہانی اور اتنی آسانی سے سر کرنا مولانا حکیم اختر صاحب کا کارنامہ

تھا۔ ہمارے اکابر اور بزرگوں نے دین کو دنیا سے محفوظ رکھا ہے اور جب بھی اس کے خلاف دیکھا گیا برا مان گئے۔ خاص کر حضرت مولانا حکیم الامت کا سلسلہ اس میں بہت ممتاز نظر آیا ہے۔ تاہم انسان بشر ہے اچھے ارادے سے بھی کبھی کمزور کام ہو جاتا ہے۔

شاہ عبدالغنی پھولپوری نے حکیم صاحب کو بیعت تو کیا ہے لیکن انہیں خلافت نہیں دی۔ خلافت انہوں نے مولانا مفتی رشید احمد صاحب کو دی تھی اور غالباً مفتی رشید احمد صاحب جس مکان میں رہتے تھے کسی زمانے میں اس میں اشرف المدارس اور پھر تخصص کا کام ہونے لگا تھا۔ یہ جگہ اصلاً حضرت پھولپوری کی تھی اس کے قریب ہی ایک مختصر سا مکان تھا جس میں حکیم صاحب بھی مع اہل و عیال کے رہتے تھے اس زمانے کی اور بھی مجالس اور واقعات یاد ہیں مگر

''بس کم خود زیرکاں را ایں بس است''

حکیم صاحب مدظلہ نے خلافت حضرت مولانا ابرارالحق صاحب ہردوئی سے لی تھی وہ مظاہر العلوم سہارنپور کے فاضل شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ اور صدر المدرسین مولانا عبدالرحمن کیمبل پوری رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد خاص اور حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے۔

مولانا ابرارالحق ہردوئی کا واقعہ

مولانا ابرارالحق مرحوم نہایت متدین متقی اور پارسا انسان تھے، آپ پر اپنے شیخ حضرت حکیم الامت کی طرح اصلاح خلق کا غلبہ تھا۔ اس سلسلے میں وہ مساجد کے آئمہ

انتظامیہ اور موذنین وغیرہ پر نظر رکھتے تھے بعض لوگ ان کی اصلاحی کاوش سے خفا بھی ہو جاتے تھے۔ بہت ممکن ہے اصلاح کے بہانے بعض اوقات غیر مصلحانہ طریقہ کار سامنے آجاتا ہے اور اس کی چند مثالیں

(۱) جامعہ اسلامیہ بنوری ٹاؤن کے دارالحدیث میں حضرت نے تقریر میں کہا کہ شیخ الحدیث اور مفتی کی تنخواہ زیادہ بڑی ہوتی ہے اور قرآن پڑھانے والے استاذ کی تنخواہ کم ہوتی ہے ایسا نہیں ہونا چاہیے۔ اس پر حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مولانا مفتی ولی حسن صاحب سے فرمایا کہ ان کو بعد میں یہ مسئلہ سمجھا دو کہ محدث اور افقاء معانی قرآن ہیں اور قاری صاحب نقوش پڑھاتے ہیں اس لئے معانی کا درجہ نقوش سے بڑھ کر ہے۔

(۲) فرمایا لوگ وتروں کے بعد نفل بیٹھ کر پڑھتے ہیں حالانکہ نفل میں بیٹھ کر پڑھنے سے ثواب آدھا ملے گا بلکہ اور نفلوں کی طرح کھڑے ہو کر پڑھی جائیں۔ یہ حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ کا خاص موضوع تھا اور وہ مشہور حدیث جو صحاح ستہ اور دیگر معتبرات سب میں سند جید کے ساتھ اصح فی الباب موجود ہے۔ "اجعلوا آخر صلٰتکم باللیل وترا" یعنی رات کی آخری نماز وتر پڑھا کرو اور ان کے استاذ اور شیخ امام العصر حضرت مولانا محمد انور شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کشف الستر میں اور شرح بخاری وغیرہ میں اس پر تفصیل سے لکھ چکے تھے کہ اس حدیث کے پیش نظر وتر کے بعد نفل نماز پسندیدہ نہیں ہے۔ بعض اکابر اس ممانعت سے بچنے کے لئے بطور حیلہ کے بیٹھ کر پڑھ لیتے تھے۔ کہ شاید آخریت وتر متاثر نہ ہوں۔ چنانچہ مولانا ابرار الحق صاحب کے فوراً بعد حضرت بنوریؒ اس مسئلے پر تقریر شروع کی اور فرمایا کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ وتروں کے بعد ہر طرح کے نفل کو حرام کہتے تھے اور امام

شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے ایک دفعہ پڑھی ہے آئندہ نہیں پڑھوں گا۔ جبکہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے وتر کے بعد نوافل کی کوئی روایت مروی نہیں۔ حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے اس تقریر میں فرمایا کہ چونکہ جو وتر کو آخر میں رکھتا ہے اور اس کے بعد نفل پڑھنے سے آخیر وتر متاثر ہوتی ہے اور حدیث کی خلاف ورزی لازم آتی ہے اس لئے امام صاحب نے اس میں کوئی روایت نہیں فرمائی۔ حضرت نے فرمایا کہ مہمان محترم کو اس مسئلے میں معلومات نہیں اس لئے میں ان کی موجودگی میں وضاحت کرتا ہوں کہ وہ آئندہ وتروں کے بعد نفل پڑھنے اور کھڑے ہونے کی ترغیب نہ دیں۔

واضح رہے کہ اس طرح کی تنقیح مولانا عبدالعزیز فرحاروری مشہور اصول حدیث کی کتاب کوثر النبی میں کر چکے ہیں اور عاجز وفقیر کا رسالہ احسن النظر فی تحقیق الرکعتین بعد الوتر اس موضوع پر حق تحقیق اور صداقت مسئلہ کا آئینہ دار ہے۔

واضح رہے کہ حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ ہر سال رمضان شریف کے اوائل میں جامع مسجد بنوری ٹاؤن کے اندر عشاء کے بعد اعلان کرتے تھے کہ وتروں کے بعد کوئی نفل نماز نہ پڑھی جائے اور وتر رات کی آخری نماز رہے اور کسی بھی مستحب یا نفلوں سے اس حدیث اور سنت کے خلاف نہ کیا جائے۔ آپ نے اپنی معروف اور عظیم الشان شرح ترمذی "معارف السنن" کے اندر بھی اس پر تفصیل سے لکھا ہے اور جب وہاں کے ایک بڑے استاذ نے حضرت کے اعلان کے باوجود حضرت کی ذاتی تحقیق اور انفرادی موقف پر عمل کر کے لوگوں کو رات کو نفل پڑھنے کی اجازت دی تو حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے اس مفتی کو بنوری ٹاؤن سے خارج کر دیا۔ اس کی زیادہ تفصیل مناسب نہیں ہے۔ البتہ حضرت بنوری

رحمۃ اللہ علیہ کا مسئلہ پر ثابت قدمی اور حق کی حمایت ضرب المثل تھی۔

واضح رہے کہ حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں مولانا عبید اللہ انور نے شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کا وتروں کے بعد نفل نہ پڑھنا اور اپنے مخصوص حلقے کو منع کرنا ذکر فرمایا تو حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ بے انتہا خوش ہوئے اور فرمایا کہ حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ واقعی خدا رسیدہ مرد کامل تھے کہ اس مسئلہ پر بھی نظر تھی اور احیاء سنت کے لئے اس پر قائم تھے۔ حضرت بنوری جب ہردوئی والے بزرگ کو دارالحدیث میں تقریر کے دوران سمجھا رہے تھے تو اثنا کلام میں حضرت مولانا بدیع الزمان صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کا حوالہ دیا کہ وہ بھی بیٹھ کر پڑھتے تھے۔ آپ نے فرمایا ذوقی تھا تحقیقی نہیں۔

(۳) ایک دفعہ مولانا ابرار الحق صاحب جامع مسجد احسن تشریف لائے حکیم صاحب وغیرہ بزرگ بھی ساتھ تھے تو جامع مسجد احسن جو اس سے پہلے چھوٹی سے بنی تھی اس کی تعمیر میں مٹی کا تیل اور تارپین ڈالنے کا پوچھا اس وقت کی انتظامیہ کے خزانچی حاجی مقبول نے کہا کہ ہاں ڈالا ہے۔ آپ نے ناراضگی ظاہر فرمائی کہ مسجد میں پیاز اور لہسن کھا کر آنا منع ہے تو آپ لوگ مٹی کا تیل اور تارپین کیوں ڈالتے ہیں؟ اس پر اس عاجز نے خلاصۃ الفتاوی کے حوالے سے عرض کیا کہ فقہاء نے تعمیر اور احکام مسجد میں سرقین الدواب (جانوروں کا گوبر) ڈالنا جائز لکھا ہے۔ کیونکہ یہ مغلوب ہو کر صرف مطلوبہ قوت دیتے ہیں اس کی مہک یا بو محسوس نہیں ہوتی۔ فقہی حوالہ سن کر حضرت بہت محظوظ ہوئے۔

(۴) اسی طرح آذان میں حیعلتین میں تحویل کے قائل تھے اس عاجز نے عرض کیا کہ گو

معتبرات میں ہے مگر بنگال میں آذان اور اقامت کے درمیان فرق کیا گیا ہے کہ آذان میں تحویل ہوگی اور اقامت میں نہیں ہوگی اور یہ پندرہ فروق میں سے ہے جن کا تذکرہ مولانا عبدالحی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ نے السعایہ میں کیا ہے۔ یہ سن کر مولانا نے خوشی کا اظہار کیا اور فرمایا کہ حکیم صاحب افریقہ والوں اور بنگال والوں کو بھی لکھ دیں کہ اس مسئلہ میں ہم سے غلطی ہوئی ہے بعد میں اس عاجز نے خلاصہ اور سعایہ باقاعدہ پیش کی جس پر حضرت بے انتہا محظوظ ہوئے اور فرمایا کہ مسئلہ جب علماء کے سامنے آجاتا ہے تو اس کی منزلت اور حقیقت معلوم ہوجاتی ہے۔

(۵) اسی طرح حضرت کی یہ رائے تھی کہ آذان بھی تجوید سے ہو مگر فقیر اور عاجز نے عرض کیا کہ تجوید خاص کتاب اللہ سے متعلق عربی کا ادب نہیں آذان مجود بہتر ہونا اور بات ہے اور اس کے لئے تجوید کا ضروری ہونا اور بات ہے ورنہ احادیث اور فقہ کی عبارات بھی تجوید سے پڑھنا لازم آجاتا ہے۔

"ولم یقل بہ احد من السلف فضلاً عن الخلف"

یہ وہ زمانہ تھا کہ حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ بالہام خداوندی "جو ہر کامل کو عمر اخیر میں ہوتا ہے" کہ وہ دنیا سے جاتے جاتے بعض مفسدین جنہوں نے جادۂ حق سے ہٹ کر کام کئے ہیں ان پر رد وقدح کر کے آگے بڑھے جیسے حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا محدث سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ کو اشارہ ہوا اور انہوں نے فتنہ مودودیت لکھا اور ان سے پہلے ان کے عظیم بزرگ روئے زمین کے کامل عالم اور اکمل ولی شیخ الاسلام شیخ العرب والعجم مولانا حسین احمد صاحب مدنی رحمۃ اللہ علیہ کو رد مودودیت کا خاصہ دھیان رہا تھا۔ جو ان کی

تصنیفات ایمان عمل اور مکتوبات سے ظاہر ہے اور ان کے رفیق شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے یکے بعد دیگرے کئی رسائل مودودی صاحب کے رد میں لکھے (ملاحظہ ہو حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ فتنوں کے تعاقب میں) اسی طرح بلبل حریت شیر اسلام حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ من جانب اللہ اس فتنے کی سرکوبی میں پیش پیش تھے، اسی طرح حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی عمر آخر میں الاستاذ المودودی کے نام سے مودودی صاحب کی تصنیفات میں بے راہ روی، جادۂ حق سے انحراف اور انبیاء علیہم السلام اور حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور دیگر قابل احترام بزرگوں کے بارے میں جس نازیبا روش کا مظاہرہ کیا ہے وہ نا قابل تلافی جرم ہے اور جو ان کی مندرجہ ذیل کتب سے واضح ہے:

(۱) تفہیم القرآن (۲) تفہیمات حصہ دوم (۳) احیاء تجدید دین (۴) اور رسوائے زمانہ کتاب "خلافت وملوکیت" اور ان کے رسائل ومسائل وغیرہ سے ظاہر ہے۔

حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے تعاقب میں یکے بعد دیگرے تین یا چار رسائل ترتیب دیئے اور ان پر ان کے مطبوع سید قطب طٰہٰ حسین اور مفتی محمود شلطوط وغیرہ کے تعاقب میں خاص کر دنیائے عرب کو بیدار کرنے کے لئے الاستاذ المودودی لکھنے لگے۔ میں نے معتبر ذرائع سے سنا ہے کہ حضرت فرماتے تھے کہ میرا یہ ارمان ہے کہ میں ایک کتاب لکھوں اور اس کا نام ہوگا (ضمان بعدان فی الجزیرۃ) یعنی جزیرۃ العرب میں دو آدمیوں کا ہو جانا مودودی اور سید قطب کا)

کاش کہ حضرت کو فرصت حیات مل جاتی اور وہ اس ارمان کو پورا کر لیتے" ؎ کہ

من حسرات فی بطون المقابر "حضرت کا کمال اخلاص تھا کہ کچھ مدت نہیں گزری تھی کہ جزیرۃ العرب کے علماء پر مختلف نواحی سے حقیقت مودودی کھل گئی اور رفتہ رفتہ ان کا وہ حال نہ رہا جو پہلے تھا گویا صحن ان جیدان فی الجزیرۃ کے عزم اور تخیل نے حضرت کا ارمان پورا کرایا" اعْمَلُوْا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا وَ قَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ"

بہر حال یہ عاجز وفقیر اساتذہ اور دیگر بزرگوں کے حکم پر جامع مسجد احسن منتقل ہوا اور امامت وخطابت شروع کر دی۔

جامع مسجد احسن میں امامت وخطابت

جب یہ عاجز وفقیر جامع مسجد احسن میں بحیثیت امام وخطیب مقرر ہوا تو یہاں کی انتظامیہ میں ممتاز محمد بیگ صاحب صدر تھے، حاجی مقبول احمد صاحب خزانچی تھے، چوہدری محمد افضل اور حاجی نور اللہ شافعی ممبران تھے۔ یہ چار رکنی ارکان مسجد کے انتظام اور انصرام پر اثر انداز تھے اور مسجد میں موذن پنجاب سے منظور نام کا تھا جو مسجد کی خدمت بھی کرتا تھا آذان بھی دیتا تھا اور امام کی عدم موجودگی میں نماز بھی پڑھا لیتا تھا۔ مسجد میں چند نمازی ہوتے تھے اور مسجد کے سامنے ایک ٹینکی تھی اس پر ٹونٹیاں لگی ہوئی تھیں اور چاروں طرف کیکری جنگل تھا لوگ طہارت کے لئے لوٹے میں پانی بھر کر اندر جاتے تھے بعد میں میری آمد پر بیگ صاحب کے حکم پر بانسوں کی ایک چاردیواری سی بنا دی گئی جس میں صرف استنجاء اور ضروری طہارت ہو سکتی تھی قضاء حاجت کے لئے پھر بھی کیکروں والے جنگل ہی جانا ہوتا تھا۔

۱۹۷۷ء میں میرے دورۂ حدیث کے سال جب حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوا اور ان کے رفیق علم و عمل اور یار غار حضرت مولانا لطف اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو میرے ابتدائی اور بنیادی استاذ تھے اور ان کی خواہش پر مجھے حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ان کے مدرسہ بنوری ٹاؤن آنا پڑا تھا۔ وہ تشریف لائے میرے استاذ ہونے کی وجہ سے میرے ساتھ رات کو جامع مسجد احسن تشریف لائے حضرت کو جب طہارت خانے میں لے گئے تو حضرت یہ کہہ کر واپس تشریف لائے کہ وہاں تو سخت اندھیرا ہے اور مجھے کچھ نظر نہیں آتا، جس کے ذریعے ان کی ضرورت پوری کر دی گئی۔

میری امامت اور خطابت شروع ہوئی خدا تعالیٰ نے ابتداء سے لوگوں کو مسائل سمجھانے اور ان کو قرآن مجید کا ترجمہ پڑھانے کا خاص سلیقہ دیا تھا اور اس طریقہ میں ہمیشہ سو فی صد کامیابی نظر آئی۔

میں عمومی نمازوں کے بعد کبھی کبھی فجر کے بعد اور کبھی عشاء کی نماز کے بعد کوئی ایک آیت یا حدیث شریف یا فقہی مسئلہ بیان کرتا تھا، لوگ شوق سے سنتے اور بیٹھتے اور بیٹھنے والوں میں اور شوق سے سننے والوں میں حد درجہ لائق اور قدر دان محترم و مکرم ممتاز محمد بیگ صاحب تھے۔

حقیقت یہ ہے کہ بیگ صاحب پر خیر اور اصلاح کا عمدہ اثر تھا وہ مولانا محمد رفیع عثمانی صاحب مدظلہ کے دوست اور معتمد تھے لیکن ان کے والد ماجد مفتی اعظم پاکستان سابق استاذ دارالعلوم دیوبند مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے قدر دان اور صحبت یافتہ تھے، اس مناسبت سے وہ خطیب پاکستان مولانا احتشام الحق رحمۃ اللہ

علیہ اور محدث العالم حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر علماء
دیو بند کے حد درجہ قدر دان تھے۔ میرے درس کو بھی وہ بہت اہمیت سے سنتے اور اچھے
مضامین اور تحقیقی گفتگو پر دوسرے لوگوں سے والہانہ تذکرہ کرتے تھے۔ ایک دفعہ انہوں
نے حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب مدظلہ سے تذکرہ کیا جس پر مولانا رفیع عثمانی
صاحب نے فرمایا کہ ایسے امام وخطیب کا احترام ضروری ہے اور پھر اس جملے کو مجھے اور اہل
مجلس سے بڑی بشاشت طبع سے بیان فرماتے تھے۔

پروفیسر مزمل حسن کی آمد

یہ بالکل ابتدائی ایام تھے اور شاید چند مہینے گزرے ہوں گے کہ ایک نوجوان نہایت
خوبرو صحت مند اونچے قد وکاٹھ اور بہترین گھرانے کا لائق فائق کو وہ کالج یا کسی کمپنی سے
متعلق تھا لیکن علم کی قدر اور علماء سے خوشہ چینی اور ان کا احترام وادب کرنا ان کی فطرت
ثانیہ معلوم ہو رہی تھی، انہوں نے مجھ سے ترجمۂ قرآن کی خواہش کی میں نے منظور کی وہ
چھوٹے سائز کا قرآن مجید جس میں شاہ عبدالقادر محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ اور حاشیہ
تھا وہ لیکر مسجد میں دائیں طرف کونے پر ایک کونے امام کی ضرورت کے لئے بنے ہوئے
کمرے میں فجر کے بعد بلاناغہ آتا تھا اور دو چار آیتیں ترجمہ وتفسیر پڑھ کر پھر میرے چائے
بنانے یا میرا ناشتہ بنانے میں ایک چولہا سیٹ کرتا تھا جس میں ایک گیس کی استعمال ہوتی تھی
اور وہ ہر روز شوق تھی۔

یہ ہمارے مخلص دوست اس عاجز وفقیر کے کائنات علم کا خشت اول اور اساس الخیر

برادرم پروفیسر مزمل حسن صاحب تھے۔ جن کی تعلیم اور ابتدائی اخلاص اور اس عاجز سے وابستگی اور تعلق ایک عظیم اور مقتدر پاور ترجمہ مشرعین کرام کے سامنے آیا کہ آج احسن العلوم پورے ملک میں علم و تحقیق کی کائنات میں تعداد اور استعداد و تعمیر و تعلیم میں اہل حق کا مقتدر مسلمہ ادارہ مانا جاتا ہے۔

مزمل بھائی اس کے طالب اول اور بعد میں اس کی تعمیر و تاسیس میں معمار اول کی حیثیت رکھتے ہیں۔

موصوف کشمیری النسل ہیں اور ان کے آباؤ اجداد مقبوضہ کشمیر میں قدیم زمانے میں مشرف بہ اسلام ہوئے تھے بعد میں ان کا گھرانہ ہندوستان میں امرتسر اور پھر پاکستان بننے کے بعد پہلے پشاور پھر کچھ عرصہ تک آباد رہے۔ مزمل بھائی کی پیدائش تاکمہ پور وپشاور کی ہے اور کچھ عرصہ وہاں رہنے کے بعد ان کا گھرانہ کراچی منتقل ہوا کراچی میں مختلف جگہ رہتے رہنے کے بعد میرے زمانہ گلشن میں یہ حضرات پانچ نمبر B/92 کے ایک بنگلے میں رہائش پذیر تھے یہ ۴۰۰ گز پر ڈبل اسٹوری مکان تھا مزمل بھائی اور ان کے بڑے بھائی محترم مجمل صاحب اور چھوٹے بھائی مدثر اقبال ہر تینوں اس عاجز کے درس اور خدمت میں آتے رہتے تھے۔ بعد میں پتہ چلا کہ ان کے والد صاحب خواجہ محمد حسن مرحوم جامع مسجد احسن کے صف اول کے نمازی تھے یہ بزرگوں کا ایک نمونہ اور سلف صالحین کے طرز پر ایک خاموش طبع عابد زاہد بزرگ تھے۔

مزمل بھائی جب ترجمہ پڑھنے لگے تو ایک دن میں نے ان سے کہا کہ اگر یہی ترجمہ آپ نماز فجر کے بعد مصلی پر پڑھیں تو آپ کے ساتھ اور بھی کچھ لوگ قرآن مجید سے

استفادہ کر سکیں گے اور یوں یہ دور کی درس ترجمہ تفسیر جامع مسجد احسن کے مصلے پر بعد نماز فجر ہونے لگا۔

اب یہ وہ درس ہے جس میں چار یا پانچ ہزار علماء طلباء، رجال اور نساء، بلکہ Internet کے ذریعے تین لاکھ سے متجاوز حضرات بوقت تحریر مضمون ھذا اس سال کے ترجمہ و تفسیر میں شریک رہے ہیں۔

ترجمہ فجر کے بعد جامع مسجد احسن کے مصلے پر شروع ہو گیا، تمام نمازی تپائیوں پر قرآن مجید کھول کر بیٹھتے تھے ان میں محلے کے تبلیغی بزرگ خورشید احمد بٹ، خواجہ محمد حسن مرحوم، بھی بھی حاجی نور اللہ، چودھری افضل، حاجی مقبول اور ممتاز بیگ صاحب اور ان کا بیٹا اطہر بیگ اور مزمل بھائی کے چھوٹے بھائی مدثر جو اس وقت اللہ کے فضل و کرم سے دل کا کامیاب سرجن اور لائق ڈاکٹر ہیں اور محمد ہمایوں کرد جو اس وقت Skin جلد کی ڈاکٹری کے آخری مراحل میں تھے اور ان کے بھائی محمد ہاشم اور زبیر اور ان کے والد بزرگوار تک محلے کے بیسیوں بزرگ اور جوان ترجمہ اور تفسیر میں شریک ہوئے۔

یہ درس بلا ناغہ روزانہ کم از کم ایک گھنٹہ ہوتا تھا۔ جمعہ والے دن یا کبھی بھی چھٹی کے دن یہ درس ڈیڑھ گھنٹہ اور پونے دو گھنٹہ تک رہا ہے اور جب تین سال کے عظیم عرصہ میں یہ درس مکمل ہوا تو سو (۱۰۰) کے قریب محلے کے بزرگ اور نوجوان اس میں شرکت فرماتے تھے۔

مزمل صاحب کے گھر پر یوم الجمعہ کو ترجمہ و تفسیر کی تکمیل کی خوشی میں ایک مختصر دعوت ہوئی جس میں استاذ محترم حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے آپ نے جمعہ کا خطاب فرمایا خطبہ اور نماز پڑھائی اور نماز کے بعد ترجمہ و تفسیر کے

پڑھنے والوں کے سروں پر شرف و اعزاز کے رومال اور عمامے باندھے اور ان کو اور شرکت کرنے والے حضرات کو اعلیٰ نسخہ تفسیر شیخ الہند جسے تفسیر عثمانی کہتے ہیں ھدایا میں تقسیم کر دی گئیں حضرت مفتی صاحب انتہائی محظوظ تھے اور فرمایا کہ

"ہماری دانست میں اس کام کی مثال نہیں جس میں عوام کو قرآن مجید کا ترجمہ، تفسیر، فقہ کی کتاب نورالایضاح اور علامہ شمس الدین ذہبی کی الطب النبوی اور شیخ سعدی شیرازی کی گلستان اس شان و شوکت سے پڑھائی جاتی یہ سب اللہ بزرگ و برتر کا احسان ہے"۔

منت منہ کہ خدمت سلطان ہمی کنی

منت شناس ازو کہ بخدمت بداشتت

تفسیر شیخ الہند کا تذکرہ

ہندوستان کے اکابر علماء میں سے حضرت مولانا محمود حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ تھے یہ دارالعلوم دیوبند کے فاضل اور کامیاب مدرس تھے۔ کمالات علم میں فقیہ الہند مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ اور حجت الاسلام حضرت مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے لائق فائق شاگرد تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی طرح لائق ترین شاگردوں کی ایک جماعت دی تھی جن میں حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی، امام العصر حضرت مولانا محمد انور شاہ صاحب کشمیری، شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی، مفتی اعظم ہند حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب، شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوری اور امام حریت مولانا عبیداللہ صاحب سندھی، مولانا محمد صادق کندوی اور

اسیر مالٹا مولانا عزیز گل رحمۃ اللہ علیہم جیسے معاندین اور اساتیر علم تھے۔

حضرت شیخ الہند کے بڑے کارناموں میں دار العلوم دیو بند جیسے عظیم ادارے میں چشمہ فیض جاری کرنے کے علاوہ ہندوستان سے انگریز کو نکالنے میں اور آزادی ہند کی تحریک چلانے میں آپ کی خدمات جلیل القدر ہیں۔ چنانچہ آزادی ہند کی تحریک کے نتیجے میں آپ شریف مکہ کی شرارت سے مکہ مکرمہ سے گرفتار کر لئے گئے اور مالٹا میں انگریز کے یہاں قید گزارنے لگے اس قید و بند کے زمانے میں آپ کو یہ جامع فکر دامن گیر ہوئی کہ امت کو قرآن کی طرف متوجہ کرنا اور انہیں آپس کے اختلافات سے بچانا ضروری ہے تاکہ مسلمان متحد ہو کر انگریز کو ہندوستان سے نکال دیں۔

چنانچہ آپ نے قرآن مجید کا مکمل ترجمہ اور اس کی تفسیر لکھنے کا اہتمام فرمایا ترجمہ تو پورا ہو چکا ہے البتہ تفسیر سورہ فاتحہ، سورہ بقرہ، اور سورۃ النساء کی مکمل ہو چکی تھی آل عمران کی تفسیر شائع ہو چکی ہے یہ ترجمہ شاہ عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ کا حسین قالب اور عمدہ ترجمانی ہے کیونکہ شاہ عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ علی التحقیق اردو زبان کا پہلا ترجمہ ہے اور نعمت عظمیٰ یہ وہ قرآن کا فصیح بلیغ قواعد عربیہ کے مطابق اور ہر طرح مکمل اور بہترین ترجمہ واقع ہوا ہے جیسا کہ شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ نے خود مقدمہ فوائد میں لکھا ہے لیکن زمانہ کے گزرنے سے اس اردو کے بعض الفاظ متروک ہو گئے اور ان کے جاننے میں بعد والوں کو دقت پیش آئی۔

دوسری طرف خود دہلی میں بعض ایسے تراجم ہوئے جن میں علمی اور فنی غلطی پائی گئی ان کی اصلاح اور تنقیح بھی ضروری تھی جن کو حضرت شیخ الہند تراجم وحلویہ سے یاد کرتے ہیں

اندر میں حالات حضرت شیخ الہند کا ترجمہ اور تین سورتوں پر فوائد تفسیر اپنی مثال آپ ہے کاش کوئی اردو دان یا لائق عالم اسے توجہ اور التفات سے مطالعہ کرے تو اسے اندازہ ہوگا کہ کتنے قیمتی یواقیت اور لعل اس میں پروئے گئے ہیں خاص کر فوائد تفسیر ربط بین الآیات امام رازی کا ہم پلہ و ہمدوش اکثر جگہ ان سے بہتر واقع ہوا ہے

اِنَّ فِي ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيْدٌ"

سورۃ آل عمران اور مائدہ سے آخر قرآن تک تفسیر کا تکملہ حضرت شیخ الہند کے مایہ ناز شاگرد اپنے وقت کے محدث مفسر متکلم اور خطیب پاکستان سابق شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے مکمل کیا ہے جو اپنے شیخ کے نقش ثانی اور ان کے علوم و کمالات کے سچے جانشین اور یادگار تھے یہ تکملہ فوائد تفسیر مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی نے اپنے استاذ حضرت شیخ الہند کے فوائد کے لئے لکھا ہے۔

اس لئے اس تفسیر کا نام تفسیر شیخ الہند موزون ہے اس کو تفسیر عثمانی کہنا موضوع سے بے خبری، آداب سے بے بہرہ اور نہایت نامناسب اقدام ہے۔

"ان فی ذلک لعبرۃ لاولی الابصار"

نماز عصر کے بعد درس تفسیر کا آغاز

محمد علی نامی کا ایک Student کو دین کا شوق و ذوق سے مسجد میں آنے لگا تھا ایک دن اس نے پوچھا کہ مجھے کوئی کتاب بتا دیں جس کے پڑھنے سے ایمان مضبوط ہو جائے تو میں نے کہا کہ وہ کتاب قرآن کریم ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے ھدی للمتقین اور

حد ی اللہ اس بنا کر بھیجا ہے محمد علی نے خواہش ظاہر کی کہ اگر فجر کے علاوہ اور کوئی وقت ہو تو میرے ساتھ بہت سارے کالج کے لڑکے بھی ترجمہ اور تفسیر پڑھنے کے لئے تیار ہیں۔

چنانچہ اس کے لئے نماز عصر کے بعد ترجمہ تفسیر پڑھانا تجویز ہوا کیونکہ فجر کا درس ایک عالمگیر درس بن چکا تھا اور اس میں شرکاء کی تعداد سو (۱۰۰) کے قریب ہو چکی تھی اس لئے ان کالجی لڑکوں کے لئے عصر کے بعد قرآن کا ترجمہ اور تفسیر پڑھانا شروع کر دیا۔ چنانچہ یہ درس بھی نہایت ہی آب و تاب سے شروع ہوا اور ان Student کے علاوہ نمازی حضرات بھی معمول کے مطابق بیٹھنے لگے اور نماز فجر والے درس کی طرح تپائیاں بچھیں اور سب کے سامنے قرآن مجید رکھا جاتا اور ہر شخص قرآن مجید کھول کر سبق پڑھنے کی طرح اس کی پابندی کرتا۔ یہ درس تقریباً دس برس جاری رہا اور دس سال میں تین مرتبہ ختم ہوا۔

محمد علی کے علاوہ ڈاکٹر اویس، معظم علی، امتیاز صدیقی، محمد احمد، ایاز، سید ضیا احسن مرحوم، اور صبح کے درس میں سے اظہر بیگ اور ڈاکٹر مدثر وغیرہ نمایاں شرکاء میں سے تھے جو کہ اس درس میں بھی شریک ہونے لگے۔

واضح رہے کہ نماز عشاء کے بعد نور الایضاح اور علامہ شمس الدین ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کی الطب النبوی کا بھی درس ہوتا تھا۔ جس میں صبح کے درس والے اور عصر کے درس والے سب باقاعدہ شریک ہوتے تھے۔ ان درسوں کی برکت سے معظم علی کو مفتی کہا جاتا تھا کیونکہ اس کو فتاویٰ بہت اچھے یاد تھے اور اس کے لئے فتاویٰ رشیدیہ امداد الفتاویٰ علاوہ فتاویٰ دار العلوم دیوبند قدیم وہ ہر وقت مطالعہ کرتا تھا اور پیش آنے والے سوال کا تسلی بخش جواب دیتا۔ جبکہ ڈاکٹر اویس سب میں کم عمر طالب علم تھے اور وہ نور الایضاح زبانی یاد کر

تے تھے نورالایضاح کی نہایت مشکل اور طویل عبارات اس کی نوک زبان پر ہوتیں اور یہ

سب درس کے ذوق وشوق کے نظارے تھے

یہاں تک بڑھ گئے وارفتگیِ شوق کے نظارے
حجابات نظر سے چھوٹ نکلا حسن جاناں

یہی بچہ کے باقاعدگی سے اکثر نمازوں میں شریک ہوتے تھے رمضان شریف کے آخری عشرے میں اس عاجز وفقیر کے ہمراہ اعتکاف کرتے تھے اور رائیونڈ کے سالانہ تبلیغی اجتماع میں ساتھ جاتے تھے۔ کیونکہ اس طرح ان کی تربیت اور اصلاح مقصود تھی وقتاً فوقتاً مناسب اور موزون کتب بھی تقسیم ہوتی تھیں۔ چنانچہ فضائل صدقات اور تبلیغی نصاب کے علاوہ محقق العصر حضرت مولانا سرفراز خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بیشتر کتب جیسے راہ سنت تسکین الصدور، عبارات اکابر، گلدستہ توحید اور سوانح مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ اور شوق حدیث وغیرہ، ان کو مختلف اوقات میں ھدایا میں دی جاتی تھیں۔

''وفی ذلک کفایۃ لمن کان طالباً للحق''

میری کہانی میری زبانی

شیخ المشائخ قمر سرحد حضرت مولانا عبدالمنان صاحب

میں بندہ عبدالحنان ولد مولوی عبدالغفار قوم اخون خیل پٹھان سکنہ جہانگیرہ ضلع
صوابی میں انیس (۱۹) نومبر ۱۹۱۲ء کو پیدا ہوا۔ میں نے بچپن میں اپنے ہی گھر میں اپنی
والدہ محترمہ سے ناظرہ قرآن شریف پڑھا کیونکہ میری والدہ موضع شیدو سے شادی ہونے
سے پہلے تقریباً اپنے گاؤں کی اکثر مستورات کی استاد تھی اور شادی کے بعد جب جہانگیرہ
آئی تو وہاں بھی درس قرآن جاری رکھا۔

جب میں نے قرآن شریف والدہ صاحبہ سے پڑھا تو ان کی ہدایت پر اپنے گاؤں
کے ایک عالم مولانا فضل علی سے دو پارے پڑھا اور ساتھ ساتھ ہی پرائمری اسکول پڑھتا رہا
میں ابھی اسکول پڑھ رہا تھا کہ میرے محترم والد وفات پا گئے اس وقت میری عمر گیارہ
برس تھی میرے والد کے دو بھائی تھے دونوں میرے والد سے عمر میں بڑے تھے دونوں
نے موضع شیدو میں شادی کی اور دونوں بھائی شیدو منتقل ہو گئے اور وہیں رہائش اختیار کر
لی میرے والد صاحب اپنے علاقے کی مسجد میں پڑھتے رہے بعد ازاں مولانا لطف اللہ
صاحب سکنہ جہانگیرہ کے والد مولانا عبدالحق کی معیت میں ہندوستان پڑھنے کے لئے
گئے اور تین چار سال تک ہندوستان میں تعلیم حاصل کرتے رہے لیکن چونکہ ان کا کوئی پرورش
اور [illegible] کرنے والا نہیں تھا اس لئے انہوں نے تعلیم چھوڑ دی۔
ساکنہ زیارت کاکا صاحب ضلع نوشہرہ کے ایک شخص میاں رحیم شاہ اس زمانے

میری کہانی میری زبانی

شیخ المشائخ فخرِ سرحد حضرت مولانا عبدالحنان صاحب رحمۃ اللہ علیہ

میں بندہ عبدالحنان ولد مولوی عبدالغفار قوم ماخون خیل پٹھان سکنہ جہانگیرہ ضلع صوابی میں انیس (۱۹) نومبر ۱۹۱۲ء کو پیدا ہوا۔ میں نے بچپن میں اپنے ہی گھر میں اپنی والدہ محترمہ سے ناظرہ قرآن شریف پڑھا کیونکہ میری والدہ موضع شیدو سے شادی ہونے سے پہلے تقریباً اپنے گاؤں کی اکثر مستورات کی استاد تھی اور شادی کے بعد جب جہانگیرہ آئی تو وہاں بھی درس قرآن جاری رکھا۔

جب میں نے قرآن شریف والدہ صاحبہ سے پڑھا تو ان کی ہدایت پر اپنے گاؤں کے ایک عالم مولانا فضل علی سے دوبارہ پڑھا اور ساتھ ساتھ ہی پرائمری اسکول پڑھتا رہا چنانچہ میں ابھی اسکول پڑھ رہا تھا کہ میرے محترم والد وفات پاگئے اس وقت میری عمر گیارہ (۱۱) برس تھی میرے والد کے دو بھائی تھے دونوں میرے والد سے عمر میں بڑے تھے دونوں نے موضع شیدو میں شادی کی اور دونوں بھائی شیدو منتقل ہوگئے اور وہیں رہائش اختیار کر لی۔ میرے والد صاحب اپنے علاقے کی مسجد میں پڑھتے رہے بعد ازاں مولانا لطف اللہ صاحب سکنہ جہانگیرہ کے والد مولانا عبدالحق کی معیت میں ہندوستان پڑھنے کے لئے گئے۔ تین چار سال تک ہندوستان میں تعلیم حاصل کرتے رہے لیکن چونکہ ان کا کوئی پرورش اور امداد کرنے والا نہیں تھا اس لئے انہوں نے تعلیم چھوڑ دی۔

ساکنہ زیارت کاکا صاحب ضلع نوشہرہ کے ایک شخص میاں رحیم شاہ اس زمانے

میں بڑے مالدار اور کاروباری شخص تھے۔ انہوں نے میرے والد کو بطور منشی رکھ لیا۔ چنانچہ والد صاحب نے ان کے یہاں ملازمت شروع کر دی۔ پہاڑوں میں کوہستان کے جنگلات خریدتے اور اس کی کٹائی کروا کر دریا کے ذریعے وہ لکڑیاں لاتے اور پنجاب اور سندھ اور سکھر تک پہنچتے تھے۔ ان کو میرے والد کی دیانت اور امانت پر بہت اعتماد آیا اور اس نے اپنا تمام کاروبار میرے والد کے حوالے کر دیا۔ اس کام کی وجہ سے والد نے وہ تعلیم ادھوری چھوڑ دی پھر بعد میں انہوں نے اپنا کاروبار بھی شروع کر دیا تجربے کی وجہ سے کاروبار میں ترقی ہوئی اور دیانت داری سے اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کی وجہ سے اتنا ہوا کہ اپنے پیروں پر کھڑے ہو گئے اور اتنی زمین خریدی جس کی وجہ سے اپنا گزر اوقات اچھے طریقے سے ہونے لگا جب میرے والد کا انتقال ہوا تو میں پرائمری اسکول پڑھ چکا تھا۔

میرے ایک بڑے بھائی تھے سیف الرحمن وہ بھی کاروبار میں لگ گئے انہوں نے بھی شرح جامی تک کتابیں پڑھی تھیں۔ مگر گھر میں اور کوئی نہ تھا اس لئے ذمہ داری تمام ان پر پڑ گئی انہوں نے بھی تعلیم ادھوری چھوڑ دی۔ میں پرائمری سے فارغ ہوا تو بھائی صاحب اور والدہ صاحبہ کو شوق ہوا کہ میں تعلیم حاصل کروں چنانچہ اس زمانے میں ہمارے علاقے میں کوئی باقاعدہ مدرسہ نہ تھا۔ اس لئے میں مسجدوں میں استادوں سے پڑھتا رہا ہمارے گاؤں میں دو عالم تھے ایک بانور نے رہنے والے تھے اور دوسرے موضع کے ان سے دو کتابیں فارسی اور فقہ کی پڑھتا رہا پھر چھوٹوں کے لئے شیدو میں ایک چھوٹا مدرسہ تھا ایک دو سال اس میں پڑھتا رہا۔ گاؤں کی مسجد میں ایک طالب علم تھا جو کہ مولانا لطف اللہ صاحب کے والد سے کتابیں پڑھتا تھا بعد ازاں وہ ہندوستان پڑھنے کے لئے چلا

گیا۔ جب رمضان میں وہ چھٹی پر آیا تو میرے بھائی نے اس سے کہا کہ میرے بھائی کو بھی ساتھ لے چلو چنانچہ ۱۹۲۹ء میں میں اس طالب علم کے ساتھ دیوبند چلا گیا۔

دارالعلوم دیوبند کے حالات

دیوبند میں اس سال بدقسمتی سے حضرت مولانا انور شاہ صاحب کے اور مہتمم مولانا حبیب الرحمن صاحب کے آپس میں بعض معاملات پر اختلافات پیدا ہو گئے۔ چنانچہ حضرت شاہ صاحب بمعہ کافی بڑے علماء کے جیسے مولانا شبیر احمد عثمانی اور مولانا ادریس کاندھلوی اور مولانا بدر عالم صاحب وغیرہ ڈابھیل چلے گئے وہاں پر موجود بعض طالب علموں نے ہمیں منع کیا کہ یہاں پر نہ داخل ہو تا ہم جارہے ہیں اور تم داخل ہوتے ہو مگر ہم داخل ہو گئے۔ مگر اچانک دیوبند میں طاعون کی بیماری شروع ہو گئی جس کی وجہ سے محلے اجڑ گئے اور کچھ دونوں کے لئے دارالعلوم بند ہو گیا۔ اس وجہ سے ہم سہارنپور چلا گیا۔ مظاہر العلوم میں داخل ہو گئے دو سال ہم نے سہارنپور میں گزارا۔

رمضان میں دوبارہ دارالعلوم دیوبند جا کر داخل ہو گئے اس سال میں نے نحو وصرف کی ابتدائی کتابیں ہدایۃ النحو کافیہ وغیرہ پڑھیں اسی طرح میں پانچ چھ سال تک دارالعلوم دیوبند میں پڑھتا رہا۔ اس زمانے میں دیوبند کے مدرسین میں جو حضرات شامل تھے ان کی فہرست کچھ اس طرح ہے:

(۱) شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی رحمۃ اللہ علیہ

(۲) حضرت مولانا محمد اعزاز علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

(۳) حضرت مولانا محمد ابراہیم بلیاوی رحمۃ اللہ علیہ

(۴) حضرت مولانا میاں محمد اصغر رحمۃ اللہ علیہ

(۵) حضرت مولانا رسول خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ

(۶) حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ

(۷) حضرت مولانا حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ

(۸) حضرت مولانا مرتضی حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ

(۹) حضرت مولانا عبدالسمیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ استاد تھے۔

خدا تعالی کے فضل سے میں ۱۹۳۳ء میں دورہ حدیث شریف سے فارغ ہوا۔ فارغ ہونے کے بعد ارادہ کیا کہ تدریس کروں مگر کہیں پر ملازمت کی شکل میں تدریس پسند نہ تھی اگرچہ کئی جگہوں پر تقرر کے اسباب مہیا ہوئے مگر ارادہ ہوا کہ اپنے ہی گاؤں میں پڑھاؤں۔

اس زمانے میں ہمارے وطن میں یہی طریقہ تھا کہ مسجد میں علماء درس دیا کرتے تھے بلا کسی تنخواہ وغیرہ کے میں نے بھی یہی طریقہ بہتر سمجھا۔

گاؤں میں شغل اور تدریس کی ابتداء

میں گاؤں میں ہی تدریس کا سلسلہ شروع کیا چونکہ شوق تھا تو ابتداً کافی طالب علم مختلف اطراف سے آنا شروع ہوئے۔ اللہ تعالی کے فضل اور کامل اساتذہ کی شاگردی اور دعاؤں کی برکت سے تدریس کا سلسلہ خوب چلا اور طالب علم کثرت سے آتے گئے

اور میں بھی شوق سے پڑھاتا رہا، طالب علم مختلف مساجد میں مقیم ہوتے چلے گئے کافی عرصے تک یہی سلسلہ جاری رہا۔

درس وتدریس کے اس محدود شغل کے ساتھ ساتھ کچھ عرصہ تجارت بھی بعض احباب کی شراکت سے کر چکا ہوں اور ساتھ ہی مولانا لطف اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی معیت میں سیاست میں بھی غوطہ زنی کافی عرصہ تک کر چکا ہوں۔ سب سے پہلے مجلس احرار میں کچھ عرصہ مولانا لطف اللہ اور مولانا غلام غوث ہزاروی، سید عطاء اللہ شاہ صاحب، مولانا عبد القیوم پوپلزئی رحمۃ اللہ علیہم کے ساتھ کافی عرصہ میدان سیاست میں دوڑ دھوپ کر چکا ہوں بعد میں مفتی محمود وغیرہ کے ساتھ جمعیت علماء اسلام کا رکن رہا اور اپنی بساط کے مطابق جتنا ہو سکا اس سلسلے میں ان کا ساتھ دیا۔ اب بھی اپنے لوگوں کے ساتھ تعلق ہے مگر اب کمزوری اور مختلف حوادث کی وجہ سے صرف دعا گو ہوں اور آرزو ہے کہ دینی علم کی خدمت میں ہی دنیا سے رخصت ہوں (آمین)۔

مولانا عبد الحق صاحب اکوڑہ خٹک رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ایک ہی زمانے میں دیوبند میں رہا ہوں، وہ مجھ سے دو سال پہلے دورۂ حدیث کر چکے تھے مگر وہ دورۂ حدیث کے بعد ادب کی بعض کتابیں مثلاً دیوان حماسہ میں ہم درس رہے۔

تذکرہ مولانا عبد الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

مولانا عبد الحق صاحب چونکہ طالبعلمی ہی کے زمانے میں مشہور ہو چکے تھے اور خارجی اوقات میں طالب علموں کو پڑھاتے رہتے تھے اور اساتذہ بھی ان پر اعتماد کرتے

تھے اسی وجہ سے جب مولانا مرتضیٰ حسن کا انتقال ہوا تو شیخ الاسلام حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے مشورے سے مولانا عبدالحق صاحب کا تقرر ہوا مگر بعض ساتھیوں میں سے جیسے مولوی محمد نعیم و محمد زکی والے اور چند اور ساتھیوں نے رقابت کی وجہ سے اس کے خلاف پروپیگنڈہ شروع کیا کہ اب دوسرے ساتھی ہمارے استاذ بنیں گے اور بعض ہندوستانی اساتذہ نے بھی ان کی طرفداری کر دی لہٰذا ان کا تقرر منسوخ کر دیا گیا۔

بعد میں حضرت مولانا عبدالحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے گاؤں میں تدریس شروع کر دی اور تعلیم الاسلام مدرسہ قائم کیا۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت اور مولانا عبدالحق کی نیک نیتی کی وجہ سے ان کو دارالعلوم دیوبند پھر بلوایا گیا، حضرت کے والد اجازت نہیں دیتے تھے اور کہتے تھے کہ گاؤں میں ہی پڑھاؤ لیکن مولانا عبدالحق صاحب نے کہا کہ حضرت مولانا مدنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا حکم ہے اور میں ان کو نا راض نہیں کر سکتا۔ چنانچہ حضرت مولانا عبدالحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ تدریس کے لئے دوبارہ دارالعلوم دیوبند چلے گئے اور پاکستان بننے تک دیوبند میں ہی رہے۔

پاکستان بننے کے بعد حضرت مولانا واپس تشریف لائے اور دارالعلوم حقانیہ کی بنیاد رکھی۔ اسی دوران حضرت مولانا کا عقد میری ہمشیرہ کے ساتھ ہو گیا۔ حضرت مولانا نے مجھے بھی دارالعلوم حقانیہ میں تدریس کے لئے مجبور کیا لیکن میں نے ان سے عذر کیا کہ میں پابندی نہیں کر سکتا اس لئے آزاد پڑھاؤں گا چنانچہ حضرت مولانا کے ساتھ دارالعلوم حقانیہ کے انتظامی امور میں اشتراک کرتا رہا۔

مولانا زرولی خان کی میرے پاس آمد

گھر میں ہی درس و تدریس کا سلسلہ جاری کیا اس دوران مولانا محمد زرولی خان جو گاؤں میں پرائمری اسکول میں پڑھتے تھے مگر ساتھ ہی دینیات پڑھنے کا بھی شوق تھا اسکول سے فارغ ہونے کے بعد انہوں نے میرے پاس آنا شروع کیا اور ابتداء میں ترجمہ قرآن شریف شروع کر دیا۔ اس وقت ہمارے گاؤں میں مڈل تک تعلیم تھی، مڈل کرنے کے بعد لڑکے موضع تورڈھیر ہائی اسکول میں داخل ہو جاتے اور وہیں میٹرک کرتے جاتے تھے، چنانچہ مولانا محمد زرولی خان بھی تورڈھیر میں ہائی اسکول میں داخل ہوئے اور رات کو گھر آجاتے تھے مگر انہیں علوم دینیہ کے حصول کا شوق کچھ اور طرح تھا اور شوق کا یہ عالم تھا کہ جب تورڈھیر سکول سے شام کو واپس آتے تو گھر جانے کے بجائے بستہ بغل میں لئے ہوئے سیدھا میرے پاس آجاتے اور مغرب تک میرے پاس پڑھتے۔

ترجمہ ختم کرنے کے بعد دینی کتابیں پڑھنے کا شوق تھا کتابیں شروع کیں مگر کہتے کہ والد چونکہ زمینداری کرتے تھے تو والد صاحب کا یہ تقاضہ ہوتا کہ یہ میرے ساتھ بیلوں وغیرہ گھاس میں بھی ہاتھ بٹائے لیکن مولانا زرولی خان کا شوق پڑھنے کا تھا اور چونکہ ان کی ذہانت اور شوق دیکھ کر میں بھی ان کو ترغیب دیتا رہتا تھا کہ تم پڑھو اور اگر کتابیں نہ ہوں تو میں دوں گا۔ چنانچہ اسکول میں میٹرک کرنے کے بعد مولانا مکمل دینی علوم کی طرف متوجہ ہوئے اور دو تین سال تک میرے پاس پڑھتے رہے اور ساتھ ہی ساتھ ہمارے گاؤں کے مولانا محمد لطف اللہ صاحب جو کہ جید عالم تھے اور دیوبند کے فارغ التحصیل تھے اور حضرت

مولانا انور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ابتدائی شاگردوں میں سے تھے۔ ان سے کچھ کتابیں شروع کیں۔

مولانا کی دینی علم کے حصول کی خواہش مولانا کے شوق اور ذہانت اور حافظہ اور کچھ ترغیب نے، خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے پوری کردی اور مولانا محمد زرولی خان سیدھے طالب علمی کے راستے پر چل پڑے۔ اس وقت اچانک میں نے ۱۹۷۲ء میں حج کا ارادہ کیا تو مولانا زرولی خان نے مجھ سے کہا کہ اب میں کہاں پڑھوں گا تو میں نے ان کو موضع جلسی میں مولانا عبدالواحد کے نام رقعہ دیکر بھیجا۔

مگر مولانا وہاں سے واپس آگئے اور کہا کہ مجھے ان کے ساتھ پڑھنے میں مزہ نہیں آیا تو مولانا نے کہا کہ چلیں جب آپ حج سے واپس آئیں گے تو میں پڑھوں گا۔ تو میں نے کہا کہ حج پر تو چار پانچ مہینوں کا عرصہ لگتا ہے تو میں نے کہا کہ کراچی چلے جاؤ اور مولانا لطف اللہ صاحب نے بھی یہی مشورہ دیا۔ چنانچہ وہ سیدھا کراچی چلے گئے اور بنوری ٹاؤن میں داخل ہونے میں جس وقت حج کے ارادے سے مکہ مکرمہ پہنچا تو اتفاقاً مولانا محمد یوسف صاحب بنوری رحمۃ اللہ علیہ سے حرم شریف میں ملاقات ہوگئی۔

چونکہ ان کے ساتھ پہلے بھی دیوبند میں تعارف ہو چکا تھا میں نے ان سے مولانا زرولی خان کے متعلق ذکر کیا کہ میرا شاگرد ہے آپ کے پاس داخل ہو چکا ہے اس کے متعلق خیال کرنا تو وہ ہنس پڑے اور کہا کہ اس کے متعلق مجھے مولانا لطف اللہ صاحب نے بھی کہا ہے تو میں نے ان سے کہا کہ وہ ہم دونوں کا شاگرد ہے۔

چنانچہ مولانا زرولی خان کی قسمت میں کامل علم تھا اللہ تعالیٰ نے کامل عالم بنادیا اور یہ

سب کچھ ان کی محنت اور والدین اور اساتذہ کی دعاؤں کی برکات ہیں۔ چنانچہ وہ تیموتاؤن میں تعلیم کے دوران نیو کراچی میں پیش امام ہوئے اور فراغت کے بعد جامع مسجد احسن کے ذمہ دار بنائے گئے۔ اپنی ذہانت اور محنت سے کراچی کے مایہ ناز عالم اور ایک مانی ہوئی شخصیت ہیں۔ الحمد للہ میرے شاگرد اور بھی بہت ہیں مگر قابل فخر چند ہی ہوئے جن میں مولانا محمد زرولی خان زیادہ قدر دان اور حد درجہ وفادار نکلے۔

چنانچہ وہ مجھ ناچیز سے ایسی محبت اور میری ایسی قدر کرتے ہیں کہ اس کی مثال اس زمانے میں ملنا مشکل ہے اس وجہ سے میں بھی ان کے لیے ترقی علم اور عمل کے لئے خصوصی دعائیں کرتا ہوں اور امید واثق ہے کہ رب کریم ان کو اور بھی کامیابی عطا فرمائیں گے اور ان کے اس فیض کو قیامت تک جاری رکھیں گے۔ مولانا کے خاندان میں ایسا کوئی اہل نہ تھا مگر یہ ان کی قسمت اور شوق اور خداداد قابلیت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں کامیاب فرمایا۔

شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا مفتی صاحب کی صحبت میں میرے ۳۳ سال

مولانا پروفیسر مزمل حسن صاحب مدظلہ

سن ۱۹۷۷ء ہماری زیر تعمیر مسجد کے صحن میں ایک عالم دین نے نہایت دلکش قرأت میں نماز پڑھائی۔ عشاء کی نماز سے فراغت پر میں دیکھتا ہوں کہ ایک پُر وقار و پُر نور، سرخ و سفید نوجوان جن کی روشن آنکھوں سے ذہانت و متانت ٹپکتی ہے، مصلے پر تشریف فرما ہیں انہوں نے درس قرآن کا آغاز کیا۔ بلا مبالغہ اپنی زندگی میں پہلی بار ایسا فصیح و بلیغ درس سنا جس میں باقاعدہ عربی عبارات اور فارسی اشعار، مصنفین کے نام اور کتابوں کے حوالے مع جلد نمبر صفحہ نمبر کے ساتھ دیئے گئے تھے۔ انداز ایسا دلنشین ودلربا تھا کہ میں بے حد متاثر ہوا۔ درس کے اختتام پر سب نمازیوں نے ان سے مصافحہ کیا اور یوں ہمیں بھی مصافحہ اور تعارف کی سعادت حاصل ہوگئی۔

یہ شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا مفتی محمد زر ولی خان صاحب ہیں اور یہ ان سے میری پہلی ملاقات کا منظر تھا۔

چند روز گزرنے کے بعد میں نے حضرت والا کی خدمت میں درخواست کی کہ میں آپ سے مستقل طور پر قرآن کریم کی تعلیم حاصل کرنا چاہتا ہوں کیا آپ کرم فرمائیں گے؟ حضرت نے درخواست قبول فرمائی۔ میں نے پوچھا شرائط کیا ہوں گی؟ فرمایا کوئی شرط نہیں ہم نے اپنے بزرگوں سے بلا شرط کے پڑھا ہے۔ چنانچہ بعد نماز فجر مسجد (پرانی مسجد) کی غربی جانب ایک چھوٹے سے حجرے میں جس میں حضرت والا کا قیام ہوا کرتا تھا

درس کا آغاز ہوا۔ مجھے خوب یاد ہے کہ اس میں ایک الماری تھی جس میں دینی کتب بڑے سلیقے سے آراستہ تھیں جس کے سنہری حروف کی چمک میں میرے لئے بڑی کشش تھی۔ ان کتب میں "تفسیر روح المعانی" "فتح الباری" (شرح بخاری) اور "فتاویٰ عالمگیری" بہت نمایاں تھیں۔ چونکہ حضرت ان دنوں خود دورۂ حدیث میں زیرِ تعلیم تھے اس لئے یہ کتب اکثر مطالعہ میں رہتی تھیں۔

درس کی ابتداء ہوئی اور پہلی بار میرے علم میں یہ بات آئی کہ مکمل قرآن کریم کا خلاصہ سورۂ بقرہ میں ہے اور سورۂ بقرہ کا خلاصہ سورۂ فاتحہ میں اور جس طرح بارش سے بنجر زمین سرسبز ہوتی ہے اسی طرح وحی کی برکت سے مردہ دل زندہ ہوتے ہیں۔ مجھے بہت حیرت ہوئی کہ اسکول میں دس سال تک ہمیں "اسلامیات" کے نام سے پڑھایا گیا اور ابھی تک ہمارے Students قرآن کے پہلے صفحے (سورۂ فاتحہ) کے ترجمہ تک سے ناآشنا ہیں۔

مجھے یاد آیا کہ لارڈ میکالے (جس نے مقبوضہ ہندوستان میں نصاب تعلیم ترتیب دیا تھا) یہ کہا تھا کہ "ہمیں ہندوستان میں ایک ایسا نصاب تعلیم مرتب کرنا ہے کہ جسے پڑھ کر وہ رنگ و نسل کے اعتبار سے تو ہندوستانی ہوں مگر رائے فکر اور مزاج کے اعتبار سے انگریز ہوں تاکہ وہ حکمرانوں اور عوام کے درمیان رابطہ کا کام کرسکیں" اور W.W. Hunter نے لکھا تھا کہ "ہماری کتابوں کو پڑھنے کے بعد یہاں کے مسلمان، ہندو اور سکھوں کے عقائد سوکھ کر لکڑی ہو جائیں گے"۔

ابھی ہم سورۂ بقرہ کے آغاز ہی میں تھے کہ حضرت والا نے مجھ سے فرمایا کہ کیوں نہ اس درس کو مسجد میں منتقل کردیا جائے تاکہ دیگر اہل محلہ اور نمازی بھی اس میں شریک

ہو سکیں یہ تعلیمی نشست ڈیڑھ گھنٹہ تک جاری رہتی تھی اور درس کا طریقہ کار یہ ہوتا تھا کہ حضرت والا قرآن کریم کی آیت کی تلاوت فرما کر ان کا ترجمہ فرماتے اور اس سے متعلق تفسیر پہلے قرآن کریم سے پھر حدیث شریف سے فرماتے۔ جملہ فقہی مسائل، عقائد اہلسنت والجماعت، رد شرک و بدعت اور بے شمار حکایات، واقعات بیان فرماتے جس سے توحید، رسالت اور آخرت کے مضامین خوب واضح ہو جاتے تھے۔ درس کے اختتام پر میں سبق کی شکل میں حضرت کو ترجمہ سناتا جہاں غلطی کرتا وہاں میری تصحیح کر دی جاتی اور پھر میرے بعد اسی طرح اطہر بیگ سناتے تھے۔

۱۹۷۷ء میں محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف صاحب بنوری رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوا۔ اس وقت تک حضرت مولانا نے بخاری شریف کے صرف (۱۳) اسباق ان سے پڑھے تھے، موت العالم موت العالم کا منظر تھا۔ میں نے اس موقع پر دیکھا کہ وہ نماز جنازہ کے بعد اس جدائی پر انتہائی غمگین ہیں اور اشک سیل رواں کی طرح جاری ہیں۔ سانحہ وفات کے اس موقع پر حضرت والا کے استاذ محترم حضرت مولانا لطف اللہ صاحب جہانگیروی رحمۃ اللہ علیہ تعزیت کیلئے نیو ٹاؤن (حال بنوری ٹاؤن) تشریف لائے اور چند روز حضرت والا کے حجرہ میں قیام فرمایا اور درس قرآن کی نشست سے محظوظ ہوئے۔ حضرت مولانا لطف اللہ صاحب نے درس قرآن پر تبصرہ فرمایا کہ "یا میرے والد مولانا عبدالحق صاحب مرحوم نے دہلی میں ایسا زوردار اور گھمگیر درس دیا، دوسرا اختصاً تعالیٰ میں نے آج تمہارے ہاں دیکھا ہے۔ اصلی کام تو عوام کو قرآن سے آگاہ کرنا ہے افسوس کہ بڑے علماء منبر و محراب سے دور ہیں۔ عوام کی ان تک رسائی نہیں۔ اور جن کا عوام سے بالعموم

رابطہ ہے اُن سے اصلاح کا کام مشکل ہے"۔

حضرت والا نے فرمایا کہ "حضرت مولانا لطف اللہ صاحب بہت بڑے مفسر
قرآن ہیں پشتو زبان میں "قدوۃ القرآن" لکھا ہے جس میں بامحاورہ اور پشتو کے اعلیٰ معیار
پر ترجمہ ہوا ہے۔۔۔ امام العصر حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ کے اجلاء تلامذہ میں سے ہیں
اور دورۂ حدیث کے سال تمام کتب میں اول آئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں حسن صورت
حسن سیرت اور حسن اداتگی کے اعلیٰ جواہر سے نوازا ہے۔ مجھ عاجز کو انہوں نے دینی کتب
اور عربی ادب بے پناہ محبت اور کمال شفقت سے پڑھائی ہیں جس کی برکت سے تحصیل علم
میرے لئے سہل ہو گئی"۔

مزید فرمایا کہ "میری والدہ محترمہ نے حضرت مولانا فضل علی مرحوم سے تقریباً
سال علمی استفادہ فرمایا تھا۔ وہ جب بھی میرے اساتذہ کرام یعنی حضرت مولانا لطف اللہ
صاحب اور حضرت مولانا عبدالحنان صاحب کا ذکر خیر فرماتیں تو بڑے بھرے لفظوں سے
ضرور فرماتی تھیں کہ یہ حضرات فاضل دیوبند ہیں ان کے اس تعارف سے میں روز اول
سے اہل دیوبند کا گرویدہ ہو گیا۔ اور ان کے رنگ میں رنگ گیا"

"صبغة اللّٰہ ومن احسن من اللّٰہ صبغة ونحن له عابدون"

"میں نے قرآن کریم کا ترجمہ اور تفسیر حضرت مولانا عبدالحنان صاحب مد
تعالیٰ سے پڑھا ہے اس کا طریقہ کار یہ تھا کہ روزانہ فجر کی نماز میں ان کی ہاں پڑھتا تھا
فجر کی نماز کی تیاری کیلئے میرے شوق اور وارفتگی کا یہ عالم تھا کہ بار بار رات کو آنکھ کھلتی تھی کہ
کی نماز میں الحمد للہ میرا کبھی ناغہ نہیں ہوا۔ حضرت مولانا عبدالحنان صاحب روح الد

تفسیر حقانی اور معارف القرآن ان دنوں مطالعہ فرماتے تھے اور کبھی کبھار اپنی مسجد میں مجھ سے نمازیں بھی پڑھواتے تھے"۔

حضرت نے مزید فرمایا "حقیقت یہ ہے کہ اگر یہ دو حضرات میری زندگی میں نہ آتے تو میں ایک عام سا مولوی ہوتا۔ میں نے عزائم کی بلندی اور علو ہمتی ان دونوں بزرگوں کی بابرکت صحبت سے سیکھی ہے"۔

"جب یہ عاجز اپنے ان دو بزرگوں کے حکم پر نیوٹاؤن (حال بنوری ٹاؤن) میں داخل ہوا تو ریحان حسن نقوی کے نام سے ایک بزرگ قرآن پاک پڑھنے میں میرے شاگرد ہوئے۔ انہوں نے تفسیر روح المعانی ملتان سے منگوا کر اول ۱۸ پارے پھر ۱۲ پارے مجھے دیئے۔ وہ نسخہ اعلیٰ طریقہ سے جلد کرایا گیا۔ جس کی تفصیل یہ ہے کہ حضرت مولانا احتشام الحق تھانوی صاحبؒ کی مسجد جیکب لائن کے پیچھے ایک چھوٹی سی مسجد میں ہوں کوہاٹ کا ایک جلد ساز آخوند زادہ نامی رہتا تھا یہ جلد سازی کا امام تھا، انہوں نے روح المعانی کے تیس پارے آٹھ جلدوں میں مجھے تیار کر کے دیئے جس پر روح المعانی اور اس عاجز کا نام سنہری حروف سے لکھا ہوا تھا جو آج تک میرے پاس موجود ہے۔ یہ نسخہ مجھے بہت محبوب ہے اور میں ہمیشہ اسے نمایاں جگہ پر آراستہ کر کے رکھتا ہوں، نیوٹاؤن کے تعلیمی دورانیہ میں میں نے علمی تفسیر میں جلالین حضرت مولانا بدیع الزمان صاحب اور حضرت مولانا ادریس میرٹھی صاحب سے پڑھی اور بخاری شریف کی کتاب التفسیر حضرت مولانا مفتی ولی حسن ٹونکی صاحب سے پڑھیں"۔

حضرت والا کے درس کی اہم خصوصیت یہ تھی کہ اس میں علماء سلف وخلف کا جامع

تعارف بالخصوص سادات حنفیہ اور اکابر علماء دیو بند جو کہ حقیقی اہلسنت والجماعت اور طائفہ منصورہ ہے کا ایسا کامل تعارف اور ترجمانی فرماتے کہ درس میں شریک تمام افراد اجمالی محظوظ ہوتے۔

حضرت اپنے درس میں امام العصر خاتم المحدثین فی الہند حضرت مولانا محمد انور شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ، محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف صاحب بنوری رحمہ اللہ، اور فقیہ الامت مفتی اعظم اسلام حضرت مولانا مفتی محمود صاحب رحمہ اللہ اور دیگر اکابرین کا والہانہ تذکرہ فرماتے تھے۔

یہ درس چار سال تک جاری رہا اختتام کے موقع پر ایک شاندار تقریب کا انعقاد کیا گیا جس میں فقیہ وقت محقق زمانہ اور اپنے دور کے اورنگزیب بادشاہ اور حضرت مفتی صاحب کے محسن اور مشفق استاذ حضرت مولانا مفتی احمد الرحمن صاحب رحمہ اللہ تشریف لائے اور انہوں نے بعد نماز جمعہ شرکاء تفسیر جن کی تعداد اس وقت تک تقریباً سو (۱۰۰) کے قریب ہو چکی تھی کی دستار بندی فرمائی اور سب کو تفسیر عثمانی ہدیہ میں دی گئی۔

اس موقع پر حضرت مولانا مفتی احمد الرحمن صاحب نور اللہ مرقدہ نے ارشاد فرمایا کہ :

''مولانا کے اس درس تفسیر کی میرے علم کے مطابق پورے پاکستان میں کوئی نظیر نہیں ہے''

یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہا، کچھ عرصہ بعد کچھ افراد نے حضرت مفتی صاحب سے گزارش کی کہ ہمارے لئے صبح کے علاوہ کوئی دوسرا وقت مقرر فرمائیں۔ حضرت والا نے ان کا شوق دیکھتے ہوئے ان کیلئے بعد نماز عصر درس کا اہتمام فرمایا۔ اس درس کے سرخیل سید مظہر علی تھے جو آج کل امریکہ میں انجینئر ہیں۔

اسی دوران بعد نمازِ عشاء بھی درس کا آغاز ہوا جس میں فقہ کی مشہور اور اساسی کتب "نور الایضاح، قدوری اور ہدایہ" کے کچھ حصے حضرت والا ترتیب وار پڑھایا کرتے تھے اس کیساتھ شمس الدین ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کی شہرۂ آفاق کتاب "الطب النبوی" کا درس بھی دیتے تھے۔ دیگر کتب میں "وصایا امام اعظمؒ اور گلستان" بھی شامل تھی جو میں حضرت والا سے اکیلے ہی پڑھا کرتا تھا۔

۱۹۷۸ء میں جامعہ عربیہ احسن العلوم کی باقاعدہ بنیاد رکھی گئی اور ابتدائی درجات شروع ہوئے۔ ابتداء میں تمام کتب حضرت والا متفرق طور پر خود پڑھایا کرتے تھے۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ یہ وہ زمانہ تھا کہ حضرت والا سے جس نے جو بھی کتاب جب بھی پڑھانے کو کہی، حضرت والا نے خندہ پیشانی سے اس کی گزارش منظور فرمائی اور کسی کو کبھی بھی منع نہیں فرمایا۔

ابتداء میں حضرت والا کے ساتھ حضرت مولانا شبیر صاحب جو کہ اب مکہ مکرمہ میں مدرس ہیں بھی تدریس کے فرائض انجام دیتے تھے۔ اسی دوران ۱۹۸۰ء میں مولانا سید ضیاء احسن مرحوم تشریف لائے اور ان کے بعد شیخ سعید الزمان خان (شیخ صاحب) آئے۔ میں اور یہ سب حضرات اولی کی ابتدائی کلاس میں تھے۔ ہمارے بعد برادرم منصور الرحمن تشریف لائے جو آج کل مدرسہ کے روحِ رواں ہیں۔

اس دوران حضرت والا انتہائی انہماک، بشاشت قلب اور خندہ پیشانی کا مظاہرہ فرماتے اور بڑے بسط اور تسلی کیساتھ درس دیتے۔ حضرت والا کے درسیات میں کمال چاشنی، احاطہ علوم وفنون، رجال دین کا تعارف اور اسلامی عظمت اور جامعیت کی

پوری ترجمانی ہوتی تھی۔

حضرت والا کو شعر و سخن پر بھی کمال عبور حاصل تھا اور جا بجا موضوع کے اعتبار سے اردو، عربی، فارسی اور پشتو کے ایسے اشعار پڑھتے تھے کہ اس کا بیان مشکل ہے۔

۱۹۸۰ء میں حضرت والا نے مشکوٰۃ شریف کا درس شروع فرمایا جس میں اولاً مولانا ضیا احسن مرحوم اور محمد حسین (قبلہ) اور صوفی عبدالحمید صاحب (امام حاوی مارکیٹ ناظم آباد) شریک تھے۔ جس جگہ موجودہ دار الحدیث ہے اسی جگہ مشکوٰۃ شریف کا درس بہت عالیشان طریقے سے شروع ہوا۔ درس حدیث کے دوران ایسا محسوس ہوتا تھا کہ ہم سب مدینہ منورہ میں ہیں اور انوارات برس رہے ہیں۔

اسی دوران ۱۹۸۰ء میں مشہور زمانہ بزرگ عارف باللہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب شفاھم اللہ شفاء عاجلہ بھی تشریف لائے اور حضرت والا کے درس سے بہت متأثر ہوئے اور بعد میں باقاعدہ درس میں شریک رہے۔ حضرت حکیم صاحب حضرت مفتی صاحب کے علم کی انتہائی قدر دانی فرماتے اور حضرت مفتی صاحب کے مشکوٰۃ کے درسیات میں شرکت بہت شوق سے فرماتے۔

کچھ عرصہ بعد حضرت حکیم صاحب موصوف کی درخواست پر حضرت مفتی صاحب نے روح المعانی کا درس شروع کیا جو بڑے آب و تاب کیساتھ پڑھائی جاتی تھی۔ حضرت حکیم صاحب خود فرماتے تھے کہ لوگ مجھ سے کہتے ہیں کہ آپ ایک نوجوان کے درس میں شرکت کرتے ہیں تو میں ان کو ایک جواب نثر میں دیتا ہوں اور وہ یہ ایک ان کا علم قدیم ہے دوسرا جواب نظم میں دیتا ہوں اور وہ یہ کہ

دن میں سو سو بار وہاں جانا پڑے
کوئی دیوانہ کہے یا سودائی مجھے

یہ علمی سفر اسی طرح جاری رہا اور ۱۹۸۹ء میں باقاعدہ دورہ تفسیر کا آغاز ہوا۔
اسی سال ابتداء میں جامعہ میں باقاعدہ دارالحدیث قائم ہوا اور دورۂ حدیث کا آغاز ہوا۔
دورہ تفسیر کی اس نشست میں شرکاء کی تعداد جس میں علماء اور طلباء اور عوام الناس کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے افراد شامل تھے ۶۰۰ کے قریب تھی۔ یہ تعداد آج ۴ ہزار سے تجاوز کر چکی ہے۔

الحمدللہ اس درس کی خصوصیت یہ بھی ہے کہ پردہ نشین خواتین اور طالبات مدرسۃ البنات میں مکمل درس قرآن سنتی ہیں اور ان سے بھی باقاعدہ امتحان لیا جاتا ہے اور کامیاب طالبات کو اسناد بھی دی جاتی ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ کئی طالبات فاضلات ہو کر حضرت والا کے مشن کو خواتین میں آگے بڑھا رہی ہیں۔

ابتداء سے ہی درس میں شریک مستحق طلباء کیلئے قیام وطعام و دیگر ضروری اشیاء کا انتظام جامعہ کی طرف سے کیا جاتا ہے اور درس میں شریک تمام افراد کو جامعہ کی طرف سے قرآن کریم ہدیہ دیا جاتا ہے اور اختتام پر باقاعدہ شرکاء دورۂ تفسیر کا امتحان لیا جاتا ہے اور کامیاب طلباء اور شرکاء کو اسناد دی جاتی ہیں۔ مستحق طلباء میں انعامی رقوم، جوڑے اور مختلف کتابیں تقسیم ہوتی ہیں۔

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت شیخ کا سایہ شفقت وعطوفت قائم ودائم رکھے اور ہمیں ان کے علم سے فیضیاب ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

اهدنا الصراط المستقیم

''احسن البرہان'' (جلد اول) پر تبصرہ

جناب اقبال احمد صدیقی صاحب کے قلم سے

پاکستان سے شائع ہونے والے دنیا کے سب سے بڑے ہفت روزہ ''اخبارِ جہاں'' کے سابق ایڈیٹر جناب اقبال احمد صدیقی صاحب دام اقبالہ نے احسن البرہان پر یہ وقیع تبصرہ فرمایا تھا جو کہ ملک کے مقتدر ماہنامہ ''نور علیٰ نور'' میں بھی شائع ہوا تھا۔ قارئین کرام کے علمی ذوق میں اضافہ کرنے کے لئے اسے شاملِ کتاب کیا گیا ہے۔ (محمد ہمایوں مغل)

بلاشبہ علمی مباحث و محاکموں، مجلسی زندگی میں ادب و احترام کے مفید تجربوں، اساتذہ کرام اور علماء و عظام کی واجب الوجود و قدر شناسی، دینی احکامات، فرائض و سنن کی بجا آوری ہم عصر رفقاء مخلصین کے واقعات اور بزرگان دین کے شخصی اوصاف و کمالات حتیٰ کہ متنوع نکات دانش اور شفقہ حکایات پر مشتمل یہ اپنے عہد کی منفرد کتاب مستطاب ہے جس کا اسلوب بھی منفرد ہے اور ان اوراق میں فاضل اور جہاں دیدہ مصنف کی فکر رسا اور

ہمہ جہت شخصیت لمحہ بہ لمحہ منعکس ہو رہی ہے کہ جیسے مولانا موصوف دامت برکاتہم العالیہ نے اپنے درد مند دل کی یہ پوری موثر اور معتبر کہانی قلم برداشتہ لکھی ہے۔

غالباً نہیں یقیناً پیش نظر کتاب بحرایہ بیان کی اس خصوصیت کو تسلیم کیا جانا چاہیے کہ صاحب قلم نے موضوعاتی دائرہ کو غیر ضروری وسعت دینے کے بجائے قارئین کرام کو براہ راست اور بامحاورہ ولب ولہجہ میں مخاطب کیا ہے۔ گویا شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا مفتی محمد زرولی خان مدظلہ العالی (خدا ان کا سایۂ فیض رساں ہمیشہ قائم رکھے) نے ایک تحفہ تو "احسن البرہان" کے ضبط و تدوین کو ممکن بنا کر نت نئے زبان وبیان کے طوفانی بحران میں بامقصد اور شائستہ تخلیقات کے طلب گاران ذوق لطیف کو دیا ہے۔ ایسی پرحکمت اور موعظت نگارداشت کہل اور شگفتہ انداز میں، جو پڑھنے والے پر نہ گراں بار طبع ہوں نہ غبار خاطر محسوس ہوں۔ بلکہ بار بار روک ٹوک کر بے آگہی میں جتلا دلوں پر دستک ہو۔

سائز ۳۶ x ۲۳ x ۱۶ کی تقطیع کے دو سو صفحات، اور نہایت عمدہ سفید و شفاف کاغذ پر معیاری کمپوزنگ اور طباعت سے شائع ہونے والی اس تصنیف لطیف کو تین صفحات کے دیباچے، تین صفحات کی ایک برمحل نظم "ملفوظات اور کتاب" کے عنوان کے بعد یکے بعد دیگرے (۵۸) مضامین پر محیط کیا ہے۔ ان میں علیحدہ علیحدہ عنوانات کی اپنی اپنی خصوصیت اور علمی افادیت ہے نیز مشمولہ مضامین فکر انگیز، بے خبر مسلمانوں کو باخبر بنانے والے اور ملت خوابیدہ کے خیر خواہ جلیل القدر علماء ومشائخ اور ارباب طریقت کے مقام ومرتبہ کا تعارف کرانے میں نہایت معاون ثابت ہو گئے۔

تاریخ کے اس نازک لمحے میں کچھ پس پردہ آوازیں ہمیں مشورہ دے رہی ہیں کہ

اپنے اسلاف اور ان کے کارناموں کو ماضی کا قصہ پارینہ سمجھ کر فراموش کر دو، لیکن اس کتاب کے فاضل اور غیور، صاحب ایمان مصنف نے ملت کی صحیح راہنمائی کی ہے، کہ ہمارا فکری رشتہ ہمارے مجاہد، اور صاحب علم ودانش علماء و اساتذہ سے جوڑا ہے، تاریخ گواہی دے رہی ہے

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق

ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

دیباچہ "علی الخصوص کتب یا پچہ ہمایونی" میں کتاب کی تدوین اور عنوانات کی تقدیم کے ذمہ دار سلیقہ شعار، حضرت مولانا مفتی محمد زرولی خان صاحب دامت برکاتہم کے مزاج شناس اور ان کے افکار وخیالات میں محنت وجستجو سے نفس مضمون تلاش کرنے والے جناب محمد ہمایوں مغل بجا طور پر ستائش کے مستحق ہیں، انہوں نے ہی قارئین کو آگاہ کیا ہے کہ اس بدولت جو کتاب کو مجوزہ خاکہ کے مطابق مکمل کرنے میں کم وبیش تین برس کا عرصہ لگا الحمدللہ یہ معرکۃ الآراء کتاب منصہ شہود پر جلوہ گر ہوئی صفحہ پانچ کا یہ اقتباس حاصل مطالعہ عبارتوں میں سے ایک ہے۔

ذیل میں خصوصی توجہ سے پڑھا جائے۔ "اس کتاب میں چند ملفوظات کو عنوان کے تحت لکھا گیا ہے تاکہ پڑھنے والوں کو اندازہ ہو جائے کہ دو یا تین سطروں میں حضرت نے کائنات کا کتنا وسیع علم سمیٹ کر رکھا ہے اور کچھ ملفوظات ایسے ہیں جو بغیر عنوان کے تحریر کیے گئے ہیں۔

راقم الحروف کو "احسن البرہان" شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد زرولی خان

صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی جانب سے میرے رفیق ومحسن دوست مولانا عبدالرشید انصاری مدظلہ مدیر ماہنامہ نور علیٰ نور کے ہم دست حضرت الشیخ کا بھیجا ہوا ذاتی نسخہ ملا تو پہلے ہی دو دن میں حضرت مولانا مفتی صاحب مدظلہ العالی کے التفات ذاتی کی بدولت میرے لئے اس کی ورق گردانی ممکن ہوگئی۔ مجھے یہ لکھنے میں کوئی تامل نہیں کہ احسن البیان بڑی متاثر کن اور چشم کشا کتاب نظر آئی۔ جو ایک سیر حاصل تبصرے کی حقدار تھی۔ لیکن کتاب کی ضخامت اور وقت کی کمی مانع ہوئی اور راقم الحروف کو جستہ جستہ اوراق پر اکتفا کرنا پڑا۔ ایسے مشکل مواقع کے لیے شاید یہ کہا گیا ہے۔

دامان نگہ تنگ وگل حسن تو بسیار

صفحہ ۵ سے ۹۵ تک متنوع مضامین کا جو سلسلہ موجود ہے۔ ان میں سے چند عنوانات یہاں پیش کئے جاتے ہیں۔

(۱) حضرت مولانا مفتی محمد زرولی خان صاحب کی سوانح حیات

(۲) عالم دین

(۳) فقہاء کرام

(۴) اہم کتب

(۵) اہم واقعات و مشاہدات

(۶) مختلف مسائل میں حضرت الشیخ کے استدلالات

(۷) نصائح

(۸) اکابرین امت حضرت الشیخ کی نظر میں

(۹) احسن التفسیر

(۱۰) روحانیت

(۱۱) خلاف سنت عمل

(۱۲) حفظ قرآن کی وضاحت

(۱۳) عبادات کا اجتماع

(۱۴) شریعت محمدی ﷺ

(۱۵) آئمہ مجتہدین

(۱۶) ہدایات وعافیت

(۱۷) سورہ مزمل کے مضامین

(۱۸) بوقت وصال بزرگان دین کا طرز عمل

(۱۹) ترک گناہ کا طریق کار

(۲۰) امام العصر حضرت علامہ محمد انور شاہ صاحب

اسی طرح نوع بہ نوع دوسرے مضامین ایمان کو تازگی اور قلب کو آسودگی عطا کرنے کے لئے موجود ہیں صفحہ ۶۸ پر حضرت مفتی زرولی خان صاحب کا یہ قول موجود ہے "تین کتابیں ایسی ہیں جن کے بغیر آپ عالم نہیں کہلائیں گے۔ (۱) ابن جریر کی تاریخ الامم الملوک (۲) حافظ ابن کثیر کی البدایہ والنہایہ (۳) محمد قاسم فرشتہ کی تاریخ فرشتہ"۔ صفحہ ۷۳ پر حضرت مفتی صاحب ممدوح کا یہ قول درج ہے۔

"میں تین کتابوں کا ایسا مدرس ہوں کہ دوسرا کسی کو نہیں مانتا (۱) بخاری (۲) ہدایہ

(۳) گلستان کوئی کہیں یہ کتابیں پڑھے پھر آکر مجھ سے پڑھے اور فرق دیکھ لے یہ اللہ تعالیٰ کا فضل و احسان ہے۔

"وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ"

شیخ الحدیث والتفسیر، اپنی شخصیت میں ایک ذمہ دار منتظم کی طرح ظاہراً سخت گیر نظر آتے ہیں کوئی بات ناگوار خاطر ہو تو برملا ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہیں لیکن کوئی وارفتہ دلگیر مکاتیب کسی متاع گمشدہ کے بارے میں صفحۂ قرطاس پر منتقل کرنا ہو تو ان کا قلم آنسوؤں کے سمندر میں ڈوب جاتا ہے سراسر اس شعر کے مصداق

کانٹوں سے فگار انگلیاں ہیں

ملبوس بہار سی رہا ہوں

صفحہ ۵ پیراگراف (۲) میں تین سطروں کی یہ عبارت ہے "اس کتاب یعنی احسن البرہان فی احوال شیخنا مولانا مفتی محمد زرولی خان" میں ایک عنوان "احسن التفسیر" کے نام سے رکھا گیا ہے۔ جس میں قرآن کریم کی آیات کی وہ تفسیر ہے جو حضرت الشیخ نے اپنے خا[ص] وہبی علم سے بیان فرمائی اور یہاں ضبط تحریر میں لائی گئی ہے"۔ راقم الحروف اپنے محدود علم اور تیس سالہ قلمی کاوشوں کی بنیاد پر پورے وثوق سے اس رائے کا اظہار کرتا ہے کہ احسن البرہان کے صفحہ (۷۱ تا ۸۰) حضرت مفتی صاحب ممدوح نے اپنی زندگی کے جو اہم واقعات و مشاہدات قلمبند فرمائے ہیں وہ اول تا آخر برجستہ اور وقیع نیز معرکہ کا مقالہ ہے۔ اول تا آخر انہیں پڑھا جانا چاہیے۔ چونکہ مشاہدہ کی گہرائی بھی ہے اور گیرائی بھی۔

کسی بھی مسئلہ پر نفس مضمون سے صرف نظر کئے بغیر اصل حقیقت کو بازیاب

کرنا یہ حضرت شیخ الحدیث کی قلمی، درسی اور مذاکراتی عادت ہے۔ اس کتاب میں بھی وہ ایک اچھے انسان، خود اپنے ناقد، مجسم اخلاق اور ہمہ اطراف شخصیت کے طور پر قاری کو بار بار ملیں گے۔ کتاب کے صفحہ ۴۴ پر فاضل مدون جناب محمد ہمایوں مغل نے حضرت مولانا محمد زرولی خان دامت برکاتہم کی سوانح عمری کی دوسری جلد زیرِ ترتیب ہونے کی خوشخبری دی ہے۔ رب کریم سے اس کاوش دوم کی تکمیل کی دعا ہے۔

جن سے مل کر زندگی سے عشق ہو جائے وہ لوگ
آپ نے شاید نہ دیکھے ہوں مگر ایسے بھی ہیں

(سرور بارہ بنکوی)

احسن البرہان

شیخ مفتی زرولی صاحب کی بھی کیا شان ہے
اک مکمل عالمِ دیں کی یہی پہچان ہے
علم کے دریا بہا دینا ہے اِنکی اک ادا
یہ کتابی شکل میں اک خلق پر احسان ہے
قافلہ در قافلہ کتنے دلائل اس میں ہیں
احسن البرہان آخر احسن البرہان ہے

سمیع صدیقی

احسن البرہان فی اقوال شیخنا مولانا مفتی محمد نذر ولی خانؒ

تین مسائل کا بیان بہت ضروری ہے

تین مسئلے خطباء اور مقررین کو سب سے زیادہ بیان کرنے چاہیے کیونکہ وہ دین اسلام کی اساس ہیں۔

ایک اللہ تعالیٰ کی وحدت وفردیت کہ اللہ وحدہٗ لاشریک ہے اس کی شان توحید کی ہے تفرید کی ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ کوئی ولی یا نبی اس کی خدائی میں حصہ دار یا شریک نہیں۔ اس پر کوئی حکم نہیں چلا سکتا ہے۔ سب اس کے حکم کے پابند ہیں۔ یہ مسئلہ ضروری ہے۔ بعض لوگوں نے [illegible] کی کارستانیاں شروع کی ہیں۔ جو توحید کے خلاف ہیں۔

دوسرا مسئلہ ہے رسالت کا کہ جناب نبی کریم ﷺ کی تشریف آوری، اس کی ضرورت، اس کی برکت، اس کے فوائد اور اس کی جامعیت کہ اتنے بڑے اور جامع پیغمبر آئے ہیں کہ ان کے آنے کے بعد کسی کو جعل سازی کی ضرورت نہیں ہے۔ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی اتباع کریں۔ جعل سازی کو علماء بدعت کہتے ہیں۔ جب یہ مسئلہ آپ اچھی طرح سمجھ لیں گے اور دنیا کو سمجھائیں گے تو آپ کو بدعت سے بچنا اور دوسرے مسلمانوں کو بچانے میں سہولت ہو جائے گی۔ یہ مسئلہ تو بہت آسان ہے کہ ہمارا دین مکمل آیا ہے، ہمارے پیغمبر

ویاہے اس وقت گے کہ جب اللہ نے دین کامل کر دیا اور اعلان کر دیا کہ "الیوم اکملت لکم دینکم" آج میں نے تمہارا دین مکمل کر دیا۔ دین جب مکمل ہوا تو خوشیاں پوری ہو گئیں۔ "و اتممت علیکم نعمتی" اور میں نے اپنے احسانات اور نعمتیں تمام کر دیں۔ وہ دین کونسا ہے جس نے دامن کے پیچھے تمام خوشیاں ہیں دونوں جہانوں کی؟ "و رضیت لکم الاسلام دیناً" (سورۃ مائدہ آیت ۳) وہ اسلام ہے جس کو میں نے تم کو پسند کر کے بطور دین دیا ہے۔

تیسرا مسئلہ جس کا بیان ضروری ہے وہ عقیدہ آخرت کا مسئلہ ہے۔ تاکہ لوگوں کو اس بات کا خوف رہے کہ ایک دن ایسا آنے والا ہے جس میں تمام اعمال کا حساب کتاب ہوگا۔ تاکہ لوگوں کے دل میں خوف خدا رہے اور وہ اس دن کی تیاری کر کے رکھیں۔

تصوف

فرمایا کہ : اگر کوئی شخص یہ چاہے کہ وہ تصوف پر بنیاد دیکھے تو اسے چاہیے کہ وہ کلاباذی کی کتاب "التعارف لمذہب التصوف" دیکھے اس کے بارے میں علماء کہتے ہیں کہ جو کلاباذی کی تعارف کے بارے میں نہیں جانتا اس کے قول کا تصوف میں کوئی اعتبار نہیں۔ یہ کلاباذی وہی ہے جنہوں نے بخاری اور مسلم کے رجال لکھے ہیں "رجال الصحیحین" کے نام سے یہ قشیری کے "الرسالہ" سے بھی زیادہ جامع ہے۔

دوسری کتاب فارسی میں خواجہ خواجگان حضرت معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "لمعات خواجہ" اس موضوع پر ENCYCLOPEDIA ہے۔ خواجہ معین

الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ اپنے وقت کے حافظ الحدیث تھے اس زمانے کے ملک چار بیج ان کی طرح نہیں تھے یہ تو "التجار ھم الفجار" ہیں۔

تیسری بڑی کتاب تصوف پر ترجمان مسلک دیو بند عارف باللہ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب نور اللہ مرقدہ کی التکشف عن مہمات التصوف اردو زبان والوں کے لئے اللہ کی نعمت اور احسان ہے۔ حضرت حکیم الامتؒ نے ایک انداز سے کے مطابق 1365 کتابوں کے مصنف ہیں حضرت کی کتاب عام ہے اس کی کچھ تلخیص اور تشریح ہمارے مخدوم ڈاکٹر عبدالحی نے بھی اردو میں کی ہے۔ کیونکہ حکیم الامت کی کتاب ان کی شان کے مطابق ہے اگر چہ اردو ہے فارسیات کا بہت طلب ہے۔ میں طلبہ عزیز کو ترغیب دیتا ہوں کہ حضرت کی کتاب التکشف ہر وقت اپنے پاس رکھا کریں اور دیکھا کریں اس سے اعمال میں رغبت ہوگی اور معاصی سے نفرت پیدا ہوگی۔

فقہ اور تصوف

فرمایا کہ فقہ اور تصوف کا جوڑ اختراع فی الدین ہے دین اسلام میں وقل اندازی ہے۔ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ملفوظات کمالات اشرفیہ میں اس مسئلہ کو تفصیل سے لکھا ہے۔

سیاسی علماء کا دفاع

فرمایا کہ بہت زمانے کی بات ہے ہمارے دوست تھے پاکستان کے محتسب اعلیٰ

کسی کام سے ہم وہاں گئے اسلام آباد تو انھوں نے اپنے دفتر میں بٹھایا وہاں ان کے اور

بھی دو چار مہمان تھے ایک چینٹ پتلون کے ساتھ بہت خوش پوش ہو کر بیٹھا ہوا تھا۔ ہمیں

دیکھ کر انگریزی میں کہنے لگا کہ میں مولویوں کو بالکل نہیں مانتا یہ ایسے ہیں اور ویسے ہیں۔

ہمارے منصور بھائی ساتھ تھے وہ اس سے کچھ بحث کرنے لگے تو میں نے ان سے کہا کہ

آپ چھوڑ دیں یہ میرا میدان ہے۔ مولویوں کا دفاع صرف ایک مولوی ہی اچھی طرح کر سکتا

ہے۔ جب وہ سب کچھ کہہ چکا تو میں نے اس سے کہا کہ اب مجھے کچھ بولنے کی اجازت

ہے تو اس نے کہا کہ" ضرور کہیں کیا کہنا چاہتے ہیں" تو میں نے کہا کہ" آپ تمام علماء سے

ناواقف ہیں یا کسی عالم کو مانتے بھی ہیں" تو اس نے کہا کہ" میں حضرت مولانا عبد الحق

صاحب کی خدمت میں جاتا ہوں ان سے دعائیں لینے کیلئے اور مولانا یوسف لدھیانوی

کے سوال جواب بہت شوق سے پڑھتا ہوں" تو میں نے کہا کہ" یہ معلوم ہو گیا کہ مسلمان

آدمی ہو اور دین کو مانتے ہو لیکن سیاسی علماء سے ناراض ہو" تو اس نے کہا" ہاں یہ سیاسی علماء

دین کے بڑے دشمن ہیں اور ان کا قتل ضروری ہے" تو میں نے کہا کہ" میں پانچ یا چھ منٹ

بات کروں گا لیکن آپ درمیان میں بولیں گے نہیں اس کے بعد آپ دس منٹ بولیں میں

چپ رہوں گا" اس نے کہا" ٹھیک ہے" میں نے کہا یہ جو دینی مدرسوں میں علماء طلباء کو بیٹھ کر

پڑھاتے ہیں یہ کام کیسا ہے تو اس نے کہا "یہ بہت ضروری ہے ورنہ علماء ختم ہو جائیں گے
کتابیں ختم ہو جائیں گی مسائل کون بتائے گا" تو میں نے کہا اس کا نام اپنے پاس لکھوا لیجئے
ہیں "تدریس و تعلیم" پھر میں نے کہا کہ کچھ لوگ لوگوں کو گھروں سے مسجد میں بلاتے ہیں او
بدر غریب پھرتے ہیں تو اس نے کہا "یہ لوگ تو بہت اچھے ہیں یہ لوگ تو چندہ بھی نہیں
مانگتے" تو میں نے کہا اس کا نام "دعوت و تبلیغ" ہے اور یہ بھی آپ مانتے ہیں پھر میں نے
کہا کچھ حضرات دینی مسائل لکھتے ہیں رسائل اور اخبارات میں تاکہ لوگوں کے عقائد او
اعمال بہتر ہو جائیں تو کہنے لگا "یہ تو بہت اچھا ہے ان کی لکھی ہوئی کتابوں سے ہمیں فیض
پہنچ جاتا ہے" تو میں نے کہا اس کو کہتے ہیں "تصنیف و تالیف" پھر میں نے کہا کہ تعلیم
تدریس، دعوت و تبلیغ اور تصنیف و تالیف یہ تینوں تو آپ مان گئے تو اس نے کہا "ہاں" تو میں
نے کہا اب جو دین مدرسوں میں پڑھایا جاتا ہے اور جو تبلیغ والے مسجدوں میں بیان کرنے کی
کوشش کرتے ہیں اور جو دینی کتابوں میں لکھا گیا ہے ایک طبقہ ہے وہ کہتے ہیں کہ یہ سب ا
پر انتظامیہ پر تمام ملک پر نافذ ہو جائے اور سب لوگ اس کے مطابق عمل کریں تو وہ لو
کیسے ہیں تو مجھے دیکھ کر کہنے لگا کہ "آپ نے بہت صفائی سے مجھے شیشے میں اتار دیا تو میں
نے کہا ان کو کہتے ہیں سیاسی مولوی وہ ہمارے زیادہ محسن ہیں اگر عقل سے کام لیا جا
کیونکہ ان کا کام زیادہ مشکل ہے۔

کام کی تقسیم

فرمایا کہ پیغمبر ﷺ کے بعد دین کا سارا کام کسی ایک آدمی سے وابستہ نہیں ہے ہم ا

ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے قائل ہیں تو شوافع امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے قائل ہیں اور امام
شافعی رحمۃ اللہ علیہ استاذ ہے تو امام احمد رحمۃ اللہ علیہ شاگرد ہے تب بھی حنابلہ کے اپنے اصول
اور فروع موجود ہیں۔ دونوں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں مگر امام مالک رحمۃ اللہ علیہ
کا مذہب مستقل ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے آدمی ہیں مگر ان کے دو شاگرد امام
ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے علیحدہ علیحدہ تصنیفات لکھی ہیں اور بہت ساری
باتوں میں انہوں نے اپنی آراء کے مطابق بھی روایات درج فرمائی ہیں۔

فقہ اور جہاد

فرمایا کہ: یاد رکھنا فقہ اور جہاد دونوں ایک ہیں، یہ عجیب بات آج آپ لوگوں کو
بتا رہا ہوں "وما کان المؤمنون لینفروا کافۃ" سارے لوگ نہ جائیں جہاد میں "فلولا نفر
من کل فرقۃ منہم طائفۃ لیتفقہوا فی الدین" اور جو لوگ رہ جائیں وہ تو علم فقہ پڑھیں۔
فرصت کا علم فقہ ہے اور مصروفیت کا علم جہاد ہے گویا فقہاء جہاد کے لئے منتظر رہتے ہیں اور
آپ نے دیکھا کہ چودھویں صدی میں جہاد میں سر اول دستہ فقہاء کرام اور ان کے تلامذہ
کا تھا اور ان سے تعلق رکھنے والے تمام لوگوں کا تھا۔ اسی لئے میں یہ کہتا ہوں کہ فقہ اور جہاد
دونوں ایک چیز ہے۔ اسے اس طرح سمجھیں کہ جب آدمی قتل سے بچا ہو تو فقہ پڑھے اور
جب دشمن اسلام کو نقصان پہنچا رہا ہو تو اس کی سرکوبی کے لئے اٹھ جاؤ اور جہاد میں حصہ لو۔
جہاد کی پانچ اقسام حافظ ابن حجر نے فتح الباری جلد نمبر ۱ میں لکھی ہیں

(۱) الجهاد فی قتال الکفار

(۲) جهاد مع النفس

(۳) جهاد مع الشیطان

(۴) جهاد مع الفساق

(۵) التعلم والتعلیم

انہوں نے دوسرے نمبر پر التعلم والتعلیم رکھا ہے اور میں نے اپنی ترتیب بتائی ہے۔

(فتح الباری ج ۶ ص ۷۷ بیروت دارالفکر)

عبادات کی تفصیل

فرمایا کہ قرآن کریم میں عبادات کی تفصیل ہے اور وہ تین چیزوں کا مجموعہ ہے

(۱) کم (۲) کیف (۳) متیٰ

عبادت، عبادت جب بنتی ہے جب شریعت سے کمیت کا پتہ چل جائے، کیفیت کا پتہ ہو اور توقیت کا پتہ ہو۔ متقدمین سے ذرا پتہ کرلیں کہ تہجد، چیلم، بدی اور عرس سرایا قدس ان سب کو کم، کیف، متیٰ کے بغیر سے مثل الاز کھڑا کرتے ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ مستحبات ہیں اور میں کہتا ہوں کہ شامی نے ردالمحتار میں لکھا ہے کہ مباح کا مباح ہونا بھی دلیل سے ثابت کرنا پڑیگا۔ یاد رکھنا الاصل اشیاء میں مباحات کا مطلب یہ نہیں ہے جو ان لوگوں نے سمجھا ہے۔ وہ عبادت جو اللہ تعالیٰ کی کی جاتی ہے، وہ عبادت جب بنا سکتی جب وہ تین چیزوں کا مجموعہ ہو کم، کیف اور متیٰ

توحید و سنت

فرمایا کہ: نیکی دو چیزوں کا نام ہے عقیدے میں توحید ہو اور عمل میں سنت ہو۔ عقیدے میں توحید ہوگی تو عمل آسان ہو جائے گا۔ مومن جب باعمل ہو تو تمام میدان سر کرنے میں آسانی پیدا ہوگی۔

شعراء اور توحید

فرمایا کہ: شعراء سب کے سب عشاق ہوتے ہیں اور عاشق کبھی بھی شرکت کو برداشت نہیں کرتا یہی وجہ ہے کہ وہ توحید کو بھی خوب سمجھتے ہیں کہ اللہ رب العزت بھی شرکت کو برداشت نہیں کرتے اور وہ ہر قسم کی شرکت سے منزہ اور پاک ہیں۔ اس لئے توحید کو شعراء نے بہت بہتر طریقہ سے سمجھا ہے۔ دنیائے ادب میں اس موضوع پر بے شمار اشعار موجود ہیں جن سے توحید کا معنی واضح ہوتا ہے۔

دیکھو شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

من شاخ بلند بار پر از میوۂ توحید
ہر راہ گذر سنگ زند عار نہ دارم

مرزا غالب نے کہا ہے

ہم موحد ہیں ہمارا کیش ہے ترک رسوم
ملتیں جب مٹ گئیں اجزاء ایماں ہو گئیں

علامہ اقبال نے کہا ہے

اگرچہ بت ہے جماعت کی آستینوں میں
مجھے ہے حکم اذاں لا الہ الا اللہ

مولانا محمد علی جوہر نے کہا ہے

اپنے بھی خفا مجھ سے ہیں بیگانے بھی ناخوش
میں زہر ہلاہل کو کبھی کہہ نہ سکا قند

ایک اور شاعر کہتا ہے کہ

توحید تو یہ ہے کہ خدا حشر میں کہہ دے
یہ بندہ دو عالم سے خفا میرے لئے ہے

ایک اور شاعر نے جوش میں آ کر کہا ہے

دو رنگی چھوڑ دے یک رنگ ہو جا
سراسر موم ہو یا سنگ ہو جا

توحید

فرمایا کہ :- توحید کا مسئلہ بیان کرنا فرض ہے اور ہر قسم کے شرک کا رد کرنا بھی فرض ہے یہ دونوں باتیں قرآن کریم کے مقاصد میں سے ہیں۔ اگر اس بات کا اہتمام آپ لوگوں نے کیا تو ان شاء اللہ کامیابی ہوگی اور اگر اس مسئلہ میں مداہنت سے کام لیا تو تمام عمر ذلیل و خوار ہونا پڑیگا۔

مثنوی مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ

فرمایا کہ : مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کی مثنوی کی میرے پاس تقریباً چالیس شروحات ہیں لیکن سب سے اچھی بحر العلوم فی شرح مثنوی ہے اور دوسرے نمبر پر حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کی کلید مثنوی اردو زبان میں ہے۔

سماع الموتیٰ

دوران اعتکاف ایک روز فجر کی نماز کے بعد حضرت الشیخ آرام فرما رہے تھے تو میں نے حضرت الشیخ سے پوچھا کہ سماع الموتیٰ کے انکار کی کیا وجہ تھی کیونکہ قرآن کریم کی آیات اس سے خالی ہیں کہ مردے نہیں سنتے اور احادیث میں بھی یہ بات مذکور نہیں ہے تو حضرت الشیخ نے ارشاد فرمایا کہ " ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں جب ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مردے سنتے ہیں تو ام المومنین نے کہا کہ نہیں حضرت ﷺ کا مطلب یہ نہیں تھا، حضرت ﷺ کا مطلب یہ تھا کہ ان کو میرے کہنے سے عذاب کا پتہ چل گیا ہے اور اس کے بعد انہوں نے آیات پڑھنا شروع کر دیں کہ انک لا تسمع الموتیٰ ۔ حافظ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا صرف آیات پڑھ رہی تھیں ان کے پاس اس باب میں کوئی بھی حدیث نہیں تھی ۔ علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ ام المومنین ہیں اس لئے ہم کچھ نہیں کہتے ورنہ قرآن کی ان آیات سے یہ استدلال کرنا کہ مردے نہیں سنتے یہ بات ٹھیک نہیں ہے۔

منکرین سماع بھی عدم اسماع ﷺ سے عدم سماع کا انکار کرتے ہیں جو کہ بالکل غلط ہے
کیونکہ اس کی تشبیہ کفار سے ہے تو جب کفار سنتے ہی نہیں تو انکو کافر کہنا بھی ٹھیک نہیں کیونکہ
جب وہ سنتے ہی نہیں تو پھر وہ مکلف بھی نہیں ہیں"۔ (پھر کچھ دیر خاموشی کے بعد حضرت
الشیخ نے دوبارہ ارشاد فرمایا کہ) "حضرت مولانا سرفراز خان صاحب صفدر رحمہ اللہ نے بھی
اس موضوع پر تسکین الصدور میں زیادہ بہتر لکھا ہے حالانکہ ان کی اس موضوع پر مستقل ایک
کتاب ہے جس کا نام سماع الموتی ہے لیکن اس میں اتنی تفصیل نہیں ہے جتنی تسکین الصدور
میں ہے۔ (پھر کچھ دیر وقوف کے بعد حضرت الشیخ نے ارشاد فرمایا کہ) ایک دفعہ اتفاق
قونصلیٹ جنرل جناب مولانا شہاب الدین صاحب نے بھی سماع الموتی پر گفتگو کرتے
ہوئے فرمایا کہ کیا آنحضرت ﷺ نے اپنی ساری زندگی میں ایک دفعہ بھی کسی ضعیف روایت
میں ہی سہی یہ بات فرمائی ہو کہ مردے نہیں سنتے تو میں نے ان سے کہا کہ پوری دنیا میں
پورے ذخیرہ حدیث میں ایک روایت بھی ایسی نہیں ہے۔ وہاں موجود کچھ علماء نے کہا
اس بارے میں آیات تو موجود ہیں۔ تو مولانا شہاب الدین صاحب نے ان کی طرف
دیکھتے ہوئے کہا کہ یہ آیات آپ پر نازل ہوئی تھیں یا جناب نبی کریم ﷺ پر نازل ہوئی تھیں
جب آپ ﷺ نے ہی نہیں فرمایا تو پھر اس قسم کی غلط باتوں کی حاجت کیا ہے۔ بعد میں
شہاب الدین صاحب نے مجھ سے کہا کہ یہ میں سب کچھ آپ کے دورۂ تفسیر میں پڑھ چکا
ہوں اس لئے مجھے یاد ہے"۔

سورۂ فاتحہ کے علوم پر ایک نظر

فرمایا کہ : اللہ رب العزت کے کلام میں بھی بڑی بلاغت اور اعجاز ہے۔ قرآن کریم کے شروع میں ایک ایسی سورۃ رکھی گئی ہے "سورۃ فاتحہ" جس میں قرآن کے تمام علوم کو بطور خلاصہ کے بیان کیا گیا ہے۔

"الحمد للہ رب العلمین" چونکہ پہلا مسئلہ جو ہے وہ اللہ کی ذات کا ہے تو فرمایا "الحمدللہ" خداوند تعالیٰ کی ذات بیان ہو رہی ہے کہ وہ ستودہ صفات ہیں اور تمام عظمتیں اور مکارم اور محاسن خوبیاں وثناء اور کمالات اور جلالتیں اس میں جمع ہیں "الحمدللہ" تو اس کے بعد فوراً یہ دیکھنا ہوتا ہے کہ اس ذات کے ظہور کے لئے تو فرمایا افعال میں ہے "رب العلمین" تمام کائنات کا روزی رساں اور مشکل کشا ہے حاجت روا ہے پروردگار ہے۔ تو ان تمام افعال کو سمجھنے کا کیا طریقہ ہے فرمایا صفات سمجھتے ہیں " الرحمن الرحیم " رحمن میں کل مخلوق ہے اور رحیم میں خاص مخلوق ہے قاضی بیضاوی نے فرمایا کہ " یا رحمن الدنیا ویا رحیم الآخرۃ" اور ابوالعالیہ رحمۃ اللہ علیہ سے ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے " یا رحمن العلمین ورحیم المؤمنین " تو اتنے بڑے رحمن ورحیم کے سامنے اور فیصلہ کا دن کونسا ہوگا ظاہر ہے جب وہ اتنا مہربان ہے اور کائنات میں سرکشی وبغاوت بھی اور عبادت وطاعت بھی ہے تو فرمایا "ملک یوم الدین" قیامت کا دن آنے والا ہے وہ اس کا پورا مختار ہے۔ اور اس دن جزاء وسزا کا نظام ہوگا۔ تو پھر فوراً سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس دن سے بچنے کا کیا طریقہ ہے؟ تو وہ ہے خاص عبادت اور

خاص استعانت "ایاک نعبد و ایاک نستعین" یا اللہ آپ ہی کی ہم عبادت کرتے ہیں اور آپ ہی سے ہم مدد مانگتے ہیں۔ اب یہ سوال پیدا ہورہا تھا کہ وہ طریقے جس میں صرف اللہ کی عبادت اور صرف اللہ سے مدد مانگنا ہو اس دین کا نام کیا ہے اور اس پلیٹ فارم کو کیا کہتے ہیں وہ کیسے سمجھا جائے تو فرمایا" اھدنا الصراط المستقیم " کہ بالکل سیدھا راستہ ہے صحیح مسلک اور قوی مذہب اور یہی درست مشرب ہے" اھدنا الصراط المستقیم " تو فوراً ایک اشتباہ ہورہا تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہر شخص اپنے اپنے راستے کو کہے کہ ہم سیدھے راستے پر ہیں جماعت المسلمین والے اپنے آپ کو صحیح کہتے ہیں اور حزب اللہ والے کہتے ہیں کہ ہم درست ہیں دنیا میں تو ایسا کوئی دیکھا نہیں گیا۔ قادیانی جو ہندوستانی کذاب کو نبی کہتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہم سچے اسلام والے ہیں اور پرویز جس نے نبی اور نبی کی تمام احادیث کا انکار کیا ہے اور اسلام کو ایک تمسخر اور مذاق کا ذریعہ سمجھا ہے وہ بھی کہتا ہے کہ ہم اصل مسلمان ہیں۔ یہ جو حدیثیں بیان کرتے ہیں یہ تو ایسے ہی قصہ گو ہیں افسانہ طراز ہیں تو صراط مستقیم کہیں گم ہی نہ ہو جائے پتہ ہی نہ چلے کہ صراط مستقیم کیا ہے۔ میں یہاں بیان کرتا ہوں کہ ہم صراط مستقیم والے ہیں ایک وہاں بیان کرتا ہے کہ ہم صراط مستقیم والے ہیں اور درمیان میں مشرق اور مغرب کی مسافت ہوتی ہے۔ تو یہ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا کلام ہے یہ کوئی گپ شپ نہیں فوراً کہا" صراط الذین انعمت علیھم " راستہ ان لوگوں کا جن پر اللہ تعالیٰ نے پہلے انعام کیا ہے۔ بعد میں آنے والوں کا اعتبار نہیں جو پہلے ہوئے ہیں ان کا راستہ دین کا سیدھا راستہ ہے تو اس کے بعد اس کی تعیین فرمائی۔

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا

(سورۂ نساء آیت ۶۹، ۷۰)

چار اصناف ذکر فرمائے، چار جماعتیں بیان فرمائیں

(۱) انبیاء علیہم السلام کی جماعت

(۲) ان کی تصدیق کرنے والے صدیقین کی جماعت

(۳) ان کی صداقت پر جان دینے والے شہداء کی جماعت

(۴) اور ان کیساتھ عقیدے و عمل میں ہم آہنگی رکھنے والے صالحین کی جماعت۔

یہ اللہ کی شان ہے کہ

(۱) بڑی آسمانی کتابیں بھی چار ہیں

(۲) خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم بھی بڑے چار ہیں

(۳) فقہ کے مذاہب بھی چار ہیں

(۴) آئمہ کرام بھی چار ہیں

(۵) سلاسل اولیاء بھی چار ہیں

(۶) ملائکہ مقربین بھی چار ہیں۔

بعض لوگ، جو پہلے بھی اللہ کے یہاں راندہ درگاہ ہو چکے ہیں دھتکارے گئے ہیں وہ مذاہب اربعہ اور فقہ کا نام سنتے ہی خفا ہو جاتے ہیں الیوں کے خفا ہونے کی کوئی شرعی قیمت اور وزن نہیں ہے۔

دارالعلوم دیوبند

"كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ"

حق تعالیٰ شانہ نے سب سے بڑا احسان جن اور انس پر ایمان و اعمال
فرمایا کہ
کی ہدایت کی شکل میں فرمایا "بَلِ اللّٰهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ اَنْ هَدٰكُمْ لِلْاِيْمَانِ اِنْ كُنْتُ
صٰدِقِيْنَ "اور یہ احسان دو سرچشموں سے انسانیت کے لئے کمال روشنی اور معراج نجات
ہے ایک انبیاء علیہم السلام کی بعثت اور دوسرے وحی کا نزول" وَكَيْفَ تَكْفُرُوْنَ وَاَنْ
تُتْلٰى عَلَيْكُمْ اٰيٰتُ اللّٰهِ وَفِيْكُمْ رَسُوْلُهٗ "حق تعالیٰ شانہ نے ہر دور اور ہر زمانے
فیضان ہدایت کے لئے اپنے کامل بندے انبیاء علیہم السلام مبعوث فرماتے ہیں "وَلِكُ
قَوْمٍ هَادٍ "اور ارشاد فرمایا" وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ "اسی طرح حق تعالیٰ
نے صحائف اور کتب نازل فرمائے جو ہدایت کی کنجی تھی سب سے آخری پیغمبر ہمارے
جناب نبی کریم ﷺ ہیں اور آخری کتاب قرآن کریم ہے آنحضرت ﷺ پر نبوت کے کمال
تمام کر دیئے گئے۔

ادراک بختم است و کمال است بخاتم
عبرت بخواتیم کہ در دور اخیری

آنحضرت ﷺ کی کامل تربیت کے نتیجے میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمع

جماعت وجود میں آئی جن کا انتخاب خود حق تعالیٰ شانہ نے صحبت رسول ﷺ کے لئے کیا
"اولئک اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کانوا افضل ھذہ الامۃ ابرھا قلوبا
واعمقھا علما واقلھا تکلفا اختارھم اللہ لصحبۃ نبیہ" (مشکوۃ ج اص ۳۲)

صحابہؓ کے بعد تابعین اور ان کے بعد مجتہدین، فقہاء، واکثین اور حضرات محدثین اسلام کی زندہ تابندہ نشانیاں اور تکوینی طور پر حفاظت دین کے اسباب و عوامل ہوتے ہیں حتیٰ کہ دیار ہند میں دیگر کائنات کی طرح اسلام پہنچا اور یہ اشارہ تھا "ورفعنا لک ذکرک" کا۔

حتیٰ کہ ہندوستان کی طویل تاریکیوں میں اور گھمگیر بدعات میں حق تعالیٰ شانہ نے اولیاء ہند کے سرخیل شیخ احمد سرہندی المعروف مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اور امام الہند اور علماء کاملین کے سرتاج شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے لائق و فائق جانشین حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے پورے خاندان نے اشاعت علم حدیث کے ذریعے دین اسلام کی تبلیغ اور نشاۃ ثانیہ کے جو کارنامے انجام دیئے آسمان و زمین گواہ ہیں۔

انگریز کے تسلط کی وجہ سے صرف اسلامی حکومت ہی میں حرزال ہوئی بلکہ مسلمانوں کے عقائد اور اعمال میں بڑے بھیانک شگاف ڈالے گئے۔ سخت خطرہ تھا کہ عقیدہ توحید قبر پرستی کے موہوم اعمال میں گم ہو جائے۔ اتباع سنت کی عظیم دولت بزرگان دین کے ساتھ نام نہاد تعلق و محبت کے افراط و تفریط میں اپنی ضیاء پاشیوں سے دور ہو جائے۔ کہ حق تعالیٰ شانہ نے کامل علماء اور اکمل اولیاء کے دل و دماغ میں ایک ایسا ادارہ قائم کرنے کا منصوبہ ودیعت فرمایا جو علوم نبوت اور ولایت کا حسین امتزاج کے ساتھ مجاہدین کی صحیح اور کامیاب

فصل ... نے تھے۔ چنانچہ دار العلوم دیوبند نے قرآن کریم کی حفاظت میں تفسیر کے عنوان سے رطب و یابس اور قرآن کے محاسن و معارف سے دور اقوال کو دور کر کے حق تعالیٰ شانہ کی کتاب کی صحیح تفسیر و ترجمانی فرمائی۔ جس کی زندہ مثالیں ترجمہ و تفسیر شیخ الہند، اور تفسیر بیان القرآن اور معارف القرآن ہیں۔ علم حدیث میں جہاں امام اعظم امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک کی مضبوط دلائل اور براہین سے تائید و حمایت کر کے ان کے برمحل دفاع دینے کا فریضہ انجام دیا۔ وہاں غلط کار و احقوں اور خام علم کے تبصرہ نگاروں کے لکند و بات اور مزعومات کو رد کر کے جناب نبی کریم ﷺ کی احادیث مبارکہ کے وہ استدلالات اور استنباطات سامنے لائے گئے جس سے خود ہندوستان میں ایک بار پھر علم حدیث کے میادین گرم ہوئے اور امام العصر مولانا انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے درس حدیث نے سمرقند اور بخارا کی یاد تازہ کر دی۔ اس دینی خدمت اور اقدام کیساتھ جہاد کیلئے ایسے فعال اور سر بکف دستے آن موجود کر دئے جس کی آسمان کو ششوں سے اور ایمانی غیرت کی حرارت و تمازت سے انگریز کو اپنے ظلم و استبداد کی انتہا کر کے آخر کار ایک نا ایک دن ہندوستان سے بستر گول کر کے جانا پڑا ہمارے محترم انور صابری مرحوم نے بجا کہا ہے

دشمن کے کام آیا ہے اسی کا عزم فولادی
حسین احمد کے قدموں کا تصدق ہے یہ آزادی

چنانچہ انگریزوں سے ملک آزاد ہوا اور مسلمانوں کو علیحدہ تشخص قائم کرنے کیلئے ایک ملک نصیب ہوا اور اس ملک میں اس کے وجود و تخلیق کے اصل اغراض کیساتھ...

ہم آہنگ بنانے کیلئے دارالعلوم دیوبند کے فرزندوں نے اور اس کے تناور اشجار ثمر ور نے اور اس کے وفادار جرنیلوں نے علم و عمل کے میدان میں وہ خطوط قائم کئے کہ اگر مدارس دیکھے ہوں تو کراچی سے طورخم تک محدث زمانہ شارح ترمذی استاذنا المکرم حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق اکوڑہ خٹک رحمۃ اللہ علیہ کے کامیاب دریات دریا کی طرح موجزن نظر آئے۔ جس نے اپنی ہر فصل وقت پر بڑی کامیابی کیساتھ ملک وملت کے سامنے پیش کی اور جب سیاسی شعور کی نشوونما ہونے لگی تو شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ حافظ الحدیث مولانا عبداللہ درخواستی رحمۃ اللہ علیہ مجاہد اسلام مولانا غلام غوث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ اور محمود الملت والدین حضرت مولانا مفتی محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی سرسبز وشاداب جماعت جنہیں اللہ تعالیٰ نے علم وعمل کی سربلندیوں کیساتھ اپنی خصوصی نصرت ومہربانی سے نوازا تھا۔ یہ قوم کے اور ملت اسلامیہ کے وہ لعل وجواہر ہیں کہ جن کی نظیر واشباہ وشاہد ماضی میں بڑی مشکلوں سے ملیں گی۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

دیوبند ایک مسلمہ حقیقت ہے۔ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا حکیمانہ مقام ومنصب اور کثرت تصانیف کا ایک عظیم مقام، خطیب الہند اور مجاہد آزادی حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی سحر بیانی اور شیریں اور دلربا خطاب اور شرک وبدعت کے گھونسلوں کو فضا میں بکھیرنے کیلئے دارالعلوم دیوبند کا وفادار سپاہی شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان رحمۃ اللہ علیہ کی للکار اور خطابت اور بیان کی قوت

اور شرکت کے مظاہروں کا سپوت خطیب پاکستان مولانا ضیاء القاسمی رحمۃ اللہ علیہ اور اپنے کمال بیان اور دلنشین انداز کے فقر و درویشی کے سالار مولانا عبد الشکور دین پوری رحمۃ اللہ علیہ ہر باطل اور ہر فساد دین کو اس کے انجام تک پہنچانے والے امام اہلسنت ترجمان مسلک دیوبند محقق العصر شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صاحب صفدر رحمۃ اللہ اور ہر باطل کو اور بالخصوص منکرین فقہ اور احادیث کو عملاً سرنگوں کرنے والے فاتح مناظر حضرت مولانا محمد امین صاحب اوکاڑوی (رحمۃ اللہ علیہ) وغیرہ بے شمار فصل لالہ وگل ہیں جن کی داستانیں بڑی شیریں اور حقیقت سے لبریز ہیں۔ چنانچہ حق تعالیٰ شانہ نے میدان عمل میں دارالعلوم دیوبند کی ترجمانی کا شرف عظیم باپ کے فرزند ارجمند مولانا فضل الرحمٰن صاحب کو نصیب فرمایا۔ جن کی سیاسی بصیرت علم دین کا بروقت دفاع، دینی مدارس کی برمحل حمایت وحفاظت اور میدان کارزار میں ثابت قدمی کے موافق کے علاوہ مخالف بھی معترف ہیں۔

جمعہ اول وقت میں پڑھنا چاہیے

فرمایا کہ: نالائق خطیب جمعہ دیر سے پڑھتا ہے اور جو اہل علم میں سے ہو اور مسائل جانتا ہو وہ جمعہ اول وقت میں پڑھتا ہے کیونکہ فقہ حنفی کا یہ متفق مسئلہ ہے کہ عام طور پر جس وقت آپ ظہر پڑھتے ہیں جمعہ اس سے پہلے پڑھا جائے اور یہ جمعہ کو پیچھے دھکا دیتے ہیں الحمد للہ احسن العلوم میں جمعہ اول وقت میں پڑھایا جاتا ہے۔

مذہب کی مخالفت

فرمایا کہ : یاد رکھنا جو بغض اور تعصب کی وجہ سے مذہب کی مخالفت کرے وہ یہود کے طریقے پر ہے اور جو مذہب کی مخالفت جہالت اور لاعلمی کی وجہ سے کرے وہ مسیحیت کے طریقے پر ہے۔

فصول اکبری

فرمایا کہ : میرے نزدیک نحویات میں فصول اکبری سے بہتر کوئی کتاب نہیں ہے اور میری دانست میں اب تک فصول اکبری کی تقریباً اٹھارہ (۱۸) شروحات لکھی جا چکی ہیں۔

صحیح بخاری و گلستان

فرمایا کہ : میری نظر میں ان لوگوں کو بخاری نہیں پڑھائی جانی چاہیے جنہوں نے صحیح طرح سے گلستان نہیں پڑھی، کیونکہ عقل کی رتی بھی نہیں ہوتی ہے اور بخاری پڑھانے کے لئے بیٹھ جاتے ہیں۔ صحیح معنوں میں گلستان کے تین اساتذہ کا مجھ سے سن لو:

اول نمبر پر حضرت الاستاذ حضرت مولانا عبدالحنان صاحب دامت برکاتہم العالیہ جیسی گلستان کوئی نہیں پڑھا سکتا میں نے گلستان بھی حضرت سے پڑھی ہے حضرت ایک خاص

تشاہات پڑھایا کرتے تھے۔

دوسرے نمبر پر قاری مفتاح اللہ صاحب مدظلہ بھی قاریات میں بہت ماہر ہیں۔
اور تیسرے نمبر پر یہ عاجز و فقیر بھی گلستان کا بہترین استاد ہے اللہ کے فضل و کرم سے۔

جھوٹ

فرمایا کہ : طالب علمو! یاد رکھنا دنیا میں جھوٹ تین فرقوں سے چلا ہے۔ اول جاہل پیران طریقت دوسرے جاہل واعظ اور تیسرے جاہل تبلیغی۔ ان لوگوں کے پاس پتہ نہیں احادیث کی کون سی فیکٹری ہے جس کا ہمیں آج تک پتہ نہ چل سکا ان تینوں فرقوں پر دھکن رکھنا ضروری ہے۔

وتر و تراویح

فرمایا کہ : وتر کی نماز واجب ہے اور واجب کا درجہ فرضوں کے برابر ہے فقہ میں لکھا ہے

"حکمہ کحکم الفرض عملاً لا اعتقاداً"

اس لئے مسلمان کی نمازوں کا جب حساب ہوگا تو چھ نمازوں کا حساب ہوگا۔ پانچ فرائض ایک وتر واجب ، واجب مستقل نماز ہے اس لئے اس کا فدیہ ادا کرنا ہوگا۔ یہاں تک کہا گیا ہے عید بھی واجب ہے مگر " ھو دون من الوتر " وہ وتر سے کم درجے کی

نماز ہے اس میں سنیت زیادہ ہے اور اس میں فرضوں کا قرب زیادہ ہے قاعدہ کے مطابق
چاہیے تھا کہ فرضوں کے بعد پہلے وتر کی جماعت ہوتی اور پھر تراویح کی۔ لیکن شریعت نے
دیا نہیں لیا اس میں آئمہ دین کا اتفاق ہے کہ فرضوں کے بعد تراویح اور پھر وتر کیونکہ وتر
رات کی آخری نماز ہے اور یہ جو بیس رکعات تراویح ہے یہ آٹھ رکعات قیام اللیل ہے
سونے سے پہلے کے نوافل اور بارہ رکعات تہجد ہیں آنحضرت ﷺ نے ادا اور بعد میں
صحابہ کرام اور تابعین نے یہی سوچا کہ ویسے تو لوگ قیام اللیل پڑھیں یا نہ پڑھیں فرض نہیں
ہے لیکن رمضان المبارک میں ضرور پڑھیں تو اس کی جماعت کرلی گئی۔ سلف صالحین جب
دیکھتے کہ لوگ وتروں کے بعد قیام اللیل پڑھتے ہیں تہجد پڑھتے ہیں تو بہت خفا ہوتے تھے یہ
تراویح کی توہین کر رہا ہے کہ تراویح کی وجہ سے وتروں کی جماعت کو فضیلت ملی ہے سال بھر
تراویح نہیں ہے تو وتروں کی جماعت نہیں ہے۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا انور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی رمضان
المبارک کے علاوہ وتروں کی جماعت نہیں کرسکتے اجازت نہیں ہے۔ اس لئے فقہاء نے لکھا
ہے کہ ایک شخص جو سال بھر قیام اللیل کرتا ہو تہجد پڑھتا ہو تو وہ وتر جماعت سے چھوڑ دے اور
سحری کے بعد پڑھ لے لیکن لکھا ہے کہ اس کے لئے بھی یہ جائز ہے بہتر نہیں ہے اور وتروں
کی جماعت تراویح کی جماعت کے تابع ہے اگر خدانخواستہ کوئی شخص آیا اور اس کی بیس کی
بیس تراویح نکل گئی تو وہ وتر جماعت سے نہیں پڑھے گا اگر کسی کو تراویح کی بیسویں رکعت مل
جائے تو اسکے ساتھ ایک ملا کر مکمل کرلے اور وتر جماعت کے ساتھ پڑھ لے اور وتر کے بعد
اٹھارہ رکعات مکمل کرلے اجازت ہے۔ لیکن اگر کسی کو ایک رکعت بھی نہیں ملی تو وہ وتر ہرگز

جماعت کے ساتھ نہیں پڑھے گا۔ اگر کوئی شخص ایسا آیا کہ اس کے فرض رہ گئے تو وہ پہلے فرض پڑھے پھر تراویح مکمل کرے اور پھر وتر پڑھے اور اگر کسی نے فرض نہیں پڑھے ہیں تو وہ نہ تراویح پڑھے گا اور نہ وتر پڑھے گا۔

زندگی کے تین حصے

فرمایا کہ : زندگی قیمتی بنتی ہے عبادات سے اور بے قیمت ہوتی ہے گناہوں سے اور معاصی سے۔ زندگی کے تین حصے ہیں ایک بچپن شریعت میں بلوغ سے پہلے کی عمر بچپن کہلاتی ہے۔

یہ تربیت اور تعلیم کی عمر ہے اس میں گناہوں سے نفرت کرائی جاتی ہے اور نیکیوں کی طرف رغبت دلائی جاتی ہے۔ حدیث شریف میں اس طرح حکم آیا ہے کہ اپنی اولاد کو نیچے لاؤن پر لگاؤ جب یہ بلوغ تک پہنچے اور ذمہ دار بن جائے اور گناہوں اور معاصی کو قتل ہونے سے زیادہ خطرناک سمجھیں اگر آپ نے اس میں کمی کوتاہی کی تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے گرفت ہوگی اور ان کے گناہوں میں ماں باپ کو شریک سمجھا جائے گا۔

زندگی کا دوسرا حصہ پھر جوانی ہے جس میں شباب، شہوات اتنے عطا لے اور فسق و فجور کے ماحولیات برابر رہتے ہیں اگر ابتدائی تربیت علم میں کاملین کی صحبت باکمال عطا ہو تو اللہ تعالیٰ جوانی کی حفاظت فرما دیتا ہے اور اس جوانی کی عبادت اور اصلاح انبیاء کرام کی خصلت ہے۔ احادیث میں ہے کہ جب انسان جوانی سے صالح ہو تو ملائکہ اوپر سے دیکھ کر خوش ہوتے ہیں کہ دیکھو نبی نہیں ہے لیکن نبیوں کی طرح چل پھر رہا ہے۔

"تفتخر واعلیہ الملائکۃ"

اس پر فرشتے بھی فخر کرتے ہیں

تیسرا حصہ زندگی کا بڑھاپا ہے جس میں بس اب عمر آخر ہے بچپن گزرا جوانی گزری اس طرح بڑھاپا گزر جائے گا بڑھاپے کے بعد قبر ہے ڈنڈے سوتے ہیں اب تو کوئی چیز باقی نہیں ہے صحیح مسلم کے حدیث شریف میں ہے کہ۔

"ان اللہ تعالیٰ یستحی من شیبۃ المسلم"

بوڑھے کے سفید بالوں سے اللہ تعالیٰ کو حیا آتی ہے اور فرشتوں سے فرماتے ہیں کہ ذرا اس کا خیال رکھو کہ چند دن کا مہمان ہے بس آ رہا ہے۔ سوال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو سفید بالوں سے حیاء آتی ہے اور ملائکہ سے کہتے ہیں کہ اس کا خیال رکھو کیا بوڑھے کو بھی اپنے سفید بالوں سے حیاء آتی ہے؟ اس میں بھی تو کوئی شرم آنی چاہئے (۸۰) اسی سال کی عمر میں بھی داڑھیاں مونڈتے رہتے ہیں نانا اور دادا بن چکا ہوتا ہے اور داڑھیاں مونڈنے کا شوق برقرار رہتا ہے۔ تعجب کرتا ہوں اور بہت حیران ہوتا ہوں بوڑھوں کو دیکھو کہ اللہ تعالیٰ کو اس شخص پر کتنا رحم آتا ہے اس کو خود اپنے اوپر رحم نہیں آتا شیطان کا دل کا رہنا ہوا ہے اور شیطان کو اپنا ماسٹر بنایا ہوا ہے۔ سوچنا چاہیے اب تو آپ نانا اور دادا ہیں ایک خاندان اور عادات کا تور ہیں آپ ایک ذمہ داری کے مقام کو پہنچے ہوئے ہیں مجال ہے کہ داڑھی مونڈا آپ کے سامنے سے گزر جائے وہ حیاء کریں گے ادب کریں گے ہمارے بڑے ہیں اور ہم بھی کوتاہی کر رہے ہیں اور عجیب بات ہے آپ خود اس کام میں لگے ہوئے ہیں۔

بڑھاپے کے بارے میں تین قول ہیں ایک تو یہ کہ چالیس سال کے بعد بڑھاپے

ہے۔ دوسرا قول یہ کہ ساٹھ سال کے بعد بڑھاپا ہے اور تیسرا قول یہ ہے کہ ستر سال کے بعد بڑھاپا ہے یعنی حرم اور حرم کے معنی آدھا حرم یہاں اور آدھا قبر میں جسے ہمارے بولی میں کہتے ہیں ٹانگیں قبر میں لگی ہوئی ہیں۔

تو میرے بزرگو گناہوں اور معاصی سے نفرت ہونا چاہیے اور گناہوں کا ساتھ بھی ختم کر دینا چاہیے بڑھاپا ایک رحمت ہے اللہ تعالیٰ کے یہاں ایک مقام رکھتا ہے حدیث میں ہے آپ ﷺ چل رہے تھے راستے میں ایک بوڑھا یہودی تھا آپ ﷺ رک گئے یہاں تک کہ جب وہ چلا گیا تو آپ ﷺ روانہ ہوگئے صحابہ نے پوچھا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں اسے کہتا کہ آگے چلو یہ نبوت کے آداب کے خلاف ہے کہ میں ایک یہودی کا احترام کروں اور وہ ایک سفید داڑھی والا ہے وہ پیچھے ہو اور میں آگے ہوں مجھے شرم آتی ہے۔ یہاں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو بھی بوڑھوں کے سفید بالوں سے حیا آتی ہے۔ یہ تو داڑھی میں سفید بال ہیں یہ نور ہیں انبیاء میں سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام کی داڑھی میں سفید بال آیا تو اللہ تعالیٰ سے پوچھا "ما ھذا" "یہ کیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے جواب دیا "نور و وفی روایۃ فضلی "میرا نور ہے یا فضل حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا" اللھم زد" کہ جب آپ کا نور ہے اور فضل ہے تو ان کو بڑھا تو حضرت کے تمام بال سفید ہوگئے۔

امر بالمعروف و نہی عن المنکر

فرمایا کہ : اسلام کے ضروری اور اہم مسائل میں سے ایک مسئلہ امر بالمعروف

نہی عن المنکر ہے جن کاموں کو دین کہتے ہیں ان کا کہنا اور جن چیزوں کو دین نہیں جانتا اور
دین منع کرتا ہے ان سے اوروں کو روکنا یہ منصب شریعت کا ہے اور انبیاء علیہ السلام اس پر قائم
تھے اور امت محمدیہ کو خاص شان سے اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے اس کے تین درجے ہیں۔

اول قوت نافذہ جیسے سلطان اور ملک کے حکمرانوں کو جو اختیارات حاصل ہیں انھیں
استعمال کریں اور لوگوں کو معروفات اور دین کا پابند بنائیں منکرات اور مناہی سے انھیں
روکیں۔

دوسرا منصب اہل علم کا ہے جو دلائل اور براہین سے عوام الناس کو دینیات سمجھائیں اور
برائیوں سے لوگوں کو روکیں۔

تیسرا منصب عام لوگوں کا ہے کہ وہ مقدور بھر کوشش کریں جہاں وہ موثر ہو جیسے باپ
بیٹوں پر ماں بیٹیوں پر ایک شخص اپنے محلے پر اپنے کاروبار میں۔ ہر انتظام میں اس کا ایک اثر و
رسوخ ہے اور کچھ لوگ ہیں جو ان کی بات سنتے ہیں اور ان کی بات پر عمل کرتے ہیں ایسے
لوگوں کو بھی اپنے حلقۂ احباب میں اپنے لوگوں کو حق سے آگاہ کرنا چاہیے اور انھیں برائیوں
سے روکنا چاہیے۔

چند راتوں میں ختم قرآن کی ممانعت

فرمایا کہ : بعض جگہ دیکھنے میں آیا ہے کہ چند راتوں میں قرآن کریم ختم کر لیتے
ہیں اور پس پھر تراویح معاف ہو گئی یہ شیطان کا حملہ ہے اور نفس کی شرارت ہے مبارک مہینے

میں بدبختی کی نشانی ہے۔

دو سنتیں مستقل ہیں ایک قرآن کریم تراویح میں سننا، اب یہ سننا پچیس (۲۵) میں
ہو یا ستائیس (۲۷) میں ہو یا انتیس (۲۹) میں ہو اختیار ہے اور دوسری رمضان کی تم
راتوں میں بیس رکعات تراویح پڑھنا یہ مستقل سنت ہے۔

رمضان شریف کے بارے میں حدیث میں ہے کہ رمضان شریف میں مومن
رزق بڑھتا ہے اور عبادت بھی بجائے اس کے کہ رمضان کی تمام راتوں کی بیس
تراویح پڑھنے کے بجائے دو چار راتوں کی تراویح پڑھ کر معاف ہو گیا۔ اس کی بدبختی ہو
اب گھر بیٹھا رہتا ہے کہ جی ختم ہو گیا بہت نامناسب بات ہے اس سے ان لوگوں کو
نصیحت لینا چاہئے جو رمضان شریف میں خناسوں کی ڈیوٹی بجالاتے ہیں اور لوگوں کو آ
رکعات اور بارہ رکعات کی فضول باتیں کرتے ہیں۔ حرمین شریفین جمہور صحابہ آئمہ
اور سلاسل اولیاء اور محدثین کی خلاف ورزی کر کے اللہ کے عذاب کو مول لیتے ہیں ا
محترم مہینے میں ایسے خناسوں سے بچنا بہت ضروری ہے جو دین اور اہل دین کے خلا
وساوس پیدا کرتے ہیں۔

مسائل کا بیان

فرمایا کہ: یہ جو اکثر پتہ چلتا ہے کہ لوگوں کی امام کے ساتھ لڑائی ہو گئی یا اختلا
پیدا ہو گئے اس کی بنیادی وجہ امام کی کمزوری ہوتی ہے اور بے احتیاطی۔ کیونکہ آج کل آئمہ

پر بیٹھ کر قصے کہانیاں سناتے ہیں مسائل بالکل بیان نہیں کرتے۔ اگر یہ لوگوں کو مسائل بیان کریں تو لوگ ان کے شاگرد بن جائیں گے پھر شاگرد کبھی بھی استاد سے لڑتا نہیں اور نہ ہی اس کی بے ادبی کرتا ہے۔ یاد رکھیں جس جگہ بھی امام بے عزت ہوتا ہے اس میں زیادہ تر ذمہ دار وہ خود ہوتا ہے۔

مؤحد اور مشرک میں فرق

فرمایا کہ : فرق یہی موحد اور مشرک اور بدعتی میں یہ یاد رکھیں کہ موحد کی نظر میں اللہ تعالیٰ کی رحمتوں پر اور نبی کریم ﷺ کے کمال نبوت پر ہوتی ہیں اس لئے وہ شرکیہ عقیدے میں اور بدعتی نظریے میں اور عمل میں سنت کے خلاف برداشت نہیں کرتا اس کے برعکس مشرک اور بدعتی وہ اللہ تعالیٰ کا منکر ہو چکا ہوتا ہے اور نبی کریم ﷺ سے غافل ہو چکا ہوتا ہے اور اس کو یہ خیال ہوتا ہے کہ اگر ہم نے اس شرک و بدعت سے توبہ کی ہمارا سارا کارخانہ رک جائے گا۔ اس لئے اسے دنیا اور آخرت دونوں میں نقصان ہوگا۔

زکواۃ علی الحساب فرض ہے

فرمایا کہ : شذرۃ میں دس بارہ معجزات کے حوالے سے روایت درج ہے

"ما تلف مال فی بر ولا بحر الا بمنع الزکوٰۃ"

جہاں بھی مالی تکالیف پیش آتی ہیں وہاں ضرور زکوۃ کی ادائیگی میں کوتاہی ہو چکی

ہوتی ہے زکوۃ کا ایک قاعدہ یاد رکھو کہ زکوۃ اندازے سے ادا کرنے میں فقہا کا اتفاق ہے کہ ادا نہیں ہوتی صرف ایک صورت میں ہوتی ہے کہ سارا مال یا نصف سے زیادہ دیں حدیث میں فرمایا کہ

" واحفظوا اموالکم بالزکواۃ "

مال کو بچاؤ زکوۃ کے ذریعے زکواۃ مکمل اور صحیح وقت پر ادا کرو۔

" وردو البلایا بالدعواۃ "

اور بلاؤں کو رد کرو دعائیں مانگ کر۔

" واشفعوا مرضکم بالصدقات "

اور اپنے بیماروں کو شفا صدقات کے ذریعے پہنچاؤ۔

آغا خان لے جانے سے شفا نہیں ہوگی یاد رکھنا یہ بات پہلے بھی کہی ہے اور پھر کہتا ہوں تاکہ یہ منبر اور محراب گواہ رہیں کہ آغا خان اور مرزا غلام احمد میں کوئی فرق نہیں دونوں ایک جیسے کافر ہیں۔

اعمال کی اہمیت

فرمایا کہ: اعمال ایمان کی بقاء کے لئے ہوتے ہیں۔ جیسے آپ ایک پودا لگاتے ہیں تو اس کی خوب دیکھ بھال کرتے ہیں، وقت وقت پر پانی دیتے ہیں مٹی بدلتے ہیں اور اس کے پتے صاف کرتے ہیں اسی طرح ایمان کی بقاء اور اس کی قوت کو بڑھانے کے لئے اعمال

کرنے کا حکم دیا گیا ہے" اعملوا صالحا" نیک اعمال کرو تا کہ ایمان اور زیادہ قوی ہو جائے

ناپسندیدگی کی اقسام

فرمایا کہ : ناپسندیدگی دو اعتبار سے ہوتی ہے ایک شرعی ناپسندیدگی یعنی جسے شریعت ناپسند کرے اس کا بیان کرنا ضروری ہے۔ دوسری ہے طبعی ناپسندیدگی اس کا پردہ ضروری ہے یعنی سب کے سامنے اپنی ناپسندیدگی کا اظہار نہ کیا جائے۔

صغیرہ گناہ اور کبیرہ گناہ

فرمایا کہ : عذاب قبر کا تعلق صغیرہ گناہوں سے ہے اور جہنم کے عذاب کا تعلق کبیرہ گناہوں سے ہے۔

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ

فرمایا کہ : حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ ان صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے ہیں جنہوں نے جناب نبی کریم ﷺ کی کسی بھی مجلس اور غزوہ نہیں چھوڑی۔

ان کا انتقال ۳۴ھ میں ہوا۔

نبوت اور شہادت

فرمایا کہ : دنیا میں صرف دو درجات ہیں ایک نبوت اور دوسرا شہادت نبوت تو خاتم النبیین نبی کریم ﷺ پر تمام ہوگئی ہے اب کسی کو نہیں مل سکتی مگر شہادت انسان کو حاصل ہو سکتی ہے۔

خوف

فرمایا کہ : ایک سینے میں دو خوف جمع نہیں ہو سکتے۔ جس دل میں اللہ کا خوف ہو وہ مخلوق سے نہیں ڈرے گا اور جو اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرے گا وہ مخلوق سے ہر وقت خوفزدہ رہے گا اسی طرح ایک سینے میں دو عقائد بھی جمع نہیں ہو سکتے۔ یا تو انسان کو پکی توحید پر رہنا ہوگا یا پھر مکمل طور پر توحید سے ہٹ کر۔

عورت

فرمایا کہ : اکثر انبیاء کرام کو عورتوں کی وجہ سے پریشانی کا سامنا کرنا پڑا۔
حضرت آدم علیہ السلام حضرت حوا کی وجہ سے جنت سے زمین پر اتارے گئے۔
حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت لوط علیہ السلام کی بیویاں نافرمان تھیں۔
حضرت موسیٰ علیہ السلام پر قارون کے کہنے سے ایک عورت نے زنا کا الزام لگایا تھا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام بلقیس کی وجہ سے پریشان ہوئے۔

حضرت داؤد علیہ السلام اوریا کی وجہ سے پریشانی میں مبتلا ہوئے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر حضرت مریم رضی اللہ عنہا کی وجہ سے تہمت لگی۔

حضرت یوسف علیہ السلام زلیخا کی وجہ سے پریشان ہوئے اور جیل جانا پڑا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت ہاجرہ کو جنگل میں چھوڑ کر روانہ ہوئے اور ان کی فکر میں پریشان رہے۔

آنحضرت ﷺ واقعہ افک میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی وجہ سے پریشان ہوئے اور واقعہ مغافیر میں بھی حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی وجہ سے پریشان ہوئے۔

استغفار

فرمایا کہ : کلمہ شہادت اور کلمہ اسلام کے بعد استغفار ہر مومن مسلمان کے لئے ضروری ہے اور اسے استغفار میں ہر وقت منہمک ہونا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے کہ استغفار خوب کرو اور اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں یہ بھی فرمایا ہے کہ ان لوگوں پر عذاب نہ آنے کی دو وجہیں ہیں ایک آپ ﷺ کا وجود مسعود ہے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ استغفار کرتے ہیں حافظ ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے

"کان فیھم امانان النبی صلی اللہ علیہ وسلم و الاستغفار"

حضرت ﷺ کے زمانے میں عذاب سے بچنے کے لئے دو امن تھے "فذھب

النبی صلی اللہ علیہ وسلم " ان میں سے ایک تو اٹھالیا گیا یعنی حضرت ﷺ دنیا سے تشریف لے گئے " وبقی الاستغفار " اور دوسرا باقی ہے یعنی کثرت سے استغفار

(ابن کثیر ج ۲ ص ۳۱۲)

" وما کان اللہ لیعذبھم وانت فیھم "

اللہ تعالیٰ ان کو عذاب نہیں دے گا کیونکہ آپ تشریف فرما ہیں

" وما کان اللہ معذبھم وھم یستغفرون "

اور اللہ تعالیٰ اس لئے بھی ان کو عذاب نہیں دے گا کیونکہ یہ لوگ استغفار کرتے ہیں

" فقلت استغفروا ربکم "

نوح علیہ السلام کہتے ہیں کہ میں نے ان سے کہا کہ خوب استغفار کرو " انہ کان غفارا " اللہ تعالیٰ معاف فرمانے والے ہیں سب سے بڑی بات ہے جتنے گناہ خطایات بشریات ہیں ان کو اللہ تعالیٰ معاف فرمانے والا ہے

" یرسل السماء علیکم مدرارا "

جب گناہ معاف ہو جائے تو پھر اللہ تعالیٰ کے یہاں کسی چیز کی کمی نہیں ہے احسانات نعمتوں کی مہربانی کی آبادی کی بارشیں برسادیں گے

" ویمددکم باموال وبنین "

اور وہ تمہاری مدد کریگا مال اور بیٹے دیکر۔ دولت اور بیٹے کے حصول کا ذریعہ بھی استغفار ہے۔ علماء لکھتے ہیں کہ کثرت سے استغفار کیا جائے تو کسی قسم کے وظیفے کی ضرورت نہیں ہے کسی نقش تعویذ کی ضرورت ہی نہیں ہے خوب استغفار کیا کرو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

کہ میں مال اور بیٹے دوں گا

"ویجعل لکم جنت ویجعل لکم انھرا"

جنت دیدوں گا اور نہریں چلا دوں گا خیر و برکت کی

"مالکم لا ترجون للہ وقارا"

تمہیں کیا ہوا کہ تم ان سب کاموں کا اللہ سے ہونے کا یقین نہیں رکھتے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے شیطان کو اختیار دیدیا اور اس کو مہلت دیدی اور پھر وہ تو جسم لطیف ہے انسانی خون میں سرایت کر سکتا ہے تو اس نے کہا کہ مجھ سے کون بچے گا میں نیکی کے راستے سے لوگوں کو بہکاؤں گا اور بدعات کرواؤں گا قسم قسم کے گناہوں میں ان کو ڈالدوں گا اور اس نے اپنے تدابیر بتائیں کہ میں ایسی ایسی سازشیں کروں گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تجھے پتہ نہیں ہے کہ میں نے ایک کلمہ ایسا بنایا ہے کہ جب وہ اسے پڑھیں گے تو میں ان کے تمام گناہوں کو معاف کردوں گا چاہے وہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں یا ریگستان کی ریت کے برابر ہوں اور وہ کلمہ ہے، استغفر اللہ ربی، استغفر اللہ الذی لا الہ الاھو الحی القیوم واتوب الیہ، استغفر اللہ ربی من کل ذنب واتوب الیہ اور سید الاستغفار تو سب سے بڑا استغفار ہے اور میں نے کتابوں میں دیکھا ہے کہ اگر ۱۰۰ بار سید الاستغفار پڑھا جائے تو یہ سوا لاکھ کے برابر ہوتا ہے استغفار کی کثرت اور مداومت ہو تو ان شاء اللہ دونوں جہانوں کیلئے سرخروئی اور کامیابی کا باعث بنے گا۔

بیس رکعات تراویح

فرمایا کہ: رمضان شریف کی سب سے بڑی سنت تمیں روزوں کے ساتھ تمیں
روز تک بیس تراویح پڑھنا ہے۔ ہر رات کی تراویح پڑھنا خواہ وہ جماعت سے ہو یا تنہا
ہو چھوٹی ہو بڑی ہو بیس رکعات تراویح رمضان شریف کی ہر رات میں پڑھ لینا ہر مسلمان
کے لئے سنت مؤکدہ اور وجوب کے درجے میں ہے اور پورے مہینے میں یا ایک رات میں
یا ۲۷، ۲۸ راتوں میں یا تمیں راتوں میں ختم مستحب، دوسری سنت ہے دس اور پانچ راتوں کے
تراویح پڑھنے والوں نے ایک سنت اپنائی ہے اور وہ ہے پورا قرآن مجید سننا اور بڑی سنت
جو رمضان شریف کا اصل اعزاز اور امتیاز ہے ہر دن کی بیس رکعات تراویح وہ اس سے
چھوٹ گئی ہے۔ سوایسے حضرات کی خدمت میں عرض ہے کہ جو دس دن کی تراویح پڑھ لیں
تو وہ آسان تراویح میں اپنے علاقے میں یا پھر کسی بھی تراویح میں بدستور شریک ہوتے
رہیں صرف اس پر اکتفا کرنا کہ میں نے پانچ یا دس راتوں کا ختم سن لیا اور پھر تراویح
چھوڑ دینا بہت بڑی اور محرومی اور بدنصیبی ہے اور اس مبارک مہینے میں تراویح کی نماز
چھوڑنے کی اجازت کسی مسلمان کو نہیں۔

فقہاء کرام نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ اگر اگلے دن سفر درپیش ہے یا بیماری وغیرہ
لاحق ہے اور روزہ نہیں رکھ سکتا تب بھی تراویح بدستور سنت مؤکدہ ہے ضروری ہے اس سے
چھوٹ نہیں ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ اگر کوئی بڑی تراویح نہیں پڑھ سکتا تو چھوٹی سورتوں کے
اپنی تراویح پڑھے اگر کھڑے ہو کر نہیں پڑھ سکتے تو بیٹھ جائے ٹیک لگا کر پڑھیں لیکن

رکعات تراویح صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، تابعینؒ کی سنت ہے اور یہی جناب نبی کریم ﷺ کی سنت ہے اور اس پر اجماع امت ہے اور، چودہ سو سال سے مسلمانوں کا عمل چلا آیا ہے اس کو اپنانا اور اس کا احترام بہت ضروری ہے۔

رُکن میں امام سے آگے ہونے کی ممانعت

فرمایا کہ : اکثر دیکھنے میں آتا ہے کہ بعض حضرات امام سے آگے ہو جاتے ہیں خاص کر سجدے میں وہ اللہ اکبر کہتے ہوئے اطمینان سے جاتا ہے اور یہ ایسا تیز جاتا ہے کہ کوئی حد نہیں یہ حدیث اور فقہ کی سراسر خلاف ہے حدیث شریف میں ہے کہ "انما جعل الامام لیئتم به" امام اس لئے مقرر کیا گیا ہے کہ تم اس کے پیچھے پیچھے چلو اور فرمایا جو لوگ امام سے آگے نکلتے ہیں وہ اللہ سے ڈریں اور سیدھے ہو جائیں "الایجعل اللہ راسہم راس الحمار"۔ اللہ ان کے سروں کو گدھوں کا سر بنادیگا یعنی یہ کام ہی کم عقلی کا ہے اگر دماغ ہو تو امام سے آگے کیوں نکلے۔ بہت سارے آئمہ اور فقہاء کے یہاں امام سے نماز میں آگے ہونے والے کی نماز ختم اور کالعدم ہو جاتی ہے۔

زلازل اور فتن

فرمایا کہ : اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں کئی مقامات پر فرماتے ہیں۔ میں ان لوگوں کو اس لئے پکڑتا ہوں اور جھٹکے دیتا ہوں تا کہ یہ مانیں کہ میں انہیں ہر طرح پکڑ سکتا ہوں اور سزا دے سکتا

ہوں "ذٰلِکَ یُخَوِّفُ اللّٰہُ بِہٖ عِبَادَہٗ" اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو خوب ڈراتا جانتے ہیں

اوست سلطان ہر کہ خواہد آں کند

عالمے را در دمے ویراں کند

ایسا بادشاہ ہے جو چاہے وہ کر سکتا ہے۔ پورے عالم کو پلک جھپکنے میں ختم کر سکتا ہے حدیث شریف میں ہے قرب قیامت زلازل بہت ہوں گے کبھی ایک جگہ کی خبر سنیں گے اور کبھی دوسرے جگہ کی هنا لک زلازل والفتن

زلزلے اور فتنے بہن بھائی ہیں عقائد کا فتنہ اعمال کا فتنہ مقدس مہینے میں دیکھنے میں آتا ہے ایک گھر کے دس افراد ہوتے ہیں دو یا تین روزے سے ہوتے ہیں اور اگر کسی نے مکمل روزے رکھے تو وہ بہت بڑا بادشاہ سمجھا جاتا ہے۔ مقدس مہینے میں فرض اعمال کی جب ایسی بے حرمتی کی جائے تو دن بھی بے چینی کا ہوتا ہے اور رات بھی بے چینی کی۔ کوئی شک نہیں ہے کہ مومن کی حیثیت سے ڈرنا چاہیے لیکن زلزلے سے کم اور انجام سے زیادہ صرف ایک زلزلہ نہیں ہے کہ زمین ہل جائے مکانات گر جائیں یہ جو فرائض قطع ہو رہے ہیں اور ذبح کیے جا رہے ہیں یہ بھی کسی زلزلے سے کم نہیں۔ ایک حدیث میں ہے کہ سنت کو ختم کرنا ایسا ہے جیسے نبی کو قتل کرنا۔ مسلمانوں کو فرائض کی تاکید دل و جان سے اپنانے کا عزم کرنا چاہیے جو سنتوں کے تبع ہیں وہ اہم اہم سنتیں اپنائیں۔ ہر عاقل اور بالغ کو خوب سمجھنا چاہیے کہ سر سے پاؤں تک اس میں سنت کی کتنی کمی ہے اور اس کے گھر میں حدود شرع کتنی ٹوٹ رہی ہیں اور اس سے روزانہ کتنی کوتاہیاں اور بے احتیاطیاں سرزد ہوتی ہیں۔

یٰۤاَیُّہَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمْ اے لوگو اللہ سے ڈرو

"إِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيمٌ" قیامت کے زلزلے بہت سخت ہوتے

"يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّا أَرْضَعَتْ"

اس کو دیکھ کر دودھ پلانے والی ماں بچے کو دور پھینک دے گی

"وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا"

اور حاملہ عورت اپنے حمل کو گرا دے گی "وَتَرَى النَّاسَ سُكَارَى" اور آپ دیکھیں گے کہ لوگ بے خودی میں ہیں نشے میں ہیں" وَمَا هُمْ بِسُكَارَى" کوئی نشے میں نہیں ہے

"وَلَكِنَّ عَذَابَ اللَّهِ شَدِيدٌ"

اللہ تعالیٰ کا عذاب بہت سخت ہوگا

"وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُجَادِلُ فِي اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ"

لوگ کیسی ناحق باتیں کرتے ہیں خدا سے لڑ رہے ہیں

"وَيَتَّبِعُ كُلَّ شَيْطَانٍ مَرِيدٍ"

اور دین کو چھوڑ کر سرکش شیطان کا اتباع کرتے ہیں

"كُتِبَ عَلَيْهِ أَنَّهُ مَنْ تَوَلَّاهُ"

اللہ نے فیصلہ کیا ہے کہ جو شیطان سے دوستی رکھے گا" فَأَنَّهُ يُضِلُّهُ" وہ اس کو بھٹکائے گا" وَيَهْدِيهِ إِلَى عَذَابِ السَّعِيرِ" اور جلانے والے عذاب تک پہنچا کر چھوڑے گا۔

ننگے سر نماز پڑھنے کی ممانعت

فرمایا کہ : ہمیں صرف نماز نہیں پہنچی ہے نماز پورے آداب کے ساتھ پہنچی ہے۔ اس کے لئے اذان ہے مسجد ہے جماعت ہے تکبیر ہے یہ سب نماز کے آداب ہیں۔

صرف نماز ایک نماز ہی نہیں ہے بلکہ اس کے ساتھ نمازی کی تمام ہیئات کو درست کرنا
جیسے جسم پر کپڑوں کا ہونا ضروری ہے اسی طرح پائینچے ٹخنوں سے اوپر رہنا مرد کیلئے ضرو
ہے خاتون کے پائینچے ٹخنوں پر ہونا ضروری ہے خاتون کا سر اور سینہ دوپٹے میں ڈھکا
ضروری ہے ایسا ڈھکا ہونا کہ اس کے جسم کا ابھار تک نظر نہ آئے ورنہ نماز نہیں ہوگی۔ مرد
سر پر ٹوپی یا عمامہ ہونا ضروری ہے۔ جناب نبی کریم ﷺ نے حج عمرے کے علاوہ جس
سر ڈھکنا منع ہے حالت احرام میں کبھی بھی ننگے سر نماز نہیں پڑھی بلکہ ننگے سر آپ
دیکھے نہیں گئے ہیں۔ بازار میں منڈی میں اندر باہر حضرت کے سر پر ہر وقت ٹوپی
عمامہ ہوتا تھا۔ امام بخاریؒ نے اور دیگر آئمہ کرامؒ نے کتاب اللباس میں اور کتاب الص
میں باب العمائم قائم کئے ہیں۔ حضرت کی کئی قسم کی پگڑیاں تھیں ابن قیم نے
المعاد میں لکھا ہے کہ حضرت ٹوپی میں بھی ہوتے تھے اور نمازوں میں حضرت کے
مبارک پر عمامہ ہوتا تھا۔ بہت نامناسب بات ہے کہ مسلمان ننگے سر نماز کے عادی ہو
جا رہے ہیں اہل علم کا بھی فریضہ ہے کہ وقتاً فوقتاً لوگوں کو آگاہ کرتے رہیں لیکن مومن
کو چاہئے کہ وہ نیک خصلتیں اپنائیں اور اس قسم کی مذہبی آزادی سے توبہ کریں ورنہ
بدن پریشانیاں بڑھتی رہیں گی۔

اپنی ٹوپی ہونا تو بہتر اور افضل ہے لیکن بوقت ضرورت مسجد میں رکھی ہوئی
پہن کر نماز پڑھنا ننگے سر نماز پڑھنے سے ہزار درجہ افضل ہے۔ ان ٹوپیوں کے سلسلے
جو مسائل بیان ہوئے ہیں وہ غلط اور بے بنیاد ہیں۔ مسجد میں رکھی ہوئی ٹوپیاں ہر ا
سے قابل استعمال ہیں۔

استخارے کا طریقہ

جناب نبی کریم ﷺ نے حدیث میں فرمایا ہے کہ اگر تم میں سے کسی کو دین دنیا کی مشکل پیش آئے اور اسے راہ نجات سمجھنے کے لئے اطمینان قلب حاصل کرنا ہو "فلیصلی رکعتین" اسے چاہئے کہ نماز پڑھے، "ثم یستخر اللہ" پھر اللہ تعالیٰ سے خیر طلب کرے اور اس کو نماز استخارہ کہتے ہیں کہ آدمی فرصت کی گھڑیوں میں جب بالکل یکسو ہو بیٹھا ہو تو وہ اطمینان سے دو رکعت پڑھ لے اور استخارے کی دعا مانگے

اللھم ان کنت تعلم وانا لا اعلم ان کان فی ھذا الامر لخیر لی

فی عاجلی و اجلی فیسرہ لی و اخرہ لی و خیرہ لی

اے اللہ یہ معاملہ جو میں کرنا چاہتا ہوں اگر اس میں میرے لئے خیر ہے اب یا پھر بھی، آپ جانتے ہیں اور میں نہیں جانتا، آپ قدرتوں کے مالک ہیں اور میں عاجز ہوں، بے بس ہوں میرے لئے آسانی فرمائیں اور مجھے اس کی طرف مائل فرمائیں اور اگر اس میں پریشانی اور دقت ہو تو مجھ سے ہٹا اور مجھے اس سے ہٹا۔ اس میں اب چند باتیں سمجھنے کی ہیں

پہلی بات تو یہ کہ استخارہ ہر آدمی خود کرے گا، کوئی کسی کے لئے استخارہ نہیں کرسکتا۔ یہ روافض کی طرف سے پروپیگنڈہ ہوا ہے اور ہمارے دوکاندار بھی اس سے متاثر ہیں اور استخارے کی دوکانیں لگائی ہیں کہ ایک منٹ کا استخارہ اور دو منٹ کا استخارہ۔ شاہ اسماعیل

شہید رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ اس طرح کی باتیں کرنا کفر ہے۔ یہ ادعائے غیب ہے
غیب کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے۔

دوسری بات یہ کہ استخارے کا مطلب ہے اللہ تعالیٰ سے خیر مانگنا، استخارہ نہیں
بے جنگ اخبار میں سوالات کے جوابات مولانا محمد یوسف لدھیانوی مرحوم کے بعد ا
دوست لکھتے ہیں بعض باتیں کمزور لکھتے ہیں پہلے یہ پتہ کریں کہ استخارہ کا معنی کیا ہے؟ ا
معنی اللہ تعالیٰ سے خیر مانگنا، اس کا معنی مشورہ کرنا ہرگز ہرگز کسی بھی عنوان سے نہیں ہے

تیسری بات یہ کہ جو کام شرعاً معلوم ہے اور بہتر ہے اس کام کے لئے استخ
نہیں ہے اور جو بالکل ناجائز ہے اور اس کا غلط اور مکروہ ہونا واضح ہے اس کے لئے بھی استخ
نہیں کر سکتے ہیں۔ ایسا نہیں کہ آپ استخارہ کریں کہ میں تراویح پڑھوں یا نہیں استخارہ ای
امور میں ہے جن کی عاقبت ہم پر واضح نہ ہو، کیونکہ عاقبت معلوم ہونا ضروری ہے کیونکہ آ
چلیں، ہم پیچھے نہیں ہٹ سکیں گے اور نقصان اٹھائیں گے۔ جو امور شرعاً معلوم ہیں ک
کرنے کے ہیں ان کے لئے استخارہ کرنا گناہ کبیرہ ہے اور جو کام بالکل خلاف شرع ہے ا
قبیح ہے ان میں بھی خیر ڈھونڈنا جرم اور حدود شرع توڑنا ہے۔ ایسے امور جن میں انسان
کرنے اور نہ کرنے کا اختیار ہو اس میں ایک سمت متعین کرنا چاہتا ہے اس کے لئے ا
تعالیٰ سے خیر طلب کرے۔ وہ کلمات پڑھیں پھر دعا کریں، عربی میں دعا مانگنا بہتر
اور اپنی زبان میں دعا بھی مانگی جا سکتی ہے۔ وہ الفاظ جو میں نے اوپر ذکر کئے ہیں،
جا سکتے ہیں۔ تجربہ یہ ہے کہ اس طرح کرنے سے یہ مناظر دیکھنے میں آتے ہیں۔ اچھے
خوشگوار مناظر مثبت اور ہاں سمجھے جاتے ہیں، غلط اور ڈراؤنے مناظر اور کام کا عدم ثبوت

کام کے ذکر نے کا اشارہ سمجھے جاتے ہیں۔ ابن المبارکؒ نے کہا ہے کہ "اللہ تعالیٰ عوام کی تسلی کے لئے ایسے نظارے دکھا دیتے ہیں" شرعاً استخارے کے بعد اگر وہ کام ہو گیا، اور آپ نے ارادہ کر لیا تو وہ بابرکت استخارہ ہے اور اگر آپ پیچھے ہٹ گئے اس کام سے تو یہ بھی استخارے کی وجہ سے ہوا ہے شریعت میں اچھے برے مناظر دیکھنے کی کوئی حقیقت نہیں۔

نظام الوہیت

فرمایا کہ :   حدیث میں ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ سارے جہاں کے لوگوں کو ہلاک کر دے تو یہ اس کا عدل ہی ہوگا ظلم نہیں ہوگا اور اگر دنیا بھر کے گناہگاروں کو مجرموں کو معاف کر دے تو یہ اس کا فضل ہوگا۔ اس کا نظام الوہیت عدل اور فضل کے درمیان ہے اس میں ظلم و زیادتی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ اس ساری کائنات پر ان کی سگی ماں سے ستر (۷۰) گنا زیادہ رحم اور کرم والا ہے۔ بندوں کے ساتھ اس کا معاملہ اکثر عبرت اور سبق کا ہوتا ہے ایک کو سزا دیکر لاکھوں کروڑوں انسانوں کو اس سے سیدھا کر دیتے ہیں۔ ایک تو یہ بات ذہن میں رہے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ انتظام عدل اور فضل پر مبنی ہے۔ دوسرا یہ کہ ایک انسان خود جتنی بھی نیکی کرے اس کو کم سمجھے اور جتنا بھی احسان اور تعاون کرے اسے یہی سمجھے کہ مجھ پر اس سے زیادہ ضروری تھا۔ اپنے اعمال میں اعتراف تقصیر کمال عبدیت ہے کامل بندہ جب اللہ تعالیٰ کے یہاں رسائی حاصل کرتا ہے اس کو اپنی نیکیاں کم اور جرائم زیادہ نظر آتے ہیں۔ یہ بندے کی ناکامی ہے کہ وہ اپنی کسی نیکی پر مطمئن ہو کر بیٹھ جائے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام جب اللہ تعالیٰ کے حکم سے کعبہ کی تعمیر مکمل کی

تو دعا فرمائی "رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ۖ إِنَّكَ أَنتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ" کہ اے خدا اب یہ دا
یہ ہوگا کہ یہ نیکی آپ قبول فرمالیں۔ تو عمل کو اللہ کے حضور پیش کرنا عبدیت اور نیاز من
کے ساتھ اور اس سے استدعائے قبولیت کرنا یہ بندگی ہے۔

مال وجان

فرمایا کہ: یاد رکھنا مال اور جان دونوں چیزوں پر اللہ تعالیٰ کا حق ہے صرف ای
سے نجات نہیں ہوگی دونوں ضروری ہیں۔ مال خرچ کرنے والے کی کا اعتراف کر
استغفار اور توبہ پر زیادہ زور دیں۔ جان اور مال دونوں خدا کا دیا ہوا ہے دونوں اللہ کے
پر خرچ کرنے کے لئے تیار رکھنے ہونگے اور دل اور دماغ اور نیت ایسا صاف رکھے کہ جس
کی کوئی مثال نہ ہو "ان اللہ طیب لایقبل الا الطیب" اللہ تعالیٰ صاف ستھرے ہیں
اور صاف ستھرا قبول فرماتے ہیں۔ مال بھی پاک اور حلال ہو اور نیت بھی ہمیشہ صاف
ہو اور دل و دماغ بھی عبدیت سے سرشار ہو تب جا کر بیڑا پار ہوگا۔

خشوع وخضوع

فرمایا کہ: یہ بھی ایک مسئلہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مومن کو اطمینان کی عبادت نصیب
فرمائے۔ تسلی سے وقت پر تیار ہو، وقت پر مسجد میں آئے، جماعت میں شامل ہو، تسلی سے
ورد وظائف ہوا کرے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ سے مانگنا ہے اس طرح دعا مانگے یہ بھ

اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمتوں میں سے ایک ہے آخرت میں جس طرح قبولیت شرط ہے اسی طرح دنیا میں عبادات میں تسلی اور اطمینان شرط ہے عبادت کے آثار میں سے اور برکات میں سے یہ ہے کہ عبادت گزار کی بے چینی ختم ہو جائے اور اس کو دلی اطمینان ہو۔

"الا بذکر اللہ تطمئن القلوب"

خداوند کریم کو یاد کرنے سے یہ حاصل ہو سکتا ہے۔ خشوع اور خضوع سے نماز پڑھنے سے یہ چیز حاصل ہو سکتی ہے قرآن کریم کی تلاوت سے فہم سے بھی یہ اطمینان حاصل ہو سکتا ہے، آنحضرت ﷺ کی سنت کی اتباع سے بھی یہ اطمینانی کیفیت آ سکتی ہے، اللہ اللہ کرنے سے، آیت الکرسی پڑھنے سے نمازوں کے بعد انگلیوں پر صحیح طرح پڑھنے سے، قضا دپوری کرنے سے دل کا اطمینان اور سکون و آرام حاصل ہو سکتا ہے۔

دعا

فرمایا کہ : قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا ہے دعا کا کہ یہ لوگ آپ سے پوچھیں گے میرے متعلق کہ میں دور ہوں یا قریب آپ ان سے کہیں کہ میں بالکل قریب ہوں جب بھی یہ دعا مانگے دو شرطوں کیساتھ ایک ایمان کیساتھ اور ایک اطاعت کیساتھ تو میں دعائیں ضرور قبول کروں گا۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بالکل رمضان کے احکام کے بیچ میں دعا کا ذکر کیا ہے جس سے دعا کی اہمیت کا پتہ چلتا ہے۔ گویا رمضان میں شروع میں سحری کے وقت، افطار کی گھڑیوں میں تراویح کے اوقات میں الی الآخر دعاؤں کو

کثرت ضروری ہے اور کس عجیب طریقے سے اللہ تعالیٰ نے اس کا احوال بیان کیا ہے" و
اذا سالک عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوۃ الداع اذا دعان" اور جب
یہ میرے بندے میرے بارے میں پوچھے تو آپ کہیے کہ میں بالکل قریب ہوں اور تفو
التفاسیر میں، روح المعانی میں اور تمام معتبرات میں ہے کہ ایک جماعت آنحضرت ﷺ کے
پاس آئی اور آپ ﷺ سے کہا کہ

"اربنا بعید فننا دیہ ام قریب فنناجیہ"

کہ ہمارا خدا دور ہے کہ ہم چلا کر پکاریں یا قریب ہے کہ آہستہ سے پکاریں بہت
محبت کا سوال تھا اور اسی میں بڑی عقیدت اور الوہیت کا احترام تھا اور پوچھنے والوں کی
عاجزی اور بندگی ظاہر ہو رہی تھی۔ چنانچہ آیت نازل ہوگئی تو آیت میں فرمایا کہ میں ان کے
بہت قریب ہوں پھر فرمایا کہ میں ان کی دعا قبول کرتا ہوں جب یہ مجھ سے مانگے تو پتہ چلا
کہ اگر کسی اور سے بھی مانگتا ہو اس کے خیال میں کوئی اور درگاہ بھی ہو جس سے مشکل حل
ہوتی ہو تو اللہ تعالیٰ نے کہا کہ یہ میرا بندہ نہیں ہے میری بندگی سے خارج ہے فرمایا اذا دعان
جب مجھ سے مانگتا ہو یہ شرط ہے کہ اس سے مانگنے کی جگہ کوئی اور نہ ہو
"فلیستجیبوا لی" ایک تو میری اطاعت کریں اور دوسرا یہ کہ "ولیؤمنوا بی" اور دوسر
یہ ہے کہ ایمان مضبوط رکھے" لعلهم یرشدون "تب جا کر یہ کامیاب ہوں گے اور با مرا
ہوں گے۔ اس آیت سے دو باتیں معلوم ہو گئیں ایک تو یہ کہ دعا کے وقت بندے کو قرب
حاصل ہوتا ہے بندہ اللہ تعالیٰ کے قریب ہو جاتا ہے اور اعمال کا تو مطلب یہ ہے کہ بندے کو
اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو جائے۔

دوسرا یہ کہ دعا بغیر کسی شرط کے خود ایک مستقل عبادت ہے اور بڑی عبادت ہے یہ ضروری نہیں کہ پہلے دس رکعات نوافل پڑھیں اور پھر دعا مانگیں بس وضوء کر کے مصلیٰ بچھادیں اور قبلہ رخ ہو کر گھنٹہ پورے گھنٹہ بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کے سامنے رونا دھونا کریں اتنا آنسو بہائے کہ فرش سے عرش تک۔ تمام حجابات ہٹ جائیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ آنسوں سے پردے ہٹ جاتے ہیں اور فرشتے درمیان سے ہٹ جاتے ہیں اور آنسوں کو چک دیتے ہیں کہ یہ تو سید ھے جائیں گے۔

تیسری بات یہ کہ اطاعت اور فرمانبرداری بہت ضروری ہے اصل میں تو دنیا میں کافر کی دعا بھی قبول ہوتی ہے اور ان کو بھی دنیا کی چیزیں ملتی ہیں۔ مسلمانوں کی صرف دنیا نہیں ہے آخرت بھی ہے اور اصل آخرت ہے ہم دنیا کے لئے نہیں آتے ہیں۔ دنیا اور آخرت دونوں ہمیں اللہ تعالیٰ نے دے دیا ہے جب ہم ایک اللہ سے مانگیں۔ دیکھو اس کی مثال ایسی ہے جیسے دو آدمی زمین میں بیج ڈال رہے ہیں گندم کے ایک کہتا ہے کہ مجھے بھوسہ چاہئے اور گھاس چاہئے اور دوسرا کہتا ہے کہ مجھے گندم چاہیے اب جب اناج پک کر گھر آئے گا تو بھوسہ اور گھاس دونوں اس کے ساتھ آئیں گے لیکن نیت صاف اور صحیح ہونا چاہئے جس نے بھوسے اور گھاس کی نیت کی تھی وہ کم عقل آدمی تھا۔ اصل انسانوں کی خوراک تو اناج ہے کوئی گھاس اور بھوسہ تو نہیں کھا سکتا، اسی طرح آخرت کی نیت کرنے سے اللہ تعالیٰ دنیا کی تمام چیزیں نصیب فرما دیتے ہیں۔

بنا کر حضرت کے خدمت میں لے گیا۔ حضرت بہت خوش ہوئے اور اس سے کہا کہ مانگو کیا مانگتے ہو تو اس نے کہا کہ مجھے بالکل اپنے جیسا بنا دیں تو حضرت نے کہا کوئی اور بات کرو اس نے پھر یہی کہا کہ مجھے اپنے جیسا بنا دیں۔ حضرت نے اسے کمرے میں بلا کر اسے اپنے سینے سے لگا کر دبا دیا۔ کچھ دیر بعد دیکھا گیا تو وہ بالکل حضرت خواجہ باقی باللہ جیسا ہو گیا تھا اور دونوں میں فرق کرنا مشکل ہو گیا تھا۔ دو یا تین روز بعد اس نان بائی کا انتقال ہو گیا تو حضرت نے فرمایا کہ یہ بہت مشکل کام تھا اور وہ اسے برداشت نہ کر سکا۔

روافض

فرمایا کہ یاد رکھنا ہر ایک مذہب مسلمان ہو سکتا ہے لیکن روافض کبھی بھی مسلمان نہیں ہوتے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ

فرمایا کہ : حضرت علی رضی اللہ عنہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی جماعت میں وہ صحابی ہیں جن پر ایک دن بھی کفر اور شرک کا نہیں گزرا۔

پہلا عہدہ

فرمایا کہ : پہلے امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہلائے۔
پہلے امیر المومنین فی الحدیث حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کہلائے۔

اہلسنت والجماعت میں پہلے امیر المومنین امام احمد ابن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کہلائے۔

پہلے قاضی القضاۃ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ القاضی کہلائے۔

پہلے مفتی اعظم امام محمد ابن الحسن الشیبانی رحمۃ اللہ علیہ کہلائے۔

پہلے امام العصر حضرت اسحاق ابن راہویہ حنظلی کہلائے۔

اور آخری امام العصر حضرت مولانا انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کہلائے۔

حافظہ خراب ہونے کی وجوہات

فرمایا کہ : ان چیزوں سے حافظہ خراب ہوتا ہے

(۱) غسل خانہ میں پیشاب کرنے سے۔ (دور حاضر میں اٹیچ باتھ روم کے استعمال سے)

(۲) کثرت کلام سے

(۳) کثرت مذاق سے

(۴) رات کی باسی روٹی بغیر گرم کئے کھانے سے

(۵) بہت زیادہ گرم روٹی یا سالن کھانے سے

(۶) جوئیں پکڑ کر زندہ چھوڑنے سے

(۷) لاشیں دیکھنے سے

(۸) قبروں کے کتبے پڑھنے سے

(۹) پاگلوں کو دیکھنے سے

(۱۰) زیادہ سیب کھانے سے

(۱۱) شلوار اور پگڑی کو سر کے نیچے رکھ کر سونے سے

(۱۲) شلوار کو کاندھے پر ڈالنے سے

(۱۳) کچا گوشت کھانے سے

(۱۴) کھانا بہت عجلت میں کھانے سے

(۱۵) ناقص غذا کے استعمال سے

(۱۶) گناہ کرنے اور اس گناہ کے بارے میں سوچنے سے

(۱۷) ناگہانی پریشانی کی وجہ سے

(۱۸) بہت زیادہ ہنگامہ سر رہنے سے

نمازیں

فرمایا کہ نمازیں ہر شرائع میں رہی ہیں

(۱) حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ فجر میں قبول ہوئی تو دو رکعت پڑھیں۔

(۲) حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی جب خیریت سے طوفان سے بچ کر جودی پہاڑ پر پہنچی تو ظہر کا وقت تھا۔

(۳) حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بیٹے کی خوشخبری عصر کے وقت ملی۔

(۴) حضرت یعقوب علیہ السلام کو حضرت یوسف علیہ السلام کی اطلاع ملی تو مغرب کا وقت تھا۔

(۵) حضرت ایوب علیہ السلام صحت یاب ہوئے تو عصر کا وقت تھا۔

(۶) حضرت یوسف علیہ السلام مصر کے بادشاہ مقرر ہوئے تو عصر کا وقت تھا۔

(۷) حضرت داؤد علیہ السلام کی پیدائش کی خبر مغرب میں ملی۔

(۸) حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کو فرعون سے نجات عشاء میں ملی۔

تمام انبیاء علیہم السلام کو نبوت فجر میں ملی اور اولیاء اللہ کو کرامت عصر میں ملی۔

رجب میں عمرہ

فرمایا کہ : رجب میں عمرہ کرنے کے بارے میں کچھ مورخین نے لکھا ہیں کہ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔

حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا

فرمایا کہ : آنحضرت ﷺ کے ازواج مطہرات میں سے سب سے آخر میں وفات پانے والی حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا ہیں۔

اُسترا

فرمایا کہ : استرا سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام نے استعمال کیا تھا۔ حضرت آدم علیہ السلام کے سر میں درد ہوا تو انہوں نے اللہ تعالیٰ سے فرمایا کہ میرے سر

میں ورد ہے تو اللہ تعالیٰ نے جنت سے اخراج بھیجا اور اس سے حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے سر کے بال مونڈ ھ لئے۔

منہ بولے رشتہ دار

فرمایا کہ : طالب علمو ایک مسئلہ ہمیشہ یاد رکھنا کہ کسی بھی منہ بولے رشتے دار کی کوئی شرعی حقیقت نہیں ہوتی ، وہ میراث میں حصہ دار نہیں بن سکتا اور اگر مرد ہے تو گھر کی تمام عورتوں سے اس کا پردہ فرض ہے اور اگر عورت ہے تو گھر کے تمام مرد اس سے پردہ کریں گے۔

درود تاج

فرمایا کہ : درود تاج کی کوئی شرعی حیثیت نہیں ہے یہ بالکل من گھڑت اور غلط چیز ہے اس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

تفسیر میں زبانوں کا اہتمام

فرمایا کہ : تفسیر میں دو زبانوں کا اہتمام کرنا بہت ضروری ہے ایک تو عربی اور دوسری وہ زبان جس میں تفسیر کی جارہی ہو۔

گمراہی کی دو وجوہات

فرمایا کہ: اس امت میں سے جو لوگ بگڑے اور گمراہ ہوئے اس کی بنیادی وجوہات دو ہیں
(۱) صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر عدم اعتماد
(۲) اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں پر تہمت تراشی کرنا۔

طالب علم اور دارالعلوم دیوبند

فرمایا کہ: ایک طالب علم دارالعلوم دیوبند میں داخل ہوا تو کمہار کے پاس گیا اور کہا کہ ایک ایسا مٹکا بنا دو جس میں کاغذ جائیں لیکن باہر نہ آ سکیں اس نے پوچھا کیوں کتنا خزانہ ہے تو اس طالب علم نے کہا کہ بہت تھوڑا سا ہے تو کمہار نے کہا کہ ٹھیک ہے ایک ہفتہ بعد آؤ، کچھ دنوں بعد وہ مٹکا اس نے لیا اور پھر گھر سے رشتہ داروں کے جو بھی خطوط آتے وہ اس مٹکے میں ڈال دیتا اور کہتا تھا کہ شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی ؒ صدر المدرسین دارالعلوم دیوبند کے درس سے توجہ ہٹ جاتی ہے، جب وہ فاضل ہو گیا اور اس مٹکے کو توڑا تو بے شمار خطوط نکلے کچھ رشتہ دار فوت ہو چکے تھے کچھ بیمار تھے تو اس نے کہا کہ چلو جو مر گئے اللہ ان کی مغفرت فرمائے اور جو بیمار ہیں اللہ تعالیٰ ان کو شفا عطا فرمائے سب ٹھیک ہے لیکن شیخ العرب والعجم حضرت مدنی ؒ کا درس پھر نہیں ہوگا۔
یاد رکھنا طالب علم وہی ہمیشہ کامیاب ہوگا جو علم میں انہماک سے کام لے۔

نیند کا غلبہ

فرمایا کہ : نیند بھی عجیب چیز ہے، جہاد کے موقع پر آجائے تو فتح کی نشانی ہے، اور درس کے دوران آجائے تو محرومی ہے، اور اگر تبلیغی حلقے میں آجائے تو وہ کہتے ہیں کہ سکینہ نازل ہو رہی ہے۔

کنزالعمال

فرمایا کہ : علی متقی نے کنز العمال لکھی ہے ۱۹ جلدوں میں۔ اس کتاب میں ایک لاکھ چودہ ہزار احادیث کا ذخیرہ ہے۔

آیۃ الکرسی

فرمایا کہ : یاد رکھنا آیۃ الکرسی کی ایک مقدار اللہ تعالیٰ کے یہاں مقرر ہے جب وہ پوری ہو جاتی ہے تو وہ شخص ہر قسم کی آفات اور بلاؤں سے محفوظ رہتا ہے اور اس پر کوئی جادو اور بلا اثر نہیں کرتی۔ اس لئے ہر وقت آیۃ الکرسی کا اہتمام ہونا چاہیے کم از کم ہر فرض نماز کے بعد ایک مرتبہ ضرور پڑھیں اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ فرائض کے بعد سنت کے لئے جگہ بدلتے ہوئے اس دوران پڑھ لیں۔

بسم اللہ

فرمایا کہ :- صرف بسم اللہ ہی مکمل وظیفہ ہے ابراہیم بیجوری نے شرح شمائل ترمذی میں لکھا ہے کہ "بسم اللہ مفتاح الخیر والسعادۃ" یعنی بسم اللہ خیر و برکات اور سعادات کی کنجی ہے صرف بسم اللہ، بسم اللہ، بسم اللہ، بسم اللہ مستقل وظیفہ ہے۔

علم نجوم

فرمایا کہ : ستاروں، نجوم وغیرہ کو سمجھنے کے سلسلے میں چار علوم ہیں

(۱) علم رمل (۲) علم ہندسہ

(۳) علم جعفر (۴) علم نجوم

خمینی نے یہ چاروں علوم حاصل کئے تھے۔ اور یہ تمام چیزیں مولانا نجم الدین خان کی کتاب آئینہ کائنات سے ماخوذ ہیں۔ یہ تمام کے تمام علوم نبی کریم ﷺ کی آمد سے پہلے کی باتیں ہیں ظنی باتیں ہیں۔ حضرت ﷺ کی نبوت یقینی اور اٹل ہے اور اس کے احکامات بھی یقینی ہیں۔ یہ سب مفتریات اور مخترعات ہیں اس سلسلے میں ایک روایت سن لو تو سب بات صاف ہو جائیگی۔

آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرام سفر میں تھے اور بہت گرمی تھی اچانک بارش ہو گئی۔ تو "حضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کچھ لوگ ہونگے جو کہیں گے کہ یہ ستاروں کی گردش کی وجہ

سے ہوا ہے، یہ لوگ مؤمنین بالکواکب وکافر باللہ ہیں اور کچھ لوگ کہتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے، یہ لوگ مؤمن باللہ وکافر بالکواکب ہیں۔"

دیکھو حضرت ﷺ کے صرف ایک جملے نے علم کواکب، ہندسہ، حساب وغیرہ کی بیخ بنیاد نکال دی۔

بنوری ٹاؤن

فرمایا کہ: ہم لوگ ماریشس گئے تھے وہاں پہاڑوں میں ایک بزرگ سے ملاقات ہوئی، وہ بائیس (۲۲) سال کراچی میں رہ کر گئے تھے۔ اِدھر اُدھر کی باتیں کر رہے تھے تو میں نے ان سے پوچھا کہ "بنوری ٹاؤن گئے تھے" تو انہوں نے کہا کہ ہاں بالکل اور پھر کہا کہ جب میں بنوری ٹاؤن میں داخل ہوتا تھا تو میں اللہ تعالیٰ سے پوچھتا تھا کہ "یا اللہ جس جنت کے بارے میں آپ نے بتایا ہے کیا وہ اس جگہ سے بھی اچھی ہوگی" اور جب میں نے مولانا بنوری رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا تو میں نے کہا کہ واقعی ہمارے پیغمبر نبی کریم ﷺ بے حد خوبصورت اور حسین وجمیل ہوں گے کیونکہ ہماری امت کے علماء جب اتنے حسین وجمیل ہیں تو حضرت ﷺ کی کیا بات ہوگی۔

دین ودنیا

فرمایا کہ: جو عالم بھی دین کے ساتھ دنیا کا کام کرے گا یعنی تجارت، وہ دین میں بھی کچی

متحمل نہیں ہوگا میری نظر میں آج کل علم کے ساتھ دنیا کا کام کرنا یا تجارت کرنا معیوب ہے۔

اطمینان قلب

فرمایا کہ: آپ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے کہ آپ سب کو اطمینان قلب حاصل ہے اور اطمینان قلب کا مطلب یہ ہے کہ عبادات اور دین میں ترقی ہو اور دنیا کے کم سے کم پر راضی ہو بس اس کے مطلب کو سمجھ لو تو زندگی آسان ہو جائے گی۔

اہل حق

فرمایا کہ: کبھی بھی اہل حق کی مخالفت نہیں کرنا جس علاقے میں بھی جاؤ وہاں کے اہل حق کی حمایت کرو یاد رکھنا جب اہل حق آپس میں مخالف ہو جائیں گے تو عوام ہدایت سے محروم ہو جائیں گے۔ اپنے موقف پر چٹان کی طرح ڈٹے رہو مسئلے سے ہٹنا بے غیرتی ہے مسئلے پر جم کے رہو اور بیان شیریں رکھو لوگ خود تمہارے ساتھ ہو جائیں گے۔

غنی اور فقیر میں فرق

فرمایا کہ: غنی اور فقیر کے معنی ذرا سمجھ لو غنی اس کو کہتے ہیں جس کے پاس مال کے ذرائع موجود ہوں اور فقیر اس کو کہتے ہیں جس کا کوئی بھی ذریعہ نہیں ہوتا سوائے اللہ تعالیٰ کے۔

کونوا ربانیین

فرمایا کہ : کونوا ربانیین کے ذیل میں حضرت الشیخ نے ارشاد فرمایا کہ ربانیین وہ ہیں "جو ہر جگہ اور ہر مجلس میں دین کے پہلو کو اجاگر کرنے کی کوشش کریں"۔

عمرہ و حج

فرمایا کہ عوام میں جو یہ بات مشہور ہے کہ جس نے عمرہ کیا اس پر حج فرض ہو جائیگا یہ بالکل غلط بات ہے اور اس کی کوئی بنیاد نہیں۔ کوئی چاہے کتنے بھی عمرے کر لے اس پر حج فرض نہیں ہوتا۔ حج فرض ہونے کی اپنی مستقل شرائط ہیں۔ علماء کرام کو چاہئے کہ اس غلط بات کا رد کریں۔

مسلک

فرمایا کہ : بعض لوگ کہتے ہیں اور باقاعدہ اپنے خطاب میں بھی اس بات کو پھیلاتے ہیں کہ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ "اپنے مسلک کو چھوڑو نہیں اور دوسروں کے مسلک کو چھیڑو نہیں"۔ تو اس سلسلے میں دو باتیں یاد رکھیں، پہلی بات تو یہ ہے کہ ہمیں آج تک حکیم الامت کا یہ قول نہیں ملا ہے کہ کہاں

لکھا ہے اور کب کہا ہے اگر کسی کو پتہ ہو تو بتائے میں بیشہ شکر گزار رہوں گا کیونکہ حکیم الامت جیسے آدمی کی شان وعظمت سے بعید ہے کہ وہ اس قسم کی کوئی بات کہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ مسلک تو چار ہیں، حنفی، مالکی، شافعی، اور حنبلی، مرزائیت کوئی مسلک نہیں ہے بغاوت ہے مجتہدین کی بدعات مسلک نہیں ہیں سنت سے روگردانی اور سرکشی ہے۔ روافض بھی دین بغاوت ہے، مودودیت صحابہ اور انبیاء کی ناموس کے خلاف سازش ہے، پرویزیت بھی کوئی مسلک نہیں ہے احادیث کے خلاف ایک سازش ہے اس لئے مسلک سے ان کو مراد لینا کم علمی ہے۔

اعمال میں کمزوری

فرمایا کہ: یاد رکھنا کہ اعمال میں کمزوری اس وقت آتی ہے کہ جب عقیدہ آخرت میں کمزوری آئے عقیدہ آخرت پختہ رکھو اعمال آسان ہو جائیں گے۔

پیران طریقت

فرمایا کہ: خود ستائی کا مرض سب سے زیادہ ہمارے دور کے پیروں میں ہے۔ یاد رکھنا ایک زمانہ تھا کہ ایمان بچانے کے لئے پیروں کے پاس جانا ضروری تھا اور اب جسے ایمان بچانا ہو تو وہ بدعملی پیروں سے بچے۔

مقاصد پر متوجہ رہو

فرمایا کہ: جب مقاصد پر متوجہ رہو گے تو مخالف کے طعنوں سے کیوں گھبراتے ہو ان لوگوں کی کیا حیثیت ہے بس اپنی نظر مقاصد پر رکھو اور مضبوط اور استقامت سے رہو ہوگا وہی جو تم چاہو گے یہ بات اپنے پاس نوٹ کرلو کہ ہمارے استاذ نے اس آیت پر یہ بات کہی تھی۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

فرمایا کہ: صحابی رسول حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ جن دنوں کمسن تھے وہ آنحضرت ﷺ کے تمام دن کے معمولات ضبط کر چکے تھے اب وہ چاہتے تھے کہ حضرت ﷺ کے رات کے معمولات بھی معلوم کریں تو وہ اپنی خالہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے اور کہا کہ جب آنحضرت ﷺ آپ کے یہاں قیام فرما ہوں مجھے اطلاع دے دیں تاکہ میں حضرت ﷺ کے رات کے معمولات معلوم کرسکوں۔ چنانچہ ایک رات آنحضرت ﷺ کا قیام حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر پر ہوا۔ رات کے ایک حصے تک آپ ﷺ نماز پڑھتے رہے پھر آرام اور نیند کے لئے بستر کی طرف تشریف لے گئے اور سو گئے تو حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے صبح کے لئے لوٹے میں وضو کا پانی تیار کر کے رکھا جب آنحضرت ﷺ بیدار ہوئے تو پوچھا کہ پانی کس نے بھر کر رکھا ہے جب

آنحضرت ﷺ کو بتایا گیا کہ عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے رکھا ہے تو آپ ﷺ نے ان کے لئے دعا فرمائی کہ یا اللہ ان کو دین کی فقہ نصیب فرما۔ چنانچہ اللہ نے انہیں خوب علوم دینیہ کی دولت سے نوازا اور صحابہ کرام میں واحد انسان ہیں جو کہ ''ترجمان الکتاب'' کہلائے۔

فقہ کی اہمیت

فرمایا کہ: بخاری میں ہے کہ عبداللہ ابن جریج ایک عابد زاہد تھے ایک دفعہ گھر میں نماز پڑھ رہے تھے کہ والدہ نے آواز دی آپ نماز میں تھے اور والدہ کو کوئی جواب نہیں دیا۔ والدہ تکلیف میں تھیں اور سمجھی کہ اس نے میری بات نہیں سنی اور ان کو بددعا دی کہ بدکار عورت سے بدنام ہو جائے۔ والدہ فوت ہو گئی اور وہ ایک جنگل میں الگ تھلگ جھونپڑی میں رہنے لگے۔ وہاں ایک عورت ایک چرواہے سے حاملہ ہوئی اور بچہ پیدا ہو گیا جب وہ پکڑی گئی اور اس سے پوچھا گیا تو اس نے کہا کہ سامنے جھونپڑی والا آدمی اس کا ذمہ دار ہے۔ چنانچہ حضرت جریج کی بڑی بے عزتی کی گئی اور مارا گیا جھونپڑی توڑ دی گئی جب انہوں نے کہا میں نے یہ کام نہیں کیا تو لوگوں نے ان کی اس بات کا یقین نہیں کیا۔ تو انہوں نے لوگوں سے کہا کہ اس بچے سے پوچھ لو یہ خود جواب دیگا اس بچے سے حضرت جریج نے پوچھا کہ اے بچے تو کس کا بچہ ہے تو اس نے جواب دیا کہ فلاں جنگل کے چرواہے کا۔ اس واقعہ کو بیان کر کے آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

''لو کان جریجاً فقیہاً لاجاب امہ''

کہ اگر جریج فقیہ ہوتے تو اپنی ماں کو جواب دے دیتے۔

اب دیکھیں کہ اتنا بڑا ولی اور بزرگ ہے کہ ان کی گواہی میں ایک نومولود بچہ بول پڑا لیکن فقہ نہیں جانتے تھے اس لئے مار کھا گئے۔ اس سے فقہ اور فقہاء کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ یہ آج کل کے مینڈک خور جو فقہ کے خلاف باتیں کرتے ہیں ان کا کوئی دین ایمان نہیں ہے۔ حضرت ﷺ کی زبان مبارک سے فقہ کی اتنی بڑی فضیلت صاف ظاہر ہے، لیکن ان کو پھر بھی فقہ اور فقہاء سے بغض ہے۔

ایک آیت سے اجتہاد

فرمایا کہ : ایک بار امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ مہمان ہوئے امام احمد ابن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے استاذ کی آمد کی خوشی میں ان کی خوب خاطر تواضع کا انتظام کیا اور خوب سارے کھانے بنوائے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے تمام کھانے بہت شوق سے کھائے تو امام احمد بن حنبل کی اہلیہ نے اعتراض کیا کہ یہ آپ کے استاذ کیسے ہیں؟ اللہ والے تو اتنا کھانا نہیں کھاتے۔ پھر امام شافعی کے لئے رات کے لئے لوٹا بھر کر رکھا گیا جب صبح دیکھا تو وہ بھی بھرا ہوا تھا تو پھر ان کی اہلیہ نے اعتراض کیا کہ کھانا بھی اتنا کھایا پھر نماز پتہ نہیں پڑھی بھی ہے کہ نہیں، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے اپنی اہلیہ کا اشکال پیش کیا تو انہوں نے فرمایا کہ اس روئے زمین پر اس وقت ایسا حلال کھانا جیسا آپ کا ہے اور کوئی نہیں اس لئے میں نے خوب شوق سے

کھایا اس کی برکت سے یہ ہوا کہ ایک آیت کی تفسیر مجھے سمجھ میں نہیں آرہی تھی اس کھانے کے بعد میں نے اس ایک آیت سے ۰۰ اسلئے سمجھے اور ان کو لکھا جس میں رات گزر گئی اور رات کے وضو سے صبح کی نماز پڑھی۔

اس دنیا میں بتوں کی پوجا کب سے شروع ہوئی

فرمایا کہ : ایک روایت ہے کہ سورۃ نوح میں جو پانچ بڑے بتوں کے نام ہیں وہ حضرت شیث علیہ السلام کے پانچ بیٹے تھے۔ جب ان کا انتقال ہوا تو ان کے ماننے والے ان سے محبت رکھتے تھے۔ شیطان نے کہا کہ میں تمہیں ان کی شکل بنا کر دیتا ہوں ان شکلوں کو وہ عقیدت اور پیار سے رکھنے لگے اور یہیں سے بت پرستی کی ابتدا ہوئی۔

کرامات شریعت میں حیثیت نہیں رکھتی

فرمایا کہ : کرامات صرف انعامات خداوندی میں شمار ہوتی ہیں ان پہ دین موقوف نہیں ہوتا۔ شیخ ابو سعید گاجوری رحمۃ اللہ علیہ جو بڑے اولیاء کرام میں سے تھے۔ ان کے پاس ایک بادشاہ آیا اور ایک جوگی ہندو کو ساتھ لایا جو کہ ہوا میں اڑنے کا فن جانتا تھا۔ بادشاہ نے کہا کہ آپ بھی اس طرح اڑ کر دکھائیں اگر نہیں تو میں پھر ہندو ہوتا ہوں۔ شیخ نے خدا کی بارگاہ رحمت میں دعا کی کہ یا خدا آپ ہی طاقت کا سرچشمہ ہیں یہ جاہل بادشاہ ہے اس کی وجہ سے پوری اُمت کے ایمان جانے کا اندیشہ ہے مجھے بھی یہ ملکہ عطا کر دیں۔ چنانچہ وہ ہوا میں اڑنے لگے دائیں اور بائیں دونوں طرف اڑتے تھے سب یہ دیکھ کر حیران رہ

تھے۔ جب حضرت نیچے تشریف لائے تو بادشاہ سے پہلے اس ہندو جوگی نے کہا کہ حضرت مجھے مسلمان کر دیجئے تو حضرت نے فرمایا کہ آپ اتنی جلدی کیسے قائل ہو گئے تو اس نے کہا کہ ہم جھل علوم سے صرف الٹی طرف اڑ سکتے ہیں اور اس کے علاوہ کچھ نہیں جبکہ آپ نے دائیں اور بائیں دونوں طرف اڑ کر دکھایا۔ یقیناً یہ سچا علم ہے اور آپ کے مذہب کی حقانیت ہے۔

زیب النساء کا شوق مطالعہ

فرمایا کہ: زیب النساء جو کہ اورنگزیب بادشاہ کی بیٹی تھی۔ یہ بڑی عالمہ تھی تقریباً ۴۰۰ سے زائد کتب حنفیہ کا مطالعہ کر چکی تھی، بادشاہ نے ۳۵۰ کنال زمین پر اس کے لئے کتب خانہ بنا رکھا تھا۔ زیب النساء کا علم میں انہماک کا یہ عالم تھا کہ جب بادشاہ کو ان سے ملاقات کرنا ہوتی تھی تو وہ ملاقات کے لئے پرچی بھیجتا پھر وہ اس پرچی پر لکھ دیتی کہ فلاں دن عصر کے وقت ملاقات کرلیں اتنی کتب خانے میں ڈوبی رہتی تھی۔

عربوں کا ضرب المثل حافظہ

فرمایا کہ: ایک عرب بادشاہ کی ایک کنیز تھی اس کی عمر بارہ سال تھی۔ اس کا حافظہ بہت غضب کا تھا۔ جو بھی شاعر اپنا کلام لیکر آتا تھا اور بادشاہ کی خدمت میں کلام پیش کرتا تھا تو بادشاہ اس کو کہتا تھا کہ یہ کلام آپ کا نہیں ہے اور عربوں میں یہ بہت بے عزتی کی بات ہوتی تھی کسی شاعر کے لئے کہ اس کے کلام کو چوری کا کلام کہا جائے۔ ایک شاعر نے بادشاہ کی

خدمت میں آ کر کلام پیش کیا اور سنایا تو بادشاہ نے کہا کہ یہ تو آپ کا کلام نہیں ہے اس سے کہا
کہ بادشاہ سلامت رات کو میں نے یہ کلام کیا ہے اور صبح آپ کی خدمت میں لیکر آیا ہوں تو
بادشاہ نے پردہ کے پیچھے سے اس کنیز کو بلایا اور کہا کہ سناؤ، وہ تو سن کر پورا یاد کر چکی تھی اور
اس نے سنا دیا، وہ شاعر حیران رہ گیا۔ عمادی نامی ایک شاعر تھا بہت سمجھدار تھا وہ سمجھ گیا اس
نے اشعار کلام شاذہ (یعنی مشکل الفاظ جو کم سننے میں آئیں یا معنی میں مشکل ہوں) کے
اشعار تیار کئے اور بادشاہ کی خدمت میں پیش کئے بادشاہ نے کنیز کو بلایا اور کہا کہ سناؤ تو وہ تو
مشکل اشعار تھے وہ کنیز یاد نہیں کر سکی اور اس کا راز فاش ہو گیا۔

وادیٔ عقیق

فرمایا کہ :- حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے وادی عقیق میں نماز پڑھی۔
لوگ بات سمجھتے نہیں ہیں اور وادی کا ذکر نہیں کرتے اور ترجمہ کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ
نے عقیق پہن کر نماز پڑھی یہ غلط اور بے بنیاد بات ہے۔

بلخ کی ایک سخی عورت کی حکایت

فرمایا کہ :- امیر بلخ، بلخ کے لوگوں سے ناراض ہو گیا اور ان کے اوپر ایک بھاری
جرمانہ لگا دیا اور ایک مختصر مدت میں ان لوگوں سے اسے ادا کرنے کے لئے کہا۔ بلخ کے
رہنے والے انتہائی پریشان ہوئے اور جرمانے کی رقم کے انتظام کے لئے کوششیں شروع کر

دیں لیکن کوئی نتیجہ نہ نکلا۔ ان کو کسی نے بتایا کہ فلاں علاقے میں ایک بہت نیک عورت رہتی ہے اس کے پاس چلے جاؤ وہ کوئی نہ کوئی مدد ضرور کردے گی۔ چنانچہ یہ لوگ اس خاتون کے پاس گئے اور اپنا مسئلہ اس سے بیان کیا۔ اس عورت نے اپنی ایک بیش بہا قیمتی چادر ان لوگوں کو دی اور کہا کہ یہ چادر امیر کو دیدو اس سے اس کا جرمانہ ادا ہو جائے گا۔ یہ لوگ اس چادر کو لیکر امیرؒ کے پاس پہنچے اور اسے سارا واقعہ سنایا، امیرؒ بہت شرمندہ ہوا اور اس نے کہا کہ ایک عورت اتنی نیک ہو سکتی ہے تو میں ﷺ کا امیر ہو کر کیوں نیک نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ اس نے چادر کا احترام کرتے ہوئے وہ چادر واپس کردی اور جرمانہ بھی معاف کر دیا۔ یہ لوگ اس چادر کو واپس اس عورت کے پاس لے گئے اور سارا واقعہ اس کو سنایا اور چادر کا شکریہ ادا کر کے واپس کردی لیکن اس عورت نے کہا کہ اس چادر پر تو اجنبی کی نظر پڑ چکی ہے اس لئے میں اس کو واپس نہیں لے سکتی، اس کو لے جاؤ اور اس سے مسجد و مدرسہ بناؤ۔

چنانچہ ابن بطوطہ نے لکھا ہے کہ ﷺ کی بڑی جامع مسجد وہی مسجد ہے جو اس عورت کی چادر کے پیسوں سے تعمیر کروائی گئی تھی۔

ایک دن خوشی کا اور ایک غم کا

فرمایا کہ : مدینے کے لوگ کہتے ہیں کہ ہم نے ایک دن خوشی کا اور ایک دن غم کا دیکھا۔ خوشی کا دن وہ جب آنحضرت ﷺ ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے اور غم کا دن وہ جب آپ ﷺ کا انتقال ہوا اور تیسرا جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ شہید ہوئے۔

دو باتیں یاد رکھنے کی

مسائل کی دو اقسام

فرمایا کہ : جو مسائل کبھی کبھار پیش آئیں وہ نازلہ کہلاتے ہیں اور جو اچانک پیش آئیں وہ نادرہ کہلاتے ہیں اور جو اکثر پیش آئیں وہ حادثہ کہلاتے ہیں۔

نبی کی تعلیمات

فرمایا کہ : نبی کی تعلیمات سے امت کو فوری دو فائدے ہوتے ہیں

(۱) عقائد درست ہوتے ہیں اور شرک سے نجات مل جاتی ہے۔

(۲) اعمال درست ہو جاتے ہیں اور بدعات سے نجات مل جاتی ہے۔

دو جرم

فرمایا کہ : دو جرم ایسے ہیں جن کی سزا اللہ تعالیٰ فوراً دیتے ہیں

(۱) ظلم کی، ظلم کرنے والے کو (۲) شعائر اللہ کا مذاق اڑانے والے کو

قیمتی زندگی

فرمایا کہ : دو چیزوں کے اہتمام سے زندگی بیش بہا اور قیمتی ہو جاتی ہے

(۱) توقیت وقت کی پابندی سے (۲) خود کا احتساب کرنے سے

امتحان سے حفاظت

فرمایا کہ : انسان جب ان دو چیزوں کی پابندی کرے تو وہ امتحان سے محفوظ ہوجاتا ہے

(۱) اتباع وحی (۲) ادا ء الصلوٰۃ

اور اگر اس کے باوجود امتحان آیا بھی تو یہ ان شاء اللہ مشکل نہیں محسوس کریگا

حسد اور وسوسہ

فرمایا کہ : حسد اور وسوسوں سے دو کام فوری ہوتے ہیں

(۱) معاملات بگڑتے ہیں

(۲) عبادات بھی بگڑ جاتی ہیں۔

دو علوم

فرمایا کہ : دو علوم ایسے ہیں کہ جن سے انسان کبھی بھی مستغنی نہیں ہو سکتا ایک تو کتاب اللہ جو کہ تمام برکات اور ہدایت کی پونجی ہے اور دوسرا علم فقہ جو کہ حلال اور حرام کا علم ہے اور اس سے انسانی زندگی وابستہ ہے ۔

دو شاگرد

فرمایا کہ ہر مجتہد کے مذہب کو اس کے دو شاگردوں نے بڑھایا ہے۔

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کو امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے تقویت حاصل ہوئی۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں میں سے محمد ابن قاسم رحمۃ اللہ علیہ اور محمد ابن حسب رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے مذہب کو آگے بڑھایا ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کو بھی ان کے دو شاگردوں کے وجہ سے تقویت ملی اور وہ دونوں زعفرانی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ بویطی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔

میں بھی جب گلشن اقبال آیا تو ابتداء میں عزیز میرے ساتھ تھے اور میری ایسی خدمت کی کہ جس کی کوئی مثال نہیں ملتی اور آج تک ساتھ ہے اور اس کے بعد منصور نے میری ایسی خدمت کی ہے کہ رہتی دنیا تک اس کی مثال پیش کرنا مشکل ہے۔ منصور نے صرف میری خدمت ہی نہیں کی بلکہ میری محبت میں درجہ اولی سے لیکر دورہ حدیث تک ایسا پڑھا ہے جیسا کہ عام طالب علم پڑھتے ہیں اور ایسا پڑھا کہ بڑے بڑے علماء سے داد و تحسین وصول کی ہے۔

حضرت مولانا شیر علی شاہ صاحب مدظلہ سمجھتے تھے کہ منصور چونکہ پیٹھا ہے اس لئے اس نے پکا نہیں پڑھا ہوگا، ایک دن انہوں نے منصور کا امتحان لیا اور صرف اور نحو میں سے

کچھ سوالات کیے اور منصور نے ان کے فوراً اور بالکل صحیح جوابات دے تو مولانا شیر علی شاہ صاحب بہت خوش ہوئے اور منصور کو اپنے ہاتھ سے سند بنا کر دی۔

خواب

فرمایا کہ : طالب علمو یاد رکھنا کہ خواب ہمیشہ دو چیزوں کا پابند ہوتا ہے :

(۱) تعبیر کا　　(۲) بیان کا

دو آدمی

فرمایا کہ : یاد رکھنا دو آدمی کبھی بھی علم حاصل نہیں کر سکتے

(۱) بہت زیادہ دنیا کرنے والا۔

(۲) متکبر شخص کیونکہ تکبر بالکل علم کی ضد ہے۔

دو ادیب

فرمایا کہ : ہندوستان پاکستان میں دو ادیب بہت بڑے گزرے ہیں :

(۱) حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب مفتی اعظم ہند

(۲) استاذ گرامی قدر حضرت مولانا بنوری رحمۃ اللہ علیہ

کاش کہ آپ لوگ حضرت کی کتاب معارف السنن صحیح طرح دیکھ لیں تو آپ کو حضرت کی ادبیت کا اندازہ ہو جائے گا۔

اعمال کی قبولیت

فرمایا کہ : اعمال کی قبولیت اور زندگی کی حفاظت کے لئے دو چیزوں پر توجہ بہت ضروری ہے۔ ان میں کمزوری کی وجہ سے انسان کو نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔

(۱) دعا (۲) انفاق فی سبیل اللہ

جذبۂ اعطاء

فرمایا کہ : اعطاء کا جذبہ دو قوموں میں بہت زیادہ ہے۔

ایک تو عرب میں اور دوسرے ہندوستانیوں میں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ عربوں کے پاس براہ راست اسلام آیا اور انہوں نے اس وقت کی ہر اس طاقت کا مقابلہ کیا جو اسلام کے خلاف تھی اس لئے وہ اسلام کو ہر چیز میں پہلے رکھتے ہیں اور یہی معاملہ ہندوستانیوں کے ساتھ ہے انہوں نے بھی اسلام کے دفاع میں ہندوؤں، سکھوں وغیرہ کے خلاف بہت لڑائیاں لڑی ہیں اور اسی لئے وہ بھی اسلام پر دل کھول کر خرچ کرتے ہیں۔

ردِ سحر میں دو بزرگ بہت ماہر تھے

فرمایا کہ: ردِ سحر میں دو بزرگ بہت ماہر تھے اور ان کی کوئی مثال نہیں تھی

(۱) شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ (۲) حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ

شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں مشہور ہے کہ حضرت جس علاقے میں بھی جاتے تھے وہاں کے تمام ساحر اور جادوگر اپنے آپ مفلوج ہو جاتے تھے، حضرت سب کو بالکل باندھ لیتے تھے۔

جوشِ عمل

فرمایا کہ: ہندوستان میں دو آدمی ایسے ہوئے ہیں جن کا جوشِ عمل آئینہ محبت تھا

(۱) شیخ الاسلام شیخ العرب والعجم حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی رحمۃ اللہ علیہ

(۲) تبلیغی جماعت کے امیر دوم حضرت مولانا یوسف صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ

ادب

فرمایا کہ: دنیا میں ادب میں دو کتابیں لاثانی ہیں

(۱) ابوالظفر ی کا دیوان

(۲) ابن شہاب نویری کی کتاب نہایۃ العرب فی فنون الادب۔ یہ پوری دنیا ختم ہو جائے تو مجھے اتنا افسوس نہیں ہوگا جتنا اس بات کا ہے کہ آج کل کے طلبہ ان کتابوں کو نہیں دیکھتے۔ کاش کے طلبہ میں ذوق ہوتا تو میں بخاری اور ترمذی کے ساتھ ہر جمعرات کے دن طلبہ کو یہ کتابیں بھی پڑھاتا۔

قرآن کی تلاوت

فرمایا کہ : ہم نے جو اپنے دور میں قرآن کریم کی تلاوت سنی ہے وہ دو آدمیوں کی بے مثال تھی

(۱) حضرت مولانا عبد الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ اکوڑہ خٹک جب نماز میں تلاوت فرماتے تھے تو بہت ہی حیران کن ہوتی تھی۔ حضرت والا کی آواز بہت ہی مسحور کن تھی ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے جیسے وہ پڑھتے تھے ویسے ویسے ہی قرآن دل میں اترتا جاتا تھا۔

(۲) حضرت مولانا مفتی محمود صاحب کی آواز بھی بے مثال تھی۔ حضرت والا ایک عجیب شان سے تلاوت فرماتے تھے ان کی تلاوت امتیازی ہوتی تھی۔

تین باتیں یاد رکھنے کی

علم کے حقوق

فرمایا کہ : علم کے تین حق ہیں

(۱) یاد ہو جائے۔

(۲) آپ کو سمجھ آ جائے۔

(۳) دوسروں تک پہنچایا جائے۔

علوم کی اقسام

فرمایا کہ : علوم بھی تین قسم کے ہیں:

ایک علم اس قدر کہ انسان خود ایک مسئلہ سمجھ جائے اور عمل کر سکے اتنے علم کا حصول فرض ہے جیسے نمازیں پانچ (۵) ہیں، وضو اور استنجاء کے صحت اور فساد، مال میں زکوٰۃ کا فرض ہونا اور وقت پر ادا کرنا یہ سب فرائض میں سے ہیں۔

دوسرا علم یہ ہے کہ خود بھی سمجھ جائے اور دوسروں کو بھی سمجھایا جائے یہ واجب ہے۔ محقق ابن الہمام نے فتح القدیر میں یہ قاعدہ لکھا ہے۔

تیسرا علم ہے احقاق حق اور ابطال باطل اس کو کہتے ہیں علم فتن، صوفیاء کرام کہتے ہیں معرفۃ العباد والبلاد کے مصالح سمجھنا یہ علم سنت مؤکدہ ہے علی قول المشہور رین۔ دنیا میں فتنوں سے حفاظت اس تیسرے علم کے ذریعے ہوتی ہے اور نبوت میں یہ تمام مقامات جمع

ہوتے ہیں۔ انبیاء کرام خود عالم، عابد اور زاہد ہوتے ہیں، اپنے اہل و عیال اور اصحاب کو ہر وقت ہوشیار رکھتے تھے اور کسی بھی باطل کو ٹکنے نہیں دیتے تھے۔

درس کے فوائد

فرمایا کہ : جو بھی درس کو اطمینان اور پوری توجہ سے سنے گا تو اس کو فوری تین فائدے حاصل ہونگے

(۱) حافظہ قوی ہو جائیگا

(۲) فہم بڑھ جائیگا

(۳) کام کرنے کا موقع مل جائیگا

آنحضرت ﷺ پر ایمان تین طرح ضروری ہے

فرمایا کہ : یاد رکھنا آنحضرت ﷺ پر تین طرح ایمان لانا ضروری ہے :

(۱) آپ ﷺ بشر ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر وحی کی ہے۔

(۲) آپ ﷺ قیامت تک کے لئے اور کل کائنات کے پیغمبر ہیں۔

(۳) آپ ﷺ کے بعد قیامت تک کوئی نبی نہیں آئیگا اور آپ کی شریعت قیامت تک کے لئے محفوظ ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ ﷺ کے جرنیل کی حیثیت سے اور امت محمدیہ کے ایک

فرود کی طرح قرب قیامت تشریف لائیں گے۔

زور آور

فرمایا کہ : تین آدمیوں کا زور آور ہونا بہت ضروری ہے

(۱) منتظم (۲) بادشاہ (۳) خاوند

سلام کی ممانعت

فرمایا کہ : تین حالتیں ایسی ہیں جس میں سلام کرنا منع ہے

(۱) ذکر و عبادت

(۲) نجاست کے وقت

(۳) کسی شغل کے وقت میں

دعائیں

فرمایا کہ دعائیں تین طرح ہیں

(۱) اعمال شرع خود دعا ہیں۔

(۲) وہ جو شریعت نے مقرر کی ہے یعنی قرآن کریم اور احادیث مبارکہ میں جو دعائیں

منقول ہیں۔

(۳) وہ جو لوگ خود اپنی ضروریات کے حساب سے مانگتے ہیں لیکن یاد رہے کہ ان کا بھی شریعت کے دائرے میں ہونا ضروری ہے۔

جہاد میں تین چیزیں ضروری ہیں

فرمایا کہ : قتال کے معنی جہاد کے ہیں اور جہاد میں تین باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے

(۱) امیر : بغیر امیر کے جہاد نہیں ہو سکتا۔

(۲) جہاد کی مکمل تربیت اور تیاری ہونی چاہیے۔

(۳) دعوت الی اللہ یعنی جس قوم سے جہاد ہو اسے اللہ کی طرف دعوت دی جائے۔

آزمائش

فرمایا کہ : انسان کو ہمیشہ تین جگہ سے آزمایا جاتا ہے۔

(۱) جان سے تو فرمایا کہ انصاف کرو۔

(۲) جہان میں تو فرمایا سلام کرو۔

(۳) تیسرا مال سے تو فرمایا مال خرچ کرو۔

ادارہ

فرمایا کہ: ادارے کے تین عناصر ہیں جن کی وجہ سے ادارہ قائم رہتا ہے

(۱) منبر و محراب

(۲) دارالافتاء

(۳) ماہنامہ

تین کام ایسے ہیں جو خود کرو لیکن کسی کو کرنے کا مت کہو

(۱) سر مونڈنا

(۲) کھانے سے پہلے شوربا پینا

(۳) تلووں پر تیل لگانا

تین عقائد

فرمایا کہ: ایک مومن مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں اس کے تین عقائد ہوں

(۱) اللہ تعالیٰ واجب الوجود ہے۔

(۲) اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہیگا۔

(۳) اللہ تعالیٰ جیسا کوئی اور نہیں ہے۔

محبت

فرمایا کہ : محبت کی تین اقسام ہیں

(۱) محبت عرفی — محبت للکمال

(۲) محبت اشتیاقی — محبت للجمال

(۳) محبت حقیقی — نکل و جلال

محبوب شخصیت

فرمایا کہ تین کام ایسے ہیں کہ ان کے کرنے سے اللہ تعالیٰ آپ کو عالم میں محبوب شخصیت بنادیگا

(۱) لوگوں کو بہترین نام سے پکارو۔

(۲) جب بھی کوئی آجائے تو آپ اسے جگہ دیں۔

(۳) سلام میں ہمیشہ پہل کریں۔

ایمان

فرمایا کہ : جس نے یہ تین چیزیں جمع کیں اس نے ایمان جمع کرلیا

(۱) ہر معاملے میں انصاف کیا

(۲) تنگدستی کے باوجود خرچ کیا

(۳) سلام کو عالم میں عام کیا

محققین

فرمایا کہ : فقہ حنفی میں محققین تین افراد ہوئے ہیں

(۱) ابن نجیم رحمۃ اللہ علیہ

(۲) ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ صاحب البحر الرائق

(۳) ابوبکر کاسانی رحمۃ اللہ علیہ صاحب بدائع الصنائع

جرح وتعدیل کے امام

فرمایا کہ : ان تین حضرات کو جرح وتعدیل کا امام مانا گیا ہے

(۱) یحیٰی ابن سعید القطان رحمہ اللہ تعالیٰ

(۲) یحیٰی ابن معین رحمہ اللہ تعالیٰ

(۳) ابن ابی الحراہد الحزکریا رحمہ اللہ تعالیٰ

عیادت

فرمایا کہ : عیادت کرنے کے تین طریقے ہیں

(۱) حسب توفیق مریض کے لئے کچھ سوغات لیکر جائیں۔

(۲) ان کے لئے دُعا کریں۔

(۳) اگر مریض کو زحمت ہو تو وہاں سے جلدی روانہ ہو جائیں۔

حق کے بھی تین حق ہیں

(۱) معرفت: حق کو جاننا اور اس کو پہچاننا

(۲) استقامت علی الحق: حق پر ڈٹے رہنا، استقامت اس کو نہیں کہتے ہیں کہ جب حالات اچھے رہیں تو آپ حق پر رہیں اور جہاں تھوڑی سی تکلیف آئی تو آپ نے حق سے منہ موڑ لیا۔ مصلحتاً موضوع کو تبدیل کر لو لیکن کام وہی کرو۔

(۳) تحی بالعداء: اس کی مخالفت کرنے والوں سے مقابلہ کرنا اور ان کا سر کچلنا۔

گزشتہ کتابوں کی حقیقت

فرمایا کہ: گزشتہ کتابوں کا ماننا اور ان کا احترام ہم پر تین طرح ہے:

(۱) اللہ تعالیٰ نے اس زمانے کے لوگوں کے لئے کامل ہدایت اور احکام کا ذریعہ ان کتابوں کو بنایا تھا۔

(۲) اس کتاب اور وحی اور پیغمبر کی تصدیق اس زمانے کے لوگوں پر فرض تھی۔

(۳) اس زمانے کے واقعات اور حکایات جن کا رہنا ضروری تھا قرآن کریم میں آچکا ہے اور وہ کتابیں متروک اور ختم ہو چکی ہیں۔ اب ان کے احکامات پر بھی آنحضرت ﷺ کی تعلیمات کی روشنی میں عمل کیا جائیگا۔

قابل طبیب

فرمایا کہ : قابل طبیب مریض کے موافق تین طرح کلام کرتا ہے یعنی اس کی نبض، زبان اور چہرہ وغیرہ دیکھ کر تین باتیں کرتا ہے۔

(۱) یہ مرض کیوں ہوا ہے اور کیسے ہوا ہے اسے تشخیص کہتے ہیں۔

(۲) دوا وغیرہ دینا اس کو تجویز کہتے ہیں۔

(۳) پرہیز یعنی نقصان دہ چیزوں سے اجتناب اسے حمیہ کہتے ہیں۔

انبیاء کرام کی تین خصلتیں

فرمایا کہ : ہر پیغمبر میں اللہ تعالیٰ نے یہ تین خصلتیں رکھی تھیں

(۱) ان کو جماہی نہیں آتی تھی۔

(۲) انگڑائی نہیں آتی تھی۔

(۳) بے موقع کبھی بھی احتلام نہیں ہوتا تھا۔

تین پانی

فرمایا کہ : تین پانی کھڑے ہو کر پی سکتے ہیں

(۱) ماءِ زمزم پشرب ممتا

(۲) ماءالسبیل — یشرب شربًا ورجاً

(۳) ماءالوضو — یشرب علاجاً

تین کتابیں

فرمایا کہ : فہم الحدیث کے سلسلے میں تین کتابیں بہت اہم ہیں

(۱) امام ابوجعفر طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کی شرح مشکل الآثار (۷ جلدوں میں)

(۲) عبدالرحمن ابن الجوزی کی کشف المشکل (۴ جلدوں میں)

(۳) ابن الفورک کی مشکل الاحادیث

ہر قسم کی مشکل اور پریشانی کا حل

فرمایا کہ صرف تین کام کرو دنیا میں اللہ تعالیٰ ہر قسم کی مشکل اور پریشانی سے دور رکھے گا۔

پنج وقتہ نماز تو اصل دین ہے اور روح اسلام ہے اس کے بغیر انسان مسلمان نہیں ہے اور کچھ کر بھی نہیں سکتا اس کے علاوہ وہ تین کام اور ہیں

(۱) مغرب کی نماز کے بعد چھ (۶) رکعات اوابین ہمیشہ پڑھا کرو۔

(۲) استغفار کی کثرت کرو۔ یاد رکھو استغفار سے تمام کام پورے ہوں گے لیکن اس میں بھی کمی نہ کرنا۔

(۳) رزق کے معاملے میں مخلوق پر کبھی بھی سہارا نہ کرنا۔

زندگی کے تین ارکان

فرمایا کہ: زندگی کے تین اہم ارکان ہیں جب ہوں تو ایسا سمجھو کہ اس کی زندگی جنت الفردوس میں گزر رہی ہے۔

(۱) بہترین گھر ہو سر چھپانے کے لئے۔

(۲) بشریت کے تقاضے پورے کرنے کے لئے نیک اور عفیف بیوی ہو۔

(۳) سواری ہو۔

تین کتابوں کا ہر ایڈیشن

فرمایا کہ: تین کتابیں ایسی ہیں کہ اب تک ان کے جتنے ایڈیشن چھپ چکے ہیں میرے پاس سارے ایڈیشن موجود ہیں

(۱) فتح الباری (۲) روح المعانی (۳) بیان القرآن

صرف بیان القرآن کے اس نسخے کی تلاش ہے جو لاہور سے چھپا ہے۔ تیس (۳۰) پارے چھپے تھے مکمل نہیں ہوئی تھی۔ اب شاید ناپید ہو گئی ہے کوئی آ مادہ کرے تو اس کو اس کے بدلے میں روح المعانی اور بیان القرآن کے جدید ایڈیشن پیش کر دوں گا۔

راز دار

فرمایا کہ : تین آدمیوں کا راز دار ہونا بہت ضروری ہے

(۱) عالم (۲) ڈاکٹر (۳) خاوند

معبود ماننے والے

فرمایا کہ : معبود ماننے والوں کی تین اقسام ہیں

(۱) اپنے میں ہی سے کسی ایک کو خدا مان لیتے ہیں جیسے ہندو۔

(۲) ملائکہ اور جنات وغیرہ کو سردار کہتے ہیں جیسے مشرکین۔

(۳) غیبی قوت کو خدا مان لیتا ہے جیسے کہ عام انسان۔

غنیۃ الطالبین

فرمایا کہ : غنیۃ الطالبین کے بارے میں تین اقوال ہیں

(۱) مبتدعین اسے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب مانتے ہیں۔

(۲) اہل حق کی ایک جماعت اس بات کا انکار کرتی ہے۔

(۳) ایک جماعت کہتی ہے کہ کچھ حصے حضرت کے ہیں اور کچھ نہیں۔

ایمان اور کفر پر تین کتابیں

فرمایا کہ۔ ایمان اور کفر پر تین کتابیں بہت موثر ہیں

(۱) حافظ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب " الصارم المسلول علی احکام شاتم الرسول"

(۲) امام العصر حضرت مولانا محمد انور شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کی "اکفار الملحدین فی ضروریات الدین"

(۳) مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا رسالہ ایمان و کفر، حکیم الامت رحمہ اللہ نے بھی اس کی تعریف کی ہے۔

عبادت

فرمایا کہ: عبادت کا انحصار تین چیزوں پر ہے

(۱) محبت (۲) خوف (۳) رجاء

اور پھر عبادت کے لئے مزید تین چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے:

(۱) ایمان (۲) اتباع (۳) اخلاص

ہمیشہ رہنے والے تین کام

فرمایا کہ: تین کام ایسے ہیں جو ہمیشہ رہتے ہیں

(۱) ہاتھ میں عصاء
(۲) سر پہ عمامہ
(۳) چہرے پہ داڑھی

تین وجوہات

فرمایا کہ : ہم اکثر پڑھتے ہیں کہ نبی اور صحابہ کرام زیادہ تر بھوکے رہتے تھے اس کی کیا وجہ ہے ان کو کھانا کیوں نہیں ملتا تھا۔ اس کی تین وجوہات ہیں۔
(۱) نبی دنیا پر چوٹ کرنے آتے ہیں اس لئے دنیا کی چیزوں سے انہیں کوئی لگاؤ نہیں ہوتا۔
(۲) کھانے پر نہ دین موقوف ہے اور نہ ہی دنیا۔
(۳) جو کھانا انہیں دوسری طرح مل رہا تھا وہ اس دنیاوی کھانے سے بڑھ کر تھا۔

بادشاہ کے تین نقص

فرمایا کہ : بادشاہ میں تین نقص ہوتے ہیں
(۱) بہت حریص ہوتا ہے۔
(۲) بادشاہت کا مالک نہیں ہوتا بلکہ اس کا تسلط ہوتا ہے۔
(۳) بادشاہ میں احتیاط بہت ہوتی ہے جس کی وجہ سے اسے نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔

اعمال

فرمایا کہ : اعمال تین طرح حبط ہوتے ہیں

(۱) جب ان کا مطلوبہ نتیجہ نہ ملے۔

(۲) جب اعمال کا اجر کم ہو جائے۔

(۳) جب اعمال کے وجود کی نفی ہو جائے۔

بالوں کے تین حق ہیں

فرمایا کہ : جو بال رکھتے ہیں انہیں چاہئے کہ تین باتوں کا اہتمام کریں

(۱) عمامہ باندھنا

(۲) نظافت

(۳) کنگھی کرنا

شبِ قدر کی دعائیں

فرمایا کہ : شب قدر کی تین اہم دعائیں ہیں

(۱) استقامت علی الہدایت

(۲) دوام عافیت

(۳) اخروی نجات مع الفردوس

تین چیزیں بے مثال

فرمایا کہ : اگر بروز قیامت اللہ تعالیٰ نے مجھ سے پوچھا کہ دنیا آپ کو کیسی لگی تو میں کہوں گا کہ دنیا میں تین چیزیں بے مثال تھیں

(۱) کتابوں میں تفسیر روح المعانی

(۲) مطعوم میں چاول

(۳) مشروبات میں چائے

پشتو

فرمایا کہ : پشتو میں تین زبانیں شامل ہیں

(۱) سنسکرت سب سے زیادہ ہے۔

(۲) عربی کا بھی کسی حد تک غلبہ ہے۔

(۳) فارسی بہت کم ہے۔

تین درسگاہیں

فرمایا کہ : ایک زمانہ تھا کہ تین درسگاہیں بہت مشہور تھیں۔

(۱) بغداد (۲) نجف (۳) دہلی

ہرات کے تین افراد

فرمایا کہ : ہرات میں تین افراد قابلِ ذکر ہیں

(۱) خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ (کہا جاتا ہے کہ ان کے پاس امام بخاری سے زیادہ احادیث تھیں)

(۲) عبد الرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ

(۳) امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ۔ ان کا انتقال ۶۰۶ھ میں ہوا ہے۔

تینوں حضرات کے مزارات بھی ہرات ہی میں ہیں۔

معدہ

فرمایا کہ : معدہ تین چیزوں سے صحیح رہتا ہے

(۱) قلت طعام

(۲) کھانا وقت پر کھانا

(۳) کھانے کے بعد کھانا ہضم ہونے کا وقت ملے۔

حاجات

فرمایا کہ : دنیا میں حاجات تین طرح مانگی جاتی ہیں

(۱) نیک اعمال سے

(۲) اللہ تعالیٰ کے سامنے آہ وزاری کرنے سے

(۳) باقاعدہ نوافل وغیرہ پڑھ کر اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونے سے

دین اسلام کے بارے میں تین باتیں

فرمایا کہ : تین باتیں یاد رکھو ہمارا دین محفوظ ہے "انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون"

ہمارا دین مکمل ہے "الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی"

ہمارا دین کل کائنات کے لئے ہے "یاایھاالناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا"

اس کے تین فوری فائدے ہیں

(۱) ہمیں کسی اور دین سے متاثر ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔

(۲) چونکہ کامل ہے اس لئے نظریے اور بدعات کی ضرورت نہیں۔

(۳) نہ ہی کسی نئے نبی کی ضرورت ہے۔

اور اس کے مسلمانوں پر تین اثرات ہیں :

(۱) مسلمان نہ ہی انتہا پسند ہیں۔

(۲) نہ تشدد پسند ہیں۔

(۳) نہ ہی دہشت گرد ہیں۔

تین بادشاہ

فرمایا کہ : میری یادداشت میں تین بادشاہ ایسے گزرے ہیں جو اپنے ہاتھ کی کمائی کھاتے تھے۔ انبیاء میں حضرت داؤد علیہ السلام اور ہند کے بادشاہوں میں ناصر الدین بلبن اور حضرت اورنگزیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ، حضرت تو خود اپنے ہاتھوں سے ٹوپیاں بناتے تھے اور قرآن کریم کے نسخے لکھتے تھے اور اسی کی کمائی کھاتے تھے اسی لئے فقیر بادشاہ مشہور تھے۔

مناظرہ

فرمایا کہ : مناظرے میں تین باتوں کا جو اہتمام کرے وہ بہترین مناظر ہوگا

(۱) گفتگو کے دوران کبھی بھی غصہ نہ کرے۔

(۲) مخالف کی فضول باتوں کا جواب بالکل نہ دے۔

(۳) دوران گفتگو خراب، مذاق اور اہانت کے جملے بالکل بھی استعمال نہ کرے۔

بریلوی تین وجہ سے دائرۂ اسلام سے خارج ہیں

بریلوی تین وجہ سے دائرۂ اسلام سے خارج ہیں

(۱) اعتقاد نفی البشریہ

(۲) اعتقاد مسئلہ علم الغیب اگرچہ باعطائے خدا

(۳) اعتقاد حاضر و ناظر و متصرف

بڑھاپے کے تین تحفے

بڑھاپے کے تین تحفے دنیا میں ہیں

(۱) حلوہ

(۲) کباب

(۳) اہل خانہ

حلال وحرام

فرمایا کہ : کسی حلال چیز کو تین طرح حرام کیا جاتا ہے

(۱) اس چیز کے بارے اعتقاد ہو کہ یہ حلال چیز حرام ہے۔ یہ گناہ کبیرہ ہے

(۲) اعتقاد تو نہیں ہے لیکن اس کے ساتھ معاملہ حرام جیسا ہے۔ یہ مکروہ ہے

(۳) طبی یا طبعی طور پر اس سے بچا جائے۔ یہ جائز ہے

آخرت پر یقین

فرمایا کہ : آخرت پر پختہ یقین کے تین فوائد ہیں

(۱) روح حالت ایمان میں نکلے گی۔

(۲) قبر میں اللہ تعالیٰ آسانی فرمائیں گے۔

(۳) بروز قیامت اللہ تعالیٰ نجات فرمائیں گے۔

عبادات

فرمایا کہ : عبادات کی تین اقسام ہیں

(۱) فرائض (۲) سنن (۳) تطوعات

فرائض میں واجبات آ گئے سنن میں مستحبات اور تطوعات میں تمام نوافل اور انفاق وغیرہ

متقی اور پرہیزگار

فرمایا کہ : متقی اور پرہیزگار بننے کی تین بنیادیں ہیں

(۱) کثرت عبادت

(۲) قیام اللیل

(۳) تقلیل الطعام

آئمہ اربعہ اور اختلاف

فرمایا کہ : آئمہ اربعہ کے اختلاف کو سمجھنے کے لئے تین کتب کا مطالعہ ضروری ہے

(۱) رفع الملام — شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کی

(۲) کشف الغمۃ — شیخ عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کی

(۳) مراتب الرجال — شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی

حفاظت

فرمایا کہ : فروج کی حفاظت تین طرح سے ہے

(۱) اجنبیوں کی طرف دیکھنے سے پرہیز کیا جائے۔

(۲) اجنبیوں سے نہ ملا جائے اور مشتبہات عورتوں سے دور رہا جائے۔

(۳) ایسے اسباب اور ماحول کو ترک کیا جائے جہاں گناہ کا اندیشہ ہو۔

دودھ

فرمایا کہ : وقت پر دودھ استعمال کرنے کے تین فوائد ہیں

(۱) قلب ہمیشہ مضبوط رہیگا۔

(۲) بینائی عمر آخر تک قائم رہے گی

(۳) اعضاء اور جوڑوں میں درد کبھی نہیں ہوگا۔

شیطان اور انسان

فرمایا کہ : شیطان انسان کو تین جگہوں سے شکار کرتا ہے اور بہکاتا ہے

(۱) نگاہ سے (۲) غذا سے (۳) شرم گاہ سے

اس سے فوری تین نقصانات ہوتے ہیں

(۱) عقیدے میں فساد پیدا ہو جاتا ہے۔

(۲) اعمال بھی فساد کا شکار ہو جاتے ہیں۔

(۳) اقوال میں بھی فساد پیدا ہو جاتا ہے۔

پھر اس کا نقصان اور بڑھتا ہے کیونکہ ہر انسان کے ساتھ تین گھرانے وابستہ ہوتے ہیں

(۱) وہ خود اور اس کی بیوی۔

(۲) اس کے بچے یعنی جو اس سے پیدا ہیں۔

(۳) اس کے ماں باپ یعنی جن سے یہ پیدا ہے

خلاصہ یوں سمجھو کہ مجموعی طور پر ایک کم وسے ایک اندازے کے مطابق ۱۰۰۰۰

(دس ہزار) افراد متاثر ہو سکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے نام سے ابتداء

فرمایا کہ : اللہ تعالیٰ کے نام سے ابتداء کرنے میں تین فوائد ہیں

(۱) جس کام کا ارادہ کیا ہو وہ آسان ہو جاتا ہے۔ یہ سہولت ہے

(۲) جس طرح آپ چاہیں گے ویسے ہی ہوگا۔ یہ تکمیل ہے

(۳) نقصان پہنچانے والے تمام دشمن ختم ہو جائیں گے۔ یہ دفاع ہے

اللہ کی راہ میں خرچ

فرمایا کہ : اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے لئے تین چیزیں ضروری ہیں

(۱) ایمان اس کے بغیر کوئی بھی چیز قبول نہیں ہوگی۔

(۲) اخلاص اس لئے ضروری ہے تاکہ اعمال درست ہوں۔

(۳) احسان اس سے اسلام کو فائدہ پہنچتا ہے۔

شیطان کی دشمنی

فرمایا کہ : شیطان تین طرح لوگوں سے دشمنی کرتا ہے

(۱) نیک مجالس اور مساجد سے لوگوں کو دور کرتا ہے۔

(۲) دینی لباس اور علماء کے لباس سے بھی دور کرتا ہے۔

(۳) بے حجابی اور بے پردگی میں ملوث کر دیتا ہے۔

خواب کی تعبیر

فرمایا کہ : کسی بھی خواب کی تعبیر کے تین طریقے ہیں

(۱) خواب کی مناسبت تلاش کر کے اس کے حساب سے تعبیر دی جائے۔

(۲) کبھی کبھی تعبیر موسم کے حساب سے بھی دی جاتی ہے۔

(۳) موہوبہ یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے دل و دماغ میں تعبیر آجاتی ہے۔

ہمیشہ صحت مند

فرمایا کہ : تین چیزیں اگر کسی کو راس آجائیں تو وہ ہمیشہ صحتمند رہے گا

(۱) دودھ (۲) انڈہ (۳) شہد

نبی کی اتباع

فرمایا کہ : نبی کی اتباع کے تین درجات ہیں

(۱) اتباع ما نزل یعنی وحی کی اتباع کرنا

(۲) اتباع ما قال او فعل یعنی سنت کی اتباع

(۳) اتباع من اتباع یعنی صحابہ کرام کی اتباع کرنا

قرآن کریم

فرمایا کہ : تین وجہوں سے قرآن کریم دنیا میں قائم رہے گا

(۱) کعبۃ اللہ کے مرکز اسلام ہونے کی وجہ سے

(۲) جناب نبی کریم ﷺ کے خاتم الانبیاء ہونے کی وجہ سے

(۳) خود قرآن کریم میں صفت اعجاز ہونے کی وجہ سے

آرام اور راحت

فرمایا کہ : دنیا میں تین چیزیں ہر انسان کے لئے آرام اور راحت کا باعث ہوتی ہیں

(۱) نیک بیوی (۲) تابعدار اولاد (۳) منصب

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا رد

فرمایا کہ : امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا رد تین افراد نے کیا ہے۔

(۱) عقیلی یمنی

(۲) ابن شاہین

(۳) دار قطنی

مہمان کا اکرام

فرمایا کہ مہمان کا اکرام تین طرح ہے

(۱) جب وہ آئے تو آپ اس کا استقبال بہت ہی اعلیٰ اور بہترین الفاظ سے کریں۔

(۲) اس کے لئے بہت ہی عزت اور افتخار کی جگہ کا انتظام کریں۔

(۳) اس کے استقبال کے لئے خود بھی اچھے اور نئے کپڑے پہنیں۔

وهو على كل شيء قدير

چار باتیں یاد رکھنے کی

مالک یوم الدین

فرمایا کہ : اللہ تعالیٰ مالک یوم الدین ہیں، اس سے چار باتوں کا پتہ چلا

(۱) اصل قدرت اور طاقت صرف اللہ تعالیٰ کی ہے۔

(۲) انتظام کے لئے اختیار چاہئے۔

(۳) انتظام یہ ہے کہ اچھے اور برے کے درمیان فرق کیا جائے۔

(۴) اچھے اعمال پر انعام و اکرام ہو اور برے اعمال پر گرفت کی جائے۔

دنیا میں تکلیف

فرمایا کہ : دنیا میں تکلیف چار طرح سے دور کی جا سکتی ہے۔

(۱) جتلا کا ساتھ دیا جائے۔

(۲) کسی دوسرے بڑے آدمی کو بیچ میں ڈال کر اس مسئلہ کو حل کیا جائے۔

(۳) اس کی طرف سے جرمانہ بھرا جائے۔

(۴) سب لوگ مل کر تکلیف پہنچانے والے کا مقابلہ کریں۔

ایک رکعت میں ختم قرآن

فرمایا کہ :   امت محمدیہ میں چار افراد ایسے گزرے ہیں جنہوں نے ایک رکعت میں مکمل قرآن کریم ختم فرمایا ہے۔۔ دو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہما اور دو تابعین میں سے

(۱) حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۲) حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۳) الامام الاعظم امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

(۴) حضرت سعید ابن جبیر رحمۃ اللہ علیہ   (المستطرف جدید ص ۱۳)

اچھے عالم کی پہچان

فرمایا کہ :   اچھے عالم کی پہچان ان چار چیزوں سے بخوبی ہو سکتی ہے:

(۱) قرآن کریم کی تلاوت ترجمہ و تفسیر کی عبارت۔

(۲) سنت اور احادیث سے پوری واقفیت۔

(۳) فقہ کے متون اور فتاویٰ کا استحضار ہو۔

(۴) ادب کی قابلیت ان کی چاندنی ہے۔

چار چیزیں مؤمن کے فائدے کی

فرمایا کہ : چار چیزیں ایسی ہیں جن سے مؤمن کو بہت فائدہ ہوتا ہے

(۱) وحی

(۲) خاص قرآن کریم

(۳) رمضان

(۴) نبی آخرزماں کی تعلیمات

پیرِ ہدایت

فرمایا کہ : پیر میں اگر یہ چار خصلتیں ہیں تو وہ پیر ہدایت ہے ورنہ یاد رکھنا کہ وہ دجال ہے،

(۱) شریعت مقدسہ کا عالم اور عامل ہونا چاہئے۔

(۲) ایسا سخی ہونا چاہئے کہ سب پر خرچ کرے ایسا نہیں کہ ہر وقت اپنی نظر اپنے مریدوں کی جیب پر رکھے۔

(۳) دین اور دین والوں کا غلام ہونا چاہئے۔

(۴) دین کے دشمنوں سے مقابلے کے لئے ہر وقت تیار ہونا چاہئے۔

دفع الفحشاء

فرمایا کہ : دفع الفحشاء کے لئے چار چیزوں کا کرنا بہت ضروری ہے

(۱) زنا کار کو فوری سزا دی جائے۔

(۲) قانون کا بھرپور نفاذ ہو۔

(۳) تہمت لگانے والوں کو بھی سزا دی جائے۔

(۴) حجاب اور پردے کا مکمل نفاذ ہو۔

سورۂ تغابن

فرمایا کہ : سورۂ تغابن میں کل ملا کر ان چار چیزوں کا بیان ہے

(۱) اللہ تعالیٰ کی تسبیح اور تقدیس۔

(۲) دنیا کی بے ثباتی۔

(۳) اعمال صالح کی ترغیب۔

(۴) تقویٰ اور توکل۔

اللہ تعالیٰ کے چار بڑے انعامات

فرمایا کہ : چار انعامات اللہ تعالیٰ کے بہت بڑے ہیں

(۱) وجود بخشا نیست سے ہست میں لائے

(۲) انسان بنایا حیوان نہیں بنایا

(۳) امت محمدیہ ﷺ میں پیدا کیا۔

(۴) عافیت کا معاملہ فرمایا۔

حیاتِ خضر

فرمایا کہ : چار آدمیوں کے علاوہ تمام حضرات حیاتِ خضر کے قائل ہیں

(۱) امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ

(۲) قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ

(۳) علامہ بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ

(۴) امام المفسرین ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ

جبکہ اس سلسلے میں علامہ آلوسی مفسر (تفسیر روح المعانی والے) مضطرب ہیں۔

پانچ چیزیں

فرمایا کہ : دعا میں پانچ چیزیں بہت اہم ہیں۔ ویسے تو دعا کے ۱۴ کے قریب آداب لکھے گئے ہیں لیکن یہ پانچ ان کا نچوڑ ہیں

(۱) دعا کی ابتداء اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء سے ہو۔

(۲) دعا سنت کے مطابق ہو۔

(۳) دعا میں جامعیت ہو یعنی دین ودنیا دونوں کے فوائد کی طلب ہو۔

(۴) موافقین اور مطیعین کے لئے مدد مانگی جائے۔

(۵) اعداء دین سے برأت اور بچاؤ کی مدد مانگی جائے۔

پانچ بچے

فرمایا کہ : ان پانچ بچوں نے آنحضرت ﷺ کی گود میں پیشاب کیا تھا

(۱) حضرت حسن رضی اللہ عنہ

(۲) حضرت حسین رضی اللہ عنہ

(۳) حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ

(۴) ابن بنت محسن رضی اللہ عنہ

(۵) ابن بنت قیس رضی اللہ عنہ

پانچ نعمتیں

فرمایا کہ : اللہ تعالیٰ کی پانچ نعمتیں بہت عجیب ہیں

(۱) وجود (۲) حیات (۳) عافیت (۴) ہدایت (۵) نجات

فجر کی نماز وجود کی دلیل ہے۔ تقریباً تمام انبیاء وقتِ فجر میں پیدا ہوئے۔

حیات کا شکر ظہر میں ادا ہوتا ہے۔

عافیت کا شکر عصر میں ادا ہوتا ہے۔

ہدایت کا شکر مغرب میں ادا ہوتا ہے۔

نجات کا فیصلہ بالکل آخر میں ہوتا ہے وقتِ عشاء میں۔

علم وعزم

فرمایا کہ : علم کے لئے عزم بلند رکھو اور کبھی بھی اقل پر اکتفا نہیں کرو۔ کھانے پینے اور دوسری چیزوں میں اقل قلیل پر اکتفا کرو لیکن علم میں ہمیشہ نہایہ تک پہنچنے کی کوشش کرو۔ جس نے بھی حصولِ علم میں دھوکہ بازی کی ہے وہ کبھی بھی کامیاب نہیں ہوا ہے۔

اصطلاحی علم

فرمایا کہ : اصطلاحی علم اسے کہتے ہیں کہ آدمی کو کتاب میں محاورے پر بھی عبور ہو اور محاورات کو ان کے معنی اور مفہوم کے اعتبار سے مطابقت کے ساتھ بیان کرے۔ میرے حساب سے یہ علم کا ایک بہت بڑا امتحان ہے۔

فیض الباری

فرمایا کہ : فیض الباری بخاری شریف کے لئے روح ہے اور ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے۔ اگر کوئی ساری شروحات دیکھے اور فیض الباری نہ دیکھے تو بخاری شریف حل کرنا مشکل ہے اور اگر صرف فیض الباری دیکھی اور کوئی شرح نہ دیکھی تو بخاری حل کی جا سکتی ہے۔

پردہ

فرمایا کہ : یاد رکھیں اگر کوئی عورت بغیر پردے کے مری تو اس کی مغفرت نہیں ہوگی۔ کیونکہ پردہ قطعی مسئلہ ہے فرائض میں سے ہے اور فرض کا منکر اسلام پر قائم نہیں رہتا۔

عورت اور دین

فرمایا کہ : جو بھی عورتوں کے لیے دین کو کمزور کریگا یاد رکھو اللہ تعالیٰ انہی عورتوں کے ذریعے اس شخص کو ذلیل خوار کر دے گا یہ قاعدہ ہمیشہ یاد رکھنا۔

اعمال میں مشقت

فرمایا کہ : یہ عادت خداوندی ہے کہ اعمال میں مشقت جتنی زیادہ ہوگی اتنا ہی اجر و ثواب عظیم ہوگا۔

علم کے لئے سفر

فرمایا کہ : علم کے لئے سفر بہت ضروری ہے۔ استاذ گرامی قدر حضرت مولانا لطف اللہ صاحب نور اللہ مرقدہ بنوری ٹاؤن میں شیخ الحدیث تھے لیکن اپنے بیٹے حضرت مولانا ہدایت اللہ صاحب کو خیر المدارس حضرت مولانا خیر محمد صاحب جالندھری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بھیجا۔ حضرت مولانا غلام اللہ خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بیٹے کو محدث اعظم حضرت بنوری رحمہ اللہ سے حدیث پڑھنے کے لئے کراچی بھیجا۔ حضرت مولانا شمس الحق افغانی رحمۃ اللہ علیہ نے جب جمیع علوم و فنون حاصل کئے تو دیو بند امام العصر حضرت مولانا محمد انور شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں چلے گئے اور داخلہ لے لیا۔ دوران

ورنہ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اکثر فرماتے تھے کہ ایک پٹھان طالب علم آیا ہے،
دیکھنے کا ہے۔

علم نبوت

فرمایا کہ : ایک قاعدہ یاد رکھو کہ جس نے علم نبوت اپنی اصلاح اور نفع کے لئے
استعمال کیا تو اللہ تعالیٰ اس کی گزرنے والی سات پشتوں کو جہنم سے نجات دے گا اور آنے
والی سات پشتوں میں خیر کے فیصلے فرمائے گا۔

اخلاص و توجہ

فرمایا کہ : اگر آپ نے علم اخلاص اور توجہ کے ساتھ حاصل کیا تو آپ کو اس کا
رنگ اور ثمر و بہترین طریقے سے حاصل ہوگا اور اگر ایسا نہ کیا تو پھر سب کچھ بیکار ہوگا۔

کتاب اللہ اور فقہ

فرمایا کہ : دو علوم ایسے ہیں کہ جن سے انسان کبھی بھی مستغنی نہیں ہو سکتا ایک تو کتاب
اللہ جو کہ تمام برکات اور ہدایت کی پونجی ہے اور دوسرا علم فقہ جو کہ حلال اور حرام کا علم ہے۔

عالم اور حکیم

فرمایا کہ : ایک قابل حکیم سے میں نے پوچھا کہ بہترین اور کامل صحت کے لئے کتنی نیند ضروری ہے تو اس نے کہا کہ ۱۶ گھنٹے پھر میں نے ایک عالم سے پوچھا کہ مطالعہ کے لئے کتنا وقت مقرر ہونا چاہئے تو انہوں نے کہا کہ ۱۶ گھنٹے

"فکر ہر کس بقدر ہمت اوس"۔

تحریر الاصول اور غایۃ التحقیق

فرمایا کہ : اگر مجھ سے کوئی طالب علم یہ کہے کہ میں اصول یاد کرنا چاہتا ہوں، تو میں پہلے اس طالب علم کی استعداد دیکھوں گا، اگر وہ اچھا عربی دان ہے اور اسے عربی پر مکمل عبور ہے تو میں اس سے کہوں گا کہ محقق ابن الہمام کی تحریر الاصول یاد کر لے اور اگر وہ متوسط طالب علم ہے تو میں اسے حسامی کی شرح غایۃ التحقیق عبدالعزیز بخاری کی یاد کرنے کو کہوں گا۔

نیند

فرمایا کہ : نیند ایک عیب ہے، یاد رکھنا جو شخص کمال کی طرف جاتا ہے اس کو اپنی نیند پر کنٹرول ہوتا ہے اور اس کی نیند کم ہو جاتی ہے اور جو شخص کمال سے گر جاتا ہے اس کی نیند بڑھ جاتی ہے۔

توکل

فرمایا کہ: یاد رکھنا توکل جب کمال کو پہنچ جاتا ہے تو درمیان میں اسباب سب کے سب کمزور پڑ جاتے ہیں۔ اسباب کا تعطل نہیں ہوتا صرف اسباب پر سے اعتماد اٹھ جاتا ہے اور جب اسباب پر اعتماد بڑھ جاتا ہے تو توکل کمزور پڑ جاتا ہے۔

پاکستان میں اسلام مظلوم ہوگا

فرمایا کہ: شیخ العرب والعجم شیخ الاسلام صدر المدرسین دارالعلوم دیوبند حضرت اقدس حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی نور اللہ مرقدہ نے فرمایا تھا کہ ہندوستان میں مسلمان مظلوم ہیں اور پاکستان میں اسلام مظلوم ہوگا۔ آج ساٹھ سال پورے ہو گئے اور حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد آفتاب کی طرح واضح ہے۔ یہ حضرت نے دارالعلوم دیوبند کے دارالحدیث میں مسند حدیث پر بیٹھ کر فرمایا تھا۔

تبلیغی نصاب

فرمایا کہ: اچھے اعمال میں سے یہ بھی ہے کہ کبھی کبھی تبلیغی نصاب بھی پڑھا جائے جسے آج کل فضائل اعمال کہا جاتا ہے۔ حضرت شیخ الحدیث نے سہارنپور کے مدرسے میں ۵۵ سال بخاری پڑھانے کے بعد اپنے مبارک، تجرباتی قلم سے اس کو جمع فرمایا ہے۔ یاد

رکھنا اس میں بڑے فوائد ہیں اس کا اہتمام کریں ان شاء اللہ فائدہ ہوگا۔

ہدایہ اور فتح القدیر

فرمایا کہ : جس شخص نے ہدایہ فتح القدیر دیکھے بغیر پڑھائی وہ شخص اس قابل ہے کہ اس کو ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ڈال کر جیل میں بند کرنا چاہیے۔

بہترین نماز

فرمایا کہ : پیغمبر کے بعد بہترین نماز حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے پڑھائی اور ہمارے زمانے میں محمود الملت والدین مولانا مفتی محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نماز امتیازی ہوتی تھی حضرت جیسا امام میں نے اپنی زندگی میں نہیں دیکھا۔ ہمیشہ بڑی سورتیں پڑھتے تھے اور ایک عجیب شان سے پڑھتے تھے حضرت تمام قرأت کے حافظ تھے ہمارے استاذ گرامی قدر حضرت مولانا بنوری صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ کی نماز کے عاشق زار تھے۔ جب بھی مفتی محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ بنوری ٹاؤن آتے تھے تو حضرت بنوری صاحب ان کی نماز کے انتظار میں صف میں بیٹھے رہتے تھے۔

درویش

فرمایا کہ : بروز قیامت اگر مجھ سے کوئی یہ پوچھے کہ آپ نے دنیا میں کوئی درویش

دیکھا ہے تو میں حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کا نام لوں گا۔

حرامی و حلالی

فرمایا کہ: ایک قاعدہ اپنے پاس نوٹ کرلو اور یہ وہ قاعدہ ہے جو دنیا میں کوئی اور نہیں بتائے گا اور وہ یہ کہ دین اور علماء کا مذاق اڑانے والے حرامی ہوتے ہیں، حلالی ہو ہی نہیں سکتا۔ یاد رکھنا اگر حلالی کا فربھی ہوگا تو وہ علماء کا مذاق کبھی بھی نہیں اڑائیگا ہاں مقابلہ کریگا، اختلاف رکھے گا لیکن مذاق نہیں اڑائے گا مذاق صرف اور صرف حرامی ہی اڑائیگا۔

صوفی اور پیر

فرمایا کہ: صوفی اور پیر کا بغیر توحید کے ذکر کرنا ایسا ہے جیسے کوئی بغیر استنجاء اور بلاوضو کے نماز پڑھے کہ کپڑوں پر نجاست لگی ہوئی ہے اور نماز پڑھ رہا ہے۔

قرآن کریم اور پیران طریقت

فرمایا کہ: طالب علمو یاد رکھو کہ قرآن بیان ہوا اور پیران طریقت کا رد نہیں ہوا تو سمجھو کہ قرآن بیان ہی نہیں ہوا۔ دین میں ساری گڑبڑ اور خرابی تو ان پیروں کی وجہ سے پیدا ہوئی ہے اس لئے سب سے پہلے ان کا رد ہونا ضروری ہے۔

ایمان کی حفاظت

فرمایا کہ : ایک نصیحت سن لو جس طرح کسی نیک بزرگ عالم دین سے تعلق رکھنا ایمان کی حفاظت کے لئے ضروری ہے اسی طرح ان بے عمل پیروں سے بچنا بھی ایمان کی حفاظت کے لئے ضروری ہے۔

ذکر اللہ

فرمایا کہ : جس صفت سے بھی آپ اللہ تعالیٰ کا ذکر کریں گے آپ کو اس کا فائدہ پہنچے گا۔ یاد رکھنا اس سے انسان کے نقص دور ہو جاتے ہیں اور انسان کو کمالات نصیب ہوتے ہیں۔

چائے

فرمایا کہ : چائے ہم نے دنیا میں بہت پی ہیں لیکن ہمارے مخدوم بزرگ حضرت مولانا فداء الرحمٰن صاحب درخواستی دامت برکاتہم کے یہاں جب ہمارا جانا ہوتا ہے تو حضرت پہلے سے اپنے عملے کو Attention رکھتے ہیں اور مجلس کے آخر میں چائے پیش کرتے ہیں۔ میں خود (۵۰۰) بھینسوں کا مالک ہوں (یہ تجارت کے لئے نہیں ہیں میں نے ایک بکری پالی تھی دودھ کے لئے اس سے ریوڑ بن گیا وہ ایک افغانی کو ہبہ کیا تو اللہ تعالیٰ

نے چینیوں کا تحفہ دیا) لیکن وہ چائے ہم بھی نہیں بنا سکتے۔ میں نے اپنی زندگی میں کسی چائے میں وہ ذائقہ نہیں پایا جو اس چائے میں ہوتا ہے۔ یقیناً یہ ذائقہ مولانا کے اخلاص اور محبت کا ہی ذائقہ ہوتا ہے۔

چائے معیارِ صحت

فرمایا کہ : چائے معیارِ صحت ہے۔ اگر ذرا سی طبیعت خراب ہو تو چائے چھوٹ جاتی ہے اور سبز چائے کے سلسلے میں ایک بات یاد رکھیں کہ اگر اسے 'قہوہ' کہیں گے تو یہ قبض پیدا کرے گی اور ثقیل ہوگی اور اگر سبز چائے کہیں گے تو یہ مفرح ہوگی" المشروب بالاسماء و المطعوم بالاوانی "۔ چائے شوق سے پینی چاہیے۔ لیکن اگر چائے سے پیشاب زیادہ آئے تو پھر اس کا ترک کرنا ضروری ہے۔

دم میں کمال

فرمایا کہ : دم قیمتی کام تھا مگر کاروباری لوگوں نے اسے بھی ہلکا کر دیا۔ طالب علموں یاد رکھنا کہ جب تک اپنے دم میں کمال نہ پیدا کر لو اس وقت تک کسی کو دم نہیں کرنا۔ دم ایسا کرو کہ آپ زمین پر دم کریں اور اس کے فیصلے عرش پر ہوں۔ دم ہر کسی کو نہیں کرنا صرف اس شخص کو دم کرنا کہ جس کو آپ کا دل چاہے دم کرنے کا۔

شرعی نظام اور دنیاوی نظام

فرمایا کہ : اگر کوئی آپ سے یہ پوچھے کہ آپ کی شریعت کے نظام اور دنیا کے
نظام میں کیا فرق ہے تو آپ اس کو مختصراً دو جوابات دیں
(۱) ہمارا دین اسلام مکمل آداب اور انتظام پر مشتمل ہے۔
(۲) ہماری شریعت کی تعلیمات انسان کو اس کے پیدا کرنے والے کے قریب کردیتی ہیں
بس یہ دو باتیں اصل الاصل اور عطر العطر ہیں۔

روح المعانی اور تفسیر کبیر

فرمایا کہ : تفسیر کے سلسلے میں ایک نقطہ یاد رکھو کہ جو بھی تفسیر کا ختم کرے اس کے
لئے لازم ہے کہ وہ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر روح المعانی اور امام فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ
کی تفسیر کبیر ضرور دیکھے۔

دل پر مہر

فرمایا کہ : اس بات کا کیسے پتہ لگایا جائے کہ فلاں شخص کے دل پر مہر لگادی گئی ہے ؟
جواب : جب حق اپنی پوری تابانیت کے ساتھ چمک رہا ہو اور مچل رہا ہو اور اس شخص کو اس
سے کوئی فائدہ نہ پہنچ رہا ہو تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اس کے دل پر مہر لگادی گئی ہے۔

احادیث اور صوفیاءِ کرام

فرمایا کہ : جو احادیث صوفیا کرام کے یہاں تسلسل سے چلی آئی ہیں ان کو صوفیائے کرام کی نسبت سے بیان کرنا جائز ہے۔

تیز لکھنے والے افراد

فرمایا کہ : امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ لکھنے کے بہت بڑے ماہر تھے۔ معرفت الرجال میں ان کی ایک کتاب ہے "مختارا" اس کی دس جلدیں انہوں نے ایک ہی رات میں لکھ ڈالیں۔ اسی طرح ان کی ایک اور کتاب ہے "اختلاف الفقہاء" ۲۰۰۰ جلدوں میں۔

حافظ بدر الدین عینی رحمہ اللہ کے بارے میں مشہور ہے کہ انہوں نے عصر سے مغرب کے درمیان پوری مکمل قدوری لکھ ڈالی تھی۔

اخلاق

فرمایا کہ : مشکل سے مشکل کام اچھے اخلاق کی وجہ سے آسان ہو سکتا ہے اور آسان کام میں برے اخلاق کی وجہ سے مشکلات پیدا ہو سکتی ہیں۔

ایک قاعدہ

فرمایا کہ : طالب علمو ایک قاعدہ یاد رکھو کہ اگر عبادت میں خلوص ہوگا تو استعانت میں بھی خلوص ہوگا اور استعانت میں فساد کا مطلب یہ ہے کہ عبادت میں بھی فساد ہے۔

کثرتِ مال

فرمایا کہ : کثرت مال سے کبھی بھی خوش نہیں ہونا چاہئے، ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے کثرت عافیت مانگنی چاہئے۔

علم کا کمال

فرمایا کہ : علم جب اپنے کمال کو پہنچ جاتا ہے تو عاجزی بڑھ جاتی ہے اور علم سے جب آدمی کو کوئی فائدہ نہیں ہو رہا ہوتا تو اس میں تکبر آجاتا ہے۔

دل

فرمایا کہ : دل کی مثال ایسی ہے جیسے سلطان، تو سلطان سے جب کوئی کام کرانا ہوتا ہے تو اس کی منت سماجت کرنی پڑتی ہے۔ دل جب راضی ہو جائے اور دوسرے اعضاء ساتھ نہ دیں تو بھی کام مراد کو پہنچ جاتا ہے اور اگر سارے اعضاء ساتھ ہوں اور دل راضی نہ

ہو تو وہ کام کبھی مراد کو نہیں پہنچتا۔

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ

فرمایا کہ: حجاج ابن یوسف کہا کرتا تھا کہ حسن بصری بہت حسین جمیل ہے۔
امت میں ان جیسا حسین آدمی ہونا مشکل ہے۔

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ

فرمایا کہ: الامام الاعظم امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال پر حضرت سفیان نے
فرمایا کہ "ذھبت حلاوۃ العلم و الایمان" علم وایمان کی حلاوت دنیا سے چلی گئی۔

حلوہ

فرمایا کہ: حلوہ کی پانچ سو (۵۰۰) اقسام ہیں۔ سب سے اعلیٰ اور بہترین حلوہ
ایمان کا ہوتا ہے۔ یہ حلوہ چار مغز کا تیل نکال کر اس تیل سے بنایا جاتا ہے۔ اس کے بعد
بادام اور خشخاش کا حلوہ ہے اگر صحیح طریقہ سے بن جائے اور اس کے بعد نشاستہ کا حلوہ جس
کا بنانا بھی آسان ہے بہت بہترین ہوتا ہے۔
حلوہ کے لئے ضروری ہے کہ اس میں میٹھا کم ہو اور حلوہ جب ہو تو اس کے ساتھ
اور کوئی چیز نہ ہوتا کہ معدہ پر بوجھ نہ پڑے۔

علم و عفت

فرمایا کہ: یاد رکھنا کہ خاتون کے علم اور اس کی عفت کے درمیان جب بھی تعارض آ جائے تو ترجیح ہمیشہ عفت کو دی جائے گی۔ جاہلات اور عافلات زیادہ بہتر ہیں بدچلن عالمات سے۔

احمد رضا خان کا ترجمہ

فرمایا کہ: مولوی زبیر احمد حیدرآبادی نے ایک رسالہ لکھا ہے جس میں احمد رضا خان کے ترجمہ" قرآن کو غلط کہا ہے اور کہا ہے کہ اس ترجمہ نے ۱۴۰۰ سالہ اسلامی چہرہ مسخ کر دیا ہے۔ ان کے اس رسالہ کا نام ہے " مغفرت الذنب " جبکہ مولوی زبیر احمد خود بریلوی مسلک سے تعلق رکھتے تھے۔

عمل کی شدت

فرمایا کہ: طالب علمو یاد رکھنا کہ عمل کی شدت سے اجر نہیں بڑھتا۔ اجر تب بڑھتا ہے جب عمل میں سنت کا اہتمام کیا گیا ہو جیسے وضو میں اعضاء کا تین دفعہ دھونا سنت طریقہ ہے لیکن چار اور پانچ دفعہ دھونے کو مکروہ کہا گیا ہے۔

اثرات

فرمایا کہ : ناموں اور کلمات کے اثرات روزانہ کے حساب سے لوگوں کی طرف لوٹتے ہیں لیکن لوگ اتنے بے عقل ہو چکے ہیں کہ نہ تو اس بات کو سمجھتے ہیں اور نہ ہی سمجھنا چاہتے ہیں۔ اسی طرح اشعار کے بھی سخت اثرات ہوتے ہیں اس لئے ہر بات میں بہت احتیاط کرنی چاہئے۔

دیوبندیوں سے شکایت

فرمایا کہ : مجھ سے اگر قیامت کے دن یہ پوچھا گیا کہ آپ کو دیوبندیوں پر کوئی اعتراض ہے تو میں کہوں گا کہ ہاں ضرور اور وہ یہ کہ دیوبندیوں نے تمام بدعات کے خلاف ہر محاذ پر بڑے کارنامے انجام دیے ہیں لیکن ایک بدعت جو کہ پیری کی صورت میں ہے اس کے خلاف کوئی کام نہیں کیا اور میری مراد اس سے صرف بریلوی پیر نہیں کیونکہ وہ تو خود مشرک ہیں بلکہ میری مراد اس سے دیوبندی پیر ہے۔

پیری مریدی

فرمایا کہ : آپ مجھ سے جو توحید و سنت سیکھ رہے ہو اس کے ثمرات تمہیں تب ملیں گے جب تم پیری مریدی کے خلاف کام کرو گے۔

حضرت آدم علیہ السلام سے قبل

فرمایا کہ: حضرت آدم علیہ السلام سے قبل خلائق تو تھیں لیکن آدمیت اور انسانیت حضرت آدم علیہ السلام سے ہی شروع ہوئی ہے فلاسفہ کا یہ سمجھنا کہ انسان پہلے کسی اور شکل میں موجود تھا جیسے کیڑے یا لنگور، بندر وغیرہ کی شکل میں یا انکا نطور جنگل تھا اور بالکل غلط بات ہے۔

حیاتِ نبی

فرمایا کہ: حیات النبی ﷺ سے مراد صرف آنحضرت ﷺ کی عمر مبارک نہیں ہے بلکہ حیات اس پروگرام کا نام ہے جو کہ حضرت ﷺ لیکر آئے تھے۔

انبیاءِ کرام کی بعثت

فرمایا کہ: حق تعالیٰ شانہ نے تمام انبیاء کرام بڑے بڑے شہروں میں بھیجے ہیں اور اس کی وجہ یہ تھی کہ بڑی جگہ میں کام آسانی سے ہوتا ہے اور کام کرنے کے مواقع زیادہ ہوتے ہیں۔ دیہات اور چھوٹی بستیوں میں اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام مبعوث نہیں فرمائے۔

کوفہ

فرمایا کہ: ایک زمانے میں کوفہ علم کا مرکز سمجھا جاتا تھا۔ تاریخ بغداد میں لکھا ہے

کہ جب مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے علماء کو کسی مسئلہ میں کوئی مشکل ہوتی تھی تو وہ علماء کوفہ سے مراجعت کرتے تھے۔

اصلاح اور سکون

فرمایا کہ : جن لوگوں کی عقل پر اصلاح کا غلبہ ہوتا ہے وہ ہمیشہ سخت گیر عالم کو پسند کرتے ہیں اور جن کی عقل پر سکوت اور سکون کا غلبہ ہوتا ہے وہ ہمیشہ نرم اور ٹھنڈے عالم کو تلاش کرتے ہیں جو کسی کو کچھ بھی نہ کہے۔

ایک نصیحت

فرمایا کہ : ایک نصیحت کرتا ہوں ہمیشہ یاد رکھنا، اس کا تعلق بخاری اور ترمذی سے نہیں ہے بلکہ اسلام اور ضرورت سے ہے اور وہ یہ کہ مغرب کی دو سنتوں کے بعد چھ ۶ رکعات اوابین کبھی بھی مت چھوڑنا چاہے مرض ہو یا سفر ہو اپنی زندگی کا دارومدار انہی چھ رکعات پر رکھنا۔ چار مت پڑھنا یہ دھوکہ بازی ہے مکمل چھ رکعات کا ہمیشہ اہتمام کرنا اور پھر زندگی میں ثمرات کی بارش دیکھنا۔

توحید

فرمایا کہ : طالب علمو یاد رکھو کہ کام کرو ایسا کہ تیرے اور خدا کے درمیان کوئی بھی واسطہ نہ رہے۔ اس کو توحید کہتے ہیں۔

متشدد

فرمایا کہ: یاد رکھنا ہر متشدد، یعنی حد سے زیادہ سختی کرنے والا ایک نہ ایک دن کمزور پڑ جاتا ہے۔ اس لئے ہر چیز میں اعتدال ضروری ہے۔

علم الکلام

فرمایا کہ: کچھ مسائل ہیں علم الکلام میں جو کہ غلط درج ہوئے ہیں ان کو مقلوب مسائل کہتے ہیں یعنی ان میں قلب ہو چکا ہے۔ جیسے اہلسنت کی کتابوں میں یہ لکھا ہے کہ تعتبر عند البلوغ ہو یہ بالکل غلط بات ہے اور امام صاحب سے بالکل اس کا عکس منقول ہے۔ دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ انبیاء بعد النبوت تو کبائر اور صغائر سے محفوظ رہتے ہیں لیکن قبل النبوت نہیں یہ غلط بات ہے یہ مسئلہ دراصل روافض کا ہے ان کے یہاں اس طرح کہا جاتا ہے لیکن اہلسنت کی کتابوں میں یہ غلط درج ہو گیا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ایک ایسی کتاب لکھی جائے جس میں ان سب مسائل پہ مبرہن اور مدلل کلام کیا جائے اور ان تمام مسائل کی تصحیح کی جائے۔

علماءِ کرام کی اولاد

فرمایا کہ: علماء کی اولاد کے ساتھ ہمیشہ امتیازی سلوک کرنا چاہئے۔ میرے پاس جب بھی کوئی طالب علم داخلے کے لئے آیا اور اس نے کہا کہ میں فلاں عالم کا بیٹا ہوں تو میں نے اس کو کبھی بھی واپس نہیں کیا ہمیشہ داخلہ دیا ہے، کیونکہ احسن العلوم تمام علماء کا ہے اور اس

پر تمام علماء کا حق ہے کیونکہ انھوں نے ہی ہمارے لئے راستے ہموار کئے ہیں۔

سود خور اور سود چور

فرمایا کہ : ایک سود خور ہے اور ایک سود چور ہے۔ سود خور تو کھلے عام سود کھا رہا ہے اسے کسی کی پروا نہیں لیکن سود چور وہ ہے جو اسلام کے نام پر مسلمانوں میں سود پھیلا رہا ہے۔ بینک کا نام اسلامی بینک رکھ لیتے ہیں اور کام سارا سود کا کر رہے ہیں یہ سب سود چور ہیں۔ یاد رکھنا میرے نزدیک سود خور تو گنہگار ہے لیکن سود چور کفر کے قریب ہے کیونکہ وہ حرام کو حلال کر رہا ہے اور اس کی وجہ سے لوگ حرام کو حلال سمجھ کے کر رہے ہیں۔

اذان

فرمایا کہ : اذان میں الفاظ کو کھینچ کر بلند آواز میں ادا کرنا سنت ہے لیکن شرح وقایہ میں لکھا ہے کہ ایسا کھینچنا کہ جس سے الفاظ میں تبدیلی واقع ہو اور الفاظ خراب ہو جائیں یہ غلط ہے صرف اتنا کھینچنا چاہیے کہ الفاظ تبدیل نہ ہوں۔

الشفاء فی القلیل

فرمایا کہ : یاد رکھیں کہ شفاء، غذا اور دوا ہمیشہ قلیل میں ہوتی ہے۔ دودھ

تب فائدہ کرتا ہے جب آپ کھانا کم کھائیں۔ شہد تب فائدہ کرتا ہے جب ... میں دوسری چیزیں نہ ہوں یا کم ہوں۔ یہ میرا ذاتی تجربہ ہے، یہ نکتہ غذا کے ... میں یاد رکھو۔

اکرام حفاظ

فرمایا کہ: جس نے بھی طلبہ سے قرآن کریم کا ختم کروایا یا اور ... مات کروائے اور ان کا خاطر خواہ اکرام نہیں کیا اس کا کام کبھی بھی مراد کو نہیں پہنچے گا ... یہی نہیں بلکہ ایسا کرنے سے وہ اللہ تعالیٰ کی گرفت میں آجائے گا۔ طالب علمو یہی ... مدی کا سبق ہے کہ طاعات پر لینا دینا میرے نزدیک صرف جائز نہیں بلکہ واجبات ... ہے۔ میں نے اپنی آنکھوں سے ایسے خاندانوں کو تباہ و برباد ہوتے ہوئے دیکھا ... جنہوں نے اس میں کمی کی۔

حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ اور بیعت

فرمایا کہ: حضرت مدنی کبھی بھی طالب علموں کو دوران تعلیم بیعت ... کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ تم کتاب اور استاذ کے ساتھ بیعت ہو پہلے اس کا حق ا... ۔

فقہاءِ کرام

فرمایا کہ : اگر فقہاءِ کرام کی جماعت نہیں ہوتی تو احادیث سے دین کے مسائل نکالنا بہت مشکل تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو احادیث کا مغز سمجھنے کی صلاحیت دی تھی۔

حکایاتِ صالحین

فرمایا کہ : امام اعظم امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ حکایات صالحین سے مجھے بہت زیادہ فائدہ پہنچا ہے۔ "مناقب کردری"

علم

فرمایا کہ : اسلام کے پہلے قاضی القضاۃ حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ علم آپ کو کچھ بھی نہ دے گا جب تک آپ پورے اس کے حوالے نہ ہو جائیں۔

(حسن التقاضی للکوثری رحمہ اللہ)

معاملات

فرمایا کہ : امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ معاملات درست رکھنا یعنی خرید وفروخت میں بھی احتیاط اور تقویٰ برتنا تقویٰ اور زہد سے افضل ہے (بلوغ الامانی للکوثری ؒ)

علم کا احترام

فرمایا کہ: امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ بادشاہوں کو علم اور دین کا احترام کرنا چاہیے اس سے زیادہ فائدہ ہوگا (احوال مالکؒ)

ابتلاء اور مشقت

فرمایا کہ: امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ ابتلاء اور مشقت جب اللہ کے لئے ہو تو گھبرانا نہیں چاہیے (الفتح الربانی)

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی کتب

فرمایا کہ: شمس الائمہ سرخسی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ امام محمد کی کتابوں کی مثال ایسی ہے جیسے کسی کو چھت پہ چڑھا دیا جائے اور پھر سیڑھی ہٹالی جائے (مقدمہ جامع کبیر)

علم کا حصول

فرمایا کہ: شمس الائمہ حلوانی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ علم شیخ صدر سے ہونا چاہیے یعنی شفقت سے بیٹھنے سے حاصل کرنا چاہیے۔

ماں باپ اور استاذ کا احترام

فرمایا کہ: شمس الائمہ حلوانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ ماں باپ کے احترام کرنے سے رزق اور عمر بڑھتی ہے جبکہ استاذ کے احترام کرنے سے علم کی برکت اور پختگی نصیب ہوتی ہے۔

تفسیر

فرمایا کہ: امام ابو جعفر طحاوی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ تفسیر روایت سے زیادہ درایت سے ہونی چاہیے (احکام القرآن للطحاوی رحمۃ اللہ علیہ) اس سلسلے کی ایک روایت بھی سنن دار قطنی، عقود الجواہر اور شرح نظم الدرر فی شرح فقہ الاکبر میں مل گئی ہے۔

علم

فرمایا کہ: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ "العلم بالتعلم ومن لم یتعلم فلیس ابن بعلم" (فضائل لابن عبد البر) کہ علم سیکھنے سے آتا ہے جس نے سیکھنے کی کوشش نہیں کی وہ کیا پڑھائے گا۔

احادیث

فرمایا کہ : احادیث پیغمبر کی وراثت ہے اور امت اس میں برابر کی شریک ہے۔

قرآن کریم کی تفسیر

فرمایا کہ۔ قرآن کریم کی تفسیر روایت اور درایت دونوں سے ہوتی ہے (مقدمۃ التفاسیر)
درایت کی تفسیر میں محمود جار اللہ، ابوحیان اندلسی خطیب عماد الدین کی تفسیر ابی سعود اور امام رازی رحمۃ اللہ علیہ درر و نکار واقع ہوئے ہیں۔

تفسیر کبیر

فرمایا کہ : امام العصر مولانا محمد انور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس نے تفسیر کبیر کو خالی از تفسیر کہا ہے اس نے علم کے ساتھ ظلم کیا ہے اور غالباً اس پر روایت کا غلبہ تھا اور درایت سے محروم تھا۔ (مقدمہ مشکل القرآن)

بخاری شریف، دین کی کتاب

فرمایا کہ : امام العصر حضرت مولانا محمد انور شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ سے

منقول ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے الجامع الصحیح دین کی کتاب لکھی ہے اس کے بعد ان کا ارادہ حدیث کی کتاب لکھنے کا تھا۔

استاذ گرامی قدر مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی ولی حسن صاحب ٹونکی شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ بنوری ٹاؤن بھی بڑی شان سے اس کو بیان فرماتے تھے۔

بخاری شریف کے لئے ضروری امور

فرمایا کہ: ہر کتاب پڑھانا محنت اور مشقت سے آسان ہو جاتا ہے مگر بخاری شریف کے لئے بحر و بخاری کی طرح علم شبانہ روز مطالعہ، تمام علوم وفنون متداولہ میں کامل دستگاہ، حضرات محدثین سے کامل وابستگی، فقہاء حنفیہ سے کامل واقفیت اور ان کے مدارک سے مقدور بھر شناسائی اور امام العصر حضرت مولانا انور شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ یا ان کے کسی شاگرد سے تلمذ اور نسبت بھی ضروری ہے۔

بخاری شریف اور ترمذی شریف

فرمایا کہ: بخاری شریف اور اسی طرح ترمذی شریف کے درس کے ساتھ وقت کی تنگی دامان نامناسب ہے۔ ان علم وتحقیق کے دریاؤں کو وسیع اوقات میں حسب شان سمجھنا اور سمجھانا ضروری ہے۔ تمام علوم وفنون کے درس کے لئے اور بالخصوص احادیث

مبارکہ اور پھر اخص الخصوص بخاری شریف اور ترمذی شریف کے اسباق کے لئے ظاہر اور باطناً محاسن آداب اور تقوی، خشوع اور خضوع بے حد ضروری ہے کسی نے سچ ہی کہا ہے

بے علم و ادب جس نے لیا درس بخاری
آتا ہے بخار اس کو بخاری نہیں آتی

غیر مقلدین اور بریلوی مبتدعین

فرمایا کہ : غیر مقلدین یا بریلوی مبتدعین کے یہاں بھی ان کتابوں کے درس ہوتے ہیں، مگر فقہاء جو حدیث کے سب سے زیادہ جاننے والے ہیں، ان پر عدم اعتماد اور اللہ کے نیک بندوں کے بارے میں بدگوئی اور بدگمانی نے ان دونوں فرقوں کو فیض ہدایت سے محروم کر دیا ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے بدعقیدہ اور بدعملوں کا ذکر کیا ہے

"مثل الذین حملوا التورۃ ثم لم یحملوھا کمثل الحمار
یحمل اسفارا" (سورۂ جمعہ آیت ۵)

مثال ان لوگوں کی جن پر توراۃ کی ذمہ داری ڈالی گئی تھی اور انہوں نے اس کی خلاف ورزی کی جیسے گدھا ہو اور اس پر کتابیں لدوائی جائیں۔

خر عیسیٰ گرش بمکہ رود   چوں بیاید ہنوز خر باشد

وا کے پہ بزرگی کہ اس بحث نشہ
و لے خرپہ حاجی نشی چہ طوافے

پگڑی

فرمایا کہ : بہتر ہوگا کہ اساتذۂ حدیث اور طلباء حدیث کے سروں پر سنت کے مطابق پگڑیاں تاج کی طرح سجی ہوں۔ (تدریب جلد ثانی)

آدابِ حدیث

فرمایا کہ : درس کی ابتداء حمد و ثناء اور پھر درود شریف سے ہو اور اخیر میں روزانہ یا کبھی کبھی دعا یا دعائیہ کلمات ہوں تو بھی بہتر ہے۔

آدابِ درس

فرمایا کہ : بڑے اساتذہ یا بڑی کتابوں کے مدرسین عموماً طلبہ اور بالخصوص دورۂ حدیث والوں کو تمام اسباق میں تمام اساتذہ سے کامل استفادہ کرنے اور ادب و احترام سے ہر درس میں اول سے اخیر تک موجود رہنے کی تاکید کریں۔ کسی بھی درس یا حدیث فوت ہونے پر طالب کو مناسب تنبیہ اور اس کی خطا اور غلطی پر اسے آگاہ اور ملامت کرنے کی سعیٔ جمیل فرمائیں۔

ایک وصیت

فرمایا کہ : خلیفہ ہارون الرشید نے امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے ایک بار کہا کہ مجھے کوئی وصیت کریں تو امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ "لا یؤخر عمل الیوم للغد" کبھی بھی آج کا کام کل پر نہیں چھوڑ۔

علم

فرمایا کہ : امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ جس نے سنا اور نہیں لکھا تو علم اس پر سوار ہے جب چاہے گا چلا جائیگا اور جس نے سنا اور لکھ لیا تو وہ علم پر سوار ہے جب چاہے جائے استعمال کر سکتا ہے۔

علماءِ نحو کی تفاسیر

فرمایا کہ : امام العصر حضرت مولانا محمد انور شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ سب سے بہترین تفاسیر وہ ہیں جو علماء نحو نے لکھی ہیں۔

تبلیغ عورتوں کے لئے بھی ضروری ہے

فرمایا کہ : امام العصر حضرت مولانا محمد انور شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

"تبلیغ جس طرح مردوں کے لئے ضروری ہے اسی طرح عورتوں کے لئے بھی ضروری ہے۔" (فیض الباری ج ۱ ص ۱۹۸)

کعبہ شریف اور مسجد نبوی کے آئمہ

فرمایا کہ : استاذ گرامی قدر محدث العصر حضرت مولانا محمد یوسف صاحب بنوری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ کعبہ کے امام اور مسجد نبوی کے امام فی الحقیقت چار دانگ عالم کے مسلمانوں کے امام ہیں۔

فتاویٰ امینیہ

فرمایا کہ : فتاویٰ امینیہ میں صفحہ نمبر ۱۲۸ پر لکھا ہے کہ جس جگہ پگڑی اعزاز و شرف سمجھی جاتی ہے وہاں امام کی پگڑی ہونی چاہیے۔ فتاویٰ امینیہ کا مخطوطہ احسن العلوم کے کتب خانہ میں موجود ہے۔ اس سلسلے میں ایک اور بات یاد رکھیں کہ فیض الباری میں امام العصر

حضرت مولانا محمد انور شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا ذکر فرمایا ہے لیکن وہاں غلطی سے "فتاویٰ امینیہ" کی جگہ "فتاویٰ ویلیہ" چھپ گیا ہے (فیض الباری ج ۲ ص ۸)، وجبکہ فتاویٰ ویلیہ نامی کوئی فتاویٰ نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ کا قرب

فرمایا کہ : اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا سب سے بڑی عبادت ہے بلکہ عبادات کی پونجی ہے تمام آسمانی کتابوں میں اصل یہی مطلوب ہے۔ (تفسیر مدارک وغیرہ)

قرآن وسنت وفقہ

فرمایا کہ : قرآن کریم درحقیقت لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی تفسیر ہے، احادیث مبارکہ۔ قرآن کریم کی زندہ تابندہ تفسیر ہے اور چاروں آئمہ کرام کی فقہ حقیقت میں کتاب وسنت کی تفصیل علمی اور عملی تفسیر وتوضیح ہے۔

مسئلہ توحید

فرمایا کہ : مسائل میں اہم مسئلہ اللہ تعالیٰ کی توحید اور تفرید کا ہے۔ قرآن مجید میں "یا ایھا الناس اعبدو ربکم" کی درست قوی اور وقتی کی تفسیر وخلاصہ ہے (تفسیر ابن کثیر) "وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون" (سورہ ذاریت آیت ۵۶) بخاری میں

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے لیعبدون کی تفسیر لیوحدون (بخاری کتاب التفسیر ج ۲ ص ۷۱۹)۔ سورۃ رحمٰن ھل جزاء الاحسان الا الاحسان میں پہلے احسان سے مراد توحید ہے اور دوسرے احسان سے مراد جنت ہے یعنی "ھل جزاء التوحید الا الجنة" کتابیں سب موجود ہیں لوگوں میں ذوق نہیں ہے کہ انہیں دیکھیں

(روح المعانی، ابن کثیر، احکام القرآن، السراج المنیر، روح البیان وغیرہ)

پیران پیر شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے فارسی دیوان میں فرماتے ہیں

من شاخ بلندبار پراز میوۂ توحید

برراہ گزر سنگ زند عار نہ داریم

امام الموحدین امام التفسیر والحدیث والفقہ حضرت مولانا حسین علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ توحید پر سچائی سے ڈٹ کر مغفرت یقینی ہو جائے گی اور اس میں حضرت سورۃ انعام کی تفسیر کے دوران اپنا ایک واقعہ پیش فرماتے تھے، واللہ اعلم وعلمہ اتم واکمل۔

مقامات

فرمایا کہ : علم اور علماء کے وہی مقامات ہیں جو نبوت اور نبی کے ہیں والبتہ وہ قطعی ہیں جبکہ یہ ظنی ہیں۔ دونوں میں فرق ضروری ہے۔

کتاب و سنت کے لئے مہارت

فرمایا کہ : فقہ اور فقیہ کے لئے کتاب و سنت کی مہارت اور عربی فارسی اور اردو کی دستگاہ و شباب نوری کے ملک کے مطابق اور پختون ، پشتو کے عبدالرحمن بابا اور خوشحال خان خٹک سے بھی واقف ہو تو یہ سونے پر سہاگہ ہوگا۔

شعر و سخن

فرمایا کہ : ہر عالم کا اپنی زبان کے شعر و سخن کے تجربے سے تدریس اور تحریر ضروری ہے نیز اس سے مواعظ اور خطابت میں بھی پختگی ملے گی۔

تقویٰ

فرمایا کہ : قرآن کریم میں اہم مہم مقامات پر تقویٰ کی تاکید ہوتی ہے ، کیونکہ خوف خدا وہ خزانہ ہے جس سے دونوں جہانوں کی خیر نصیب ہوتی ہے اور اس کے فقدان سے ہر قسم کے شر اور مفاسد اپنے آپ جنم لیتے ہیں۔

فتنہ انکارِ حدیث

فرمایا کہ : احادیث مبارکہ چونکہ علم نبوت ہے تو جیسے نبیوں کے دشمن سرگرم

ہوتے ہیں اسی طرح فتنۂ انکار حدیث بھی مختلف رنگ وروپ میں ظاہر ہوتا رہتا ہے۔

فقیہ

فرمایا کہ : فقیہ اصل میں اس کو کہتے ہیں جو کہ مشکلات کا راستہ نکالے بغیر شریعت کی حدود کو توڑے ہوئے اور مسئلہ بھی حل ہو جائے۔

فقہ

فرمایا کہ : فقہ قرآن وسنت کا جامع، اہم مبہم اور ضروری خلاصہ ہے اس لئے اسے سمجھنا اور سمجھانا اور زمانے کو منوانا ایک اہم منصب ہے۔ قرآن کریم کی آیت " لیتفقھوا فی الدین " اور صحیحین کی حدیث "فقیہ واحد اشد علی الشیطان من الف عابد " (ترمذی ج ۲ ص ۹۷) سے یہ مستفاد ہے۔ سلف صالحین کے زمانے میں بھی جملہ اہل باطل قرآن وسنت، حدیث وفقہ ہی کے معاند یا غلط مؤول رہے ہیں۔

تفقہ

فرمایا کہ : فرق باطلہ کی تفصیلات جاننے سے ان میں تفقہ کی کمی، جہل اور ہٹ دھرمی صاف صاف نظر آئے گی۔

آنحضرت ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو روانہ کرتے ہوئے وہاں کے حالات اور مشاجرات کے فیصلوں کے مطابق پوچھا اور جب انہوں نے قرآن و سنت کے بعد فقہ اور اجتہاد کی ضرورت کا تذکرہ فرمایا تو آنحضرت ﷺ خوش ہوئے اور آپ ﷺ نے شکر اور دعا کے کلمات ارشاد فرمائے۔

(ترمذی ج ۱ ص ۲۴۷، اعلام الموقعین ج ۲ ص ۲۰۲)

فقہ کی اہمیت

فرمایا کہ : قرآن وسنت، حدیث اور فقہ کے کارپردازوں کا فریضہ ہے کہ قرآن و سنت وحدیث کی روشنی میں فقہ کی اہمیت اور فضیلت آسان اور حسین پیرایوں میں عام اور خاص کو سمجھائیں۔ یہ بہت اہم کام ہے اگر نئی نسل کو فقہ اور اجتہاد کا خوگر بنایا گیا تو بہت سارے فرقے اور فتنے خود بخود دم توڑ دیں گے۔ فقہ کے معادن و مراکز معروف ہیں، چاروں مذاہب اور ان کے خزائن اصول وفروع سے استفادہ اشد ضروری ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

فرمایا کہ : چونکہ فقہ میں اللہ تعالیٰ نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو ایسا مقام عطا فرمایا ہے جیسے انبیاء کی جماعت میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو فرمایا تھا اس لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی مسلم حنیف کہلائے اور امام اعظم کا مشہور اعزاز اور خطاب ابوحنیفہ پڑ گیا۔ یہ

تلاوت کرتے ہیں اس میں عباد کا دخل نہیں اس لئے کینہ اور بغض وحسد کی بھی حاجت نہیں۔

سلف صالحین کی اہم کتب

فرمایا کہ : سلف میں امام ابو زیدہ بوسی رحمۃ اللہ علیہ کی کتابیں اور بعد میں بلاد عرب کے انور شاہ شیخ زاہد الکوثری رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف ذررویواقیت سے کم نہیں۔ جب کہ امام العصر محدث کبیر حضرت مولانا محمد انور شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے علوم وکمالات ان سب کا جامع ہیں۔

اجتہادی مسائل

فرمایا کہ : بروز قیامت اعمال دنیا کا تو حساب ہوگا لیکن اجتہادی مسائل کا حساب کتاب نہیں ہوگا کیونکہ اجتہاد کے بارے میں فرمایا ہے کہ اگر اجتہاد صحیح نکلا تو دو نیکیاں ہیں اور اگر غلط نکلا تو بھی ایک نیکی ملے گی۔

بیان کی ضرورت

فرمایا کہ : بخاری شریف کتاب العلم میں ہے کہ کہ ایک بار خواتین نے حضرت ﷺ سے عرض کی کہ آپ (ﷺ) کا سارا وقت مردوں نے لے لیا ہے تھوڑا وقت ہمارے لئے بھی مقرر فرمائیں جس میں آپ ہمیں وعظ ونصیحت فرمائیں۔ امام بخاری نے اس پر باب

قائم کیا ہے" باب ھل یجعل للنساء یوم علی حدۃ فی العلم " (بخاری ج ۱ ص ۲۰)
خواتین کو بھی سمجھانے کے لئے ایک دن مقرر ہونا چاہئے۔ جس میں وہ بڑے سے ہال میں یا
کسی مکان میں جمع ہو جائیں اور اہل حق اہل سنت والجماعت کا ایک عالم دین عقائد اہل
سنت اور توحید کا بیان کر سکے اور شرک و بدعت کا مکمل رد کر سکے۔ یہ بہت ضروری ہے۔

حج اکبر کی مشروعیت اور فضیلت

فرمایا کہ : اس پر محدثین، مفسرین اور مؤرخین کا اتفاق ہے کہ آنحضرت ﷺ نے
جو حج فرمایا تھا وہ حج اکبر تھا۔ یعنی عرفہ جمعہ کے دن قائم ہوا تھا اور یہ حج جب سے کعبہ تعمیر
پذیر ہوا ہے اور جب تک عالم ناسوت میں کعبہ شریف کا وجود رہے گا یہ حج سب سے افضل
اور بہتر رہیگا۔ ویسے بھی جب جمعہ کو عرفہ پڑ جائے تو اسے حج اکبر کہتے ہیں۔ اس سلسلے میں
حسان درجہ کی احادیث موجود ہیں۔ امام طبرانی کی معجم، امام بیہقی کی سنن الکبریٰ اور امام
رزین کی زیادات، موطا وغیرہ میں موجود ہے۔

"خیر یوم طلعت فیہ الشمس یوم عرفۃ وافق یوم الجمعۃ وھو افضل
من سبعین حجۃ فی غیرھا" (فتح الباری ج ۳ ص ۲۰۲)

نیز شارح کنز فخر الدین زیلعیؒ کی تبیین الحقائق میں اسکے طرق موجود ہیں یعنی
جمعہ کے دن یوم عرفہ ہونے سے حج اکبر کی فضیلت حاصل ہوتی ہے بلکہ ایسا حج ۷۰ حجوں سے
زیادہ افضل ہوتا ہے۔

واضح رہے کہ علامہ علی القاری، محدث رزین اور حافظ عماد الدین ابن کثیر وغیرہ نے اس پر مستقل رسائل لکھے ہیں۔ جیسے "الحظ الاوفر فی الحج الاکبر" کے نام کے رسالے موجود ہیں۔ حافظ الحدیث حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ بحث کے آخر میں فرماتے ہیں "فثبت المزیۃ بذلک" (فتح الباری ج ۸ ص ۲۰۲)

مردے کا احترام ضروری ہے

فرمایا کہ: بعض جگہ دیکھا گیا ہے کہ مردے کو برف خانے میں رکھا جاتا ہے یہ شرعاً اور اخلاقاً غلط اور قبیح فعل ہے اور "کسر عظم المیت ککسر عظم الحی" کی مخالفت ہے۔ فقہاء نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ مردے کو تدفین سے پہلے تنہا نہ چھوڑا جائے۔ ضروری ہے کہ مردے کے ساتھ برف خانے میں کوئی اس کا زندہ رشتہ دار بھی رہے تا کہ حقیقت کا پتہ چل جائے۔ جس باپ نے آپ کو پڑھایا لکھایا اور دنیا میں رہنے کے قابل کیا آپ اس کے ساتھ مرنے کے بعد یہ سلوک کرتے ہیں۔ آپ اس کے لئے تیار رہیں جب وہ بروز قیامت آپ کا گریبان پکڑیں گے تو آپ کے پاس کیا جواب ہوگا۔

بدعات وخرافات

فرمایا کہ: اپنے اعمال میں بدعات اور خرافات کرنا اور ان کو جناب نبی کریم ﷺ کے اعمال واقوال سمجھنا یہ خود کرنا ہو یا دوسروں سے کروانا حرام ہے کیونکہ ان کا ثبوت آنحضرت ﷺ اور

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، خیر القرون، تابعین اور اجماع میں سے کسی سے ثابت نہیں ہوا ہے۔ آنحضرت ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے

"من کذب علی متعمداً فلیتبوا مقعدہ من النار"

(بخاری ج ۱ ص ۱۲، مسلم ج ۱ ص ۷)

جس نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ بولا وہ اپنے لئے جہنم میں جگہ مقرر کر لے۔

نماز میں گلا کھنکھارنا

فرمایا کہ : آج کل دیکھنے میں آتا ہے کہ لوگ بلا وجہ نماز میں کھانستے ہیں فقہاء کرام نے اسے مکروہ لکھا ہے۔ بنا بر عذر جائز ہے لیکن گلا کھنکھارنا بہت غلط ہے اس کے بارے میں تو فقہا فرماتے ہیں کہ اس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

"وان تنحنح بغیر عذر تفسد الصلوٰۃ"

(ہدایہ ج ۱ ص ۱۴۰)

نماز کے بعد تسبیحات

فرمایا کہ : نماز کے بعد دیکھنے میں آیا ہے کہ جو تسبیحات پڑھی جاتی ہیں وہ لوگ دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کے پوروں پر پڑھتے ہیں جبکہ فقہاء نے لکھا ہے کہ یہ تسبیحات صرف دائیں ہاتھ کی انگلیوں پر پڑھنی چاہئے۔

(مرقات ج ۳ ص ۶۳، ۶۴، طحاوی علی المراقی ص ۱۲۲، مجمع بحار الانوار ج ۵ ص ۷۵)

جنازہ کے ساتھ کلمۂ شہادت کا نعرہ

فرمایا کہ : آج کل لوگوں میں ایک رواج بن گیا ہے کہ جب جنازہ کے ساتھ چلتے ہیں تو ان میں ایک آدمی زور سے نعرہ لگاتا ہے کہ "کلمۂ شہادت" "کلمۂ شہادت" اور پھر سب بلند آواز سے کلمۂ شہادت پڑھتے ہیں۔ واضح رہے کہ فقہاء کرام اس سے منع فرما چکے ہیں اور جنازے کے ساتھ اس قسم کے ذکر کو مکروہ کہا ہے۔ ضروری ہے کہ جنازے کے ساتھ خاموشی سے چلا جائے اور موت کی طرف دھیان کیا جائے۔

دینی مدرسہ

فرمایا کہ : استاذ محترم محدث العصر شارح بخاری و ترمذی حضرت مولانا محمد یوسف صاحب بنوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر دینی مدرسہ آخرت کے لئے چلتا ہے تو دنیا کا عذاب ہے اور اگر دنیا کے لئے چلتا ہے تو آخرت کا عذاب ہے (اللہ تعالیٰ محفوظ فرمائے)

خادم

فرمایا کہ : خادم جب خدمت اخلاص کے ساتھ کرے تو اس کو خدمت کے بدلے میں دو انعامات ملتے ہیں، (جب شیخ بھی کامل ہو)

(۱) برکت حیات (۲) برکت مال

عجیب تاثیر

فرمایا کہ: استاد محترم حضرت مولانا عبدالحنان صاحب فاضل دیوبند کے پڑھانے میں عجیب تاثیر تھی اکثر پڑھنے والے پورے عالم ہو کے نکلے، خداوند تعالیٰ حضرت کا سایہ اور یہ فیض تادیر سلامت رکھے، حضرت کا یہ بیان عجیب ہے کہ شیخ الاسلام شیخ العرب والعجم صدر المدرسین دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ کا چہرہ مبارک دیکھنے کے بعد خود بخود تہجد پڑھنے کی عادت ہو گئی۔ خدا کا شکر ہے حضرت الشیخ سو (۱۰۰) سال کی عمر کے لگ بھگ بقید حیات اور پوری طرح صحت مند ہیں۔

ایشیاء کے بڑے عالم

فرمایا کہ: حضرت مولانا شمس الحق افغانی مرحوم کے بارے میں شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحبؒ اکوڑہ خٹک نے فرمایا تھا کہ یہ ایشیاء کے بڑے عالم تھے اور برادر مکرم بزرگوارم مولانا شیر علی شاہ صاحب مدظلہ نے فرمایا کہ مولانا شمس الحق صاحب کو تفسیر کبیر زبانی یاد تھی۔ حضرت کی کتاب علوم القرآن کے بہت سارے مسطلحات کے وہ خود موجد ہیں۔

صحیح حدیث اور قرآن

فرمایا کہ: امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ صحیح حدیث اور قرآن میں کبھی

تعارض نہیں ہو سکتا تعارض یا تو عدم تامل کی وجہ سے ہے یا ضعف روایت کیوجہ سے

(اخبار ابی حنیفہ بحوالہ مناقب للکردی)

امت کے اولین اور آخرین

فرمایا کہ : امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ اس امت کے آخرین کا علاج صرف اس سے ہو سکتا ہے جس سے اولین کی اصلاح اور علاج ہو چکا ہے (المدخل لابن الحاج)

صنفت فی البیوع

فرمایا کہ : امام محمد بن حسن الشیبانی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا گیا کہ آپ نے ہر موضوع پر کتاب لکھی لیکن تقویٰ اور ورع پر کوئی کتاب نہیں لکھی تو آپ نے فرمایا کہ صنفت فی البیوع کہ میں نے خرید و فروخت کے مسائل لکھے ہیں جب آدمی کے معاملات درست ہوں تو یہ اعلیٰ درجہ کا تقویٰ ہے۔

علم کلام

فرمایا کہ : خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے امام اعظمؒ کے احوال میں لکھا ہے کہ میں نے ایسا علم حاصل کرنا چاہا جس کے تمام علوم محتاج ہوں اور وہ علم کلام ہے اس لئے امام اعظم نے علم کلام کو اختیار کیا۔ (تاریخ بغداد للخطیب ج ۸)

علی ابن مدینی

فرمایا کہ : امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ میں نے اپنے استاد علی ابن مدینی کے سامنے اپنے آپ کو بہت چھوٹا پایا (فیض الباری شرح البخاری از امام العصر محمد انور شاہ کشمیری)

امام بخاری رحمہ اللہ اور امام مسلم رحمہ اللہ

فرمایا کہ : امام مسلم نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ اگر میرے استاد امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نہ ہوتے تو میری (امام مسلم) کی کوئی حیثیت نہ ہوتی (شرح نخبہ وغیرہ)

امتحان

فرمایا کہ : امتحان صرف گپ شپ کا نام نہیں ہے۔ امتحان نام ہے حقیقتاً اعلیٰ صلاحیتوں کے مظاہرے کا۔

آبِ زمزم کی فضیلت

خیر ماء علیٰ وجه الارض ماء زمزم

فرمایا کہ: حدیث "ماء زم زم لما شرب له" صحاح اور حسان میں مروی ہے
اور زمانہ قدیم سے احکام حج اور فضائل زم زم کے بارے میں زبان عام وخاص پر جاری
ہیں۔ حق تعالیٰ نے یہ جنت کا پانی دنیا میں ظاہر فرمایا ہے اور صدقِ نیت کے پینے کی شرط پر جملہ
امراض سے شفاء اور صحت کاملہ کا مژدہ بھی آیا ہے۔ رجال واسانید کے امام حافظ شمس الدین
ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ عالم تھا کہ اگر اونچائی پر بٹھاتے اور نیچے رجال الحدیث کھڑے کئے جاتے

"فهم يعرفهم باسماء هم واسماء ابائهم واجدادهم وانسابهم
واشجارهم كما افاد امام العصر في شرحه على البخاري"

حافظ الدنیا ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ جب ماء زم زم پینے لگے تو دعا فرمائی کہ
مجھے حافظ ذہبی جیسا حافظہ ملے چنانچہ حق تعالیٰ نے ان سے بڑھ کر حافظہ عطا فرمایا اور علامہ
ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "میزان الاعتدال" جو چار جلدوں میں ہے اس کی شرح لکھی
"لسان المیزان" کے نام سے اور وہ سات جلدوں میں ہے۔

امام العصر حضرت مولانا انور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے زم زم کا پانی پیتے وقت
جمیع علوم وفنون کے حفظ واتقان کی دعا فرمائی حق تعالیٰ نے دعا قبول فرمائی اور وہ آیت من
آیات اللہ کے مظہر بنے۔

فرض نمازوں کے بعد سنت مؤکدہ

اوراد و وظائف پر مقدم ہیں

فرمایا کہ : احادیث و آثار فقہ و فتاویٰ کی روشنی میں محقق اور بہتر یہی ہے کہ فرض نماز کے بعد جب سنت مؤکدہ ہوں جیسے ظہر کے بعد دو یا مغرب کے بعد دو رکعات یا نماز عشاء کے بعد دو رکعات یا نماز جمعہ کے بعد، پہلے سنت ادا کی جائیں اور تسبیحات یا آیۃ الکرسی اور استغفار وغیرہ اس کے بعد کیا جائے۔ اکابر علماء جیسے محقق ابن الہمام، علامہ ابن عابدین شامی، صاحب نور الایضاح اور امام العصر حضرت مولانا محمد انور شاہ صاحب کشمیری اور محدث زمانہ شارح بخاری و ترمذی حضرت الاستاذ مولانا محمد یوسف صاحب بنوری رحمۃ اللہ علیہم اور دیگر صدہا محققین فقہاء اور محدثین نے یہی لکھا ہے۔ بلکہ علی التحقیق شمس الائمہ حلوانی وغیرہ نے بھی سنتوں کے بعد اوراد پڑھنے کا قول کیا ہے۔

محقق ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر کلام کرتے ہوئے چند باتیں کہی ہیں، کہ سنتیں مؤکدات ہیں اور یہ تسبیحات وغیرہ غیر مؤکد بلکہ مندوب اور نفل کے درجے میں ہیں۔ اس لئے غیر مؤکد فعل سے مؤکد کو مؤخر نہ کیا جائے۔ حدیث میں دبر الصلوات یا دبر المکتوبات کا یہی مطلب ہے کیونکہ سنن وغیرہ توابع اور مکملات ہیں سو جو عمل سنتوں کے بعد ہو وہ مکتوبہ اور فرضوں کے بعد ہی سمجھا جائے گا۔ کچھ عرصے سے بعض نیک لوگ فرضوں کے بعد سنتوں سے پہلے بیٹھے رہتے ہیں اور تسبیحات وغیرہ پڑھتے ہیں جو کہ فقہ اور حدیث کی

روشنی میں خلاف تحقیق نامناسب اور ناپسندیدہ بات ہے۔ تحقیق سے ثابت شدہ اور نہایت مناسب اور پسندیدہ بات یہ ہے کہ "اللھم انت السلام" کی دعا کے مقدار فصل بین المکتوبہ والسنن سنت ہے۔ بہت طویل دعائیں مانگنا یا اس پر تسبیحات وغیرہ پورا کرنا یا آیۃ الکرسی اور اوراد وغیرہ کرنا سنتوں سے پہلے نہیں بلکہ سنت مؤکدہ کے بعد ہونا چاہیے۔

اس سلسلے میں برزگوارم حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی دامت برکاتہم کے ماہنامہ القاسم میں ان کے جامعہ کے مفتی عبدالصبور مدظلہ کی تحریر نظر سے گزری، جس میں نفس جواز کا سہارا لے کر اصل سنت اور پسندیدہ طریقہ کار سے اغماض برتا گیا ہے۔ بلکہ اکثر عبارات بغیر فہم وتدبر کے پیش کی گئی ہیں، جو اہل حق مجلہ کے لئے غیر موزون اور حضرت مولانا عبدالقیوم صاحب جیسے قدردان تحقیق کے لئے اور ان کے ادارے اور مفتی موصوف کے لئے بہت ہی ناموزون مرحلہ ہے۔ ذیل میں ہم ان کی پیش کردہ عبارات کا تفصیلاً جائزہ پیش کرتے ہیں جن سے صاف ثابت ہوگا کہ ان کا اقدام اور پیش کردہ عبارات ناموزون اور غیر محل میں واقع ہیں۔

موصوف نے درمختار کی عبارت نقل کی ہے اور اس پر علامہ ابن عابدین رحمۃ اللہ علیہ کا یہ ارشاد ترک فرمایا کہ:

"واما ما ورد من الاحادیث فی الاذکار عقیب الصلوۃ فلا دلالۃ فیہ علی الاتیان بھا قبل السنۃ بل یحمل علی الاتیان بھا بعدھا لان السنۃ من لواحق الفرضیۃ وتوابعھا ومکملاتھا فلم تکن اجنبیۃ عنھا فمایفعل بعدھا یطلق علیہ انہ عقیب الفریضۃ (ج۱ص۳۵۶)

جس کا حاصل سنتوں کے بعد اوراد و وظائف ہیں۔ ابن عابدین رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بھی لکھا کہ ام المومنین کی حدیث کے پیش نظر انہی کلمات یا اس کے مقدار مختصر فصل فرض و سنتوں کے درمیان کافی ہے۔ موصوف نے درمختار کی عبارت " واختارہ الکمال " کو بھی نہیں سمجھا ہے اور یہ بہت ساروں کو مغالطہ ہوا ہے۔

کیونکہ محقق ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ نے جس کو ترجیح دی ہے اور پسند کیا ہے وہ فرضوں کے بعد وظائف واوراد سے پہلے سنتوں کے لئے قیام ہے نہ کہ اوراد و وظائف سنتوں سے پہلے پڑھنا ہے۔ چنانچہ ابن عابدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "ان الذی اختارہ الکمال ھو الاول ...... وکان معناھا ان الاولی الاتقراء قبل السنۃ" مزید لکھتے ہیں اوراد و وظائف کے بعد جو سنت پڑھی جائے گی وہ خلاف سنت ہوگی " لو صلاھا بعد الاوراد تقع سنۃ مؤدۃ لکن لا فی وقتھا المسنون " ابن عابدین نے یہ بھی لکھا ادائیگی سنت کے لئے اگر گھر جائے تو یہ فصل مانع نہیں مگر سنتوں سے پہلے اوراد و وظائف سنت طریقے کی خلاف ورزی ہے

" ای فلایکرہ الفصل بمسافۃ الطریق (ش ج ا ص ۳۵۹)

بعض حضرات کو " قال الحلوانی رحمۃ اللہ علیہ لاباس بالفصل بالاوراد "
(درمختار، نور الایضاح وغیرہ سے مغالطہ ہوا ہے) کیونکہ لاباس کا مطلب ناپسندیدہ ہی ہے کیونکہ باس لغت میں شدت کو کہتے ہیں۔ ابن عابدین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں

"ان المشھور فی ھذہ العبارۃ کون خلافہ اولی فکان معناھا ان الاولی ان لایقراء قبل السنۃ"

یہ مطلب محقق ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ نے سب سے پہلے نقل کیا ہے جیسا کہ آگے چل کر ہم عرض کرنے والے ہیں۔ایک اور مقام پر فقیہ ابن عابدین رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

"وکذا الوقف بقراءۃ الاوراد لان السنۃ بقدر اللھم انت السلام حتی لو زاد تقع سنۃ لا فی محلھا المسنون" (فتاویٰ شامی ص ۳۵۷)

واضح رہے کہ صحیح روایت میں فرضوں کے بعد سنت پڑھنے والے کو حضرت عمرؓ نے جو بٹھایا اس کا حاصل ہی یہی ہے کہ اس نے بمقدار اللھم انت السلام بھی وقفہ نہیں کیا جو کہ غلط تھا اور تنبیہ کے لائق تھا اس روایت سے اور فقہاء اور محدثین کی تفصیلات سے پتہ چلتا ہے کہ سنت مقدار پر بہت زیادہ اضافہ اور طویل وعریض دعائیں بھی ناپسندیدہ اور خلاف سنت ہیں بلکہ مختصر وقفہ مختصر دعا اللھم انت السلام یا اس کے برابر الفاظ ہی سنت ہیں زیادہ طوالت سے احتراز کیا جائے۔

طرفہ تماشہ

نورالایضاح وغیرہ پر تکیہ کر کے جو مطلب لیا گیا خود صاحب نورالایضاح نے نورالایضاح کی دونوں شرحوں میں اس کے خلاف لکھا ہے۔چنانچہ صاحب نورالایضاح لکھتے ہیں "فالاولیٰ تاخیر الاوراد عن السنۃ" نے صاحب اختیار کا قول اس کی تائید میں نقل کیا (مراقی ص ۵۷)

مزید لکھتے ہیں کہ سنت سے پہلے اوراد کرنے سے سنت خلاف سنت اور اس کا ثواب کم سے کم ہو جائے گا (صفحہ بالا) اپنی دوسری شرح میں فرماتے ہیں۔

"وانما قال لاباس لان المشہور من ھذہ العبارۃ استعمالھا فی مایکون خلافہ اولیٰ" یعنی کلمہ لاباس غیر پسندیدہ امور کے لئے آتا ہے

"فکان معناھا ان الاولیٰ الایقراء الاوراد قبل السنۃ"

(امداد الفتاح شرح نور الایضاح ص ۳۵۲)

مزید لکھتے ہیں فرض وسنت میں مسنون فصل اللھم انت السلام کے قریب مستحب ہے اور یہ بھی لکھتے ہیں کہ جو اوراد اور وظائف بعد المکتوبہ یا بعد الصلوۃ کے ساتھ ذکر ہے اس کا مطلب یہ نہیں کہ موکد سنتوں سے پہلے بیٹھ کر پڑھے بلکہ سنت موکدہ کے بعد پڑھی جائے اور یہ بھی مکتوبہ کے بعد ہی کہے جائیں گے۔ ملاحظہ ہو

"لا یقتضی وصل ھذہ الاذکار بالفرض بل کونھا عقب السنۃ من غیر اشتغال بما لیس من توابع الصلوۃ فصح کونھا دبرھا" (ص ۳۵۲)

مزید محقق ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے لکھتے ہیں جیسا کہ مساجد میں آیۃ الکرسی تسبیحات وغیرہ کے لئے لوگ بیٹھے رہتے ہیں۔ اس طرح کا عمل سنت سے ثابت نہیں (صفحہ بالا)

تنبیہ:۔ الاختیار وغیرہ میں سنتوں کو اوراد سے موخر کرنے کو مکروہ لکھا تھا جیسا کہ گزرا ہے اس کا جواب علامہ طحطاوی دیتے ہیں۔

"ویحتمل مافی الاختیار علی کراھۃ التحریم ویحمل علی الادعیہ الطویلہ"۔

(الطحطاوی علی المراقی ص ۱۷۰)

مزید لکھتے ہیں کہ شمس الائمہ الحلوانی رحمۃ اللہ علیہ نے جو اجازت دی تھی وہ صرف

اللھم انت السلام الخ کے مقدار دعا و ذکر کے لئے ہو سکتی ہے

"وحینئذ یکون ماقالہ الحلوانی محمولا علی الفصل بنحو

اللھم انت السلام الخ (طحطاوی ص۱۷۰،۱۷۱)

علامہ طحطاوی نے یہی لکھا کہ کلمہ ابا س خلاف اولی کے لئے ہے بس اولی سنتوں

کے بعد اوراد و وظائف اور تفصیلی دعائیں کرنی ہیں۔ محقق ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ فتح القدیر

شرح ہدایہ میں تفصیلی کلام کیا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ فقہاء کی عبارات "القیام الی

السنۃ متصل بالفرض مسنون" وغیرہ کا حاصل اللھم انت السلام الخ یا اس کے مقدار

مختصر دعا اور ذکر کے بعد سنت ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جس شخص کو ٹوکا تھا جس پر

آنحضرت ﷺ خوش ہوئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دعا دی تھی۔ اس نے اس مسنون

فصل کو چھوڑ دیا تھا اگر کوئی اس سے زیادہ کا قائل ہو سوال کے پیش کرے۔

(فتح القدیر ج ا ص ۳۳۹)

مزید لکھتے ہیں کہ بعد الصلوۃ کی دعوات اور اذکار فرضوں سے متصل سنن مؤکدہ

سے پہلے کے متقاضی نہیں اور گھر وغیرہ جانا اور سنت پڑھنا امر آخر ہے جو فصل مانع نہیں۔

(ج ا ص ۳۴۰) مزید یہ لکھتے ہیں آج کل مساجد میں جو طویل عریض اذکار پڑھ کر پھر سنت

پڑھتے ہیں یہ ثابت نہیں۔

"والحاصل انہ لم یثبت عنہ الفصل بالاذکار التی یواظب علیھا فی

المساجد فی عصرنا من قراۃ آیۃ الکرسی والتسبیحات واخواتھا ثلاثا وثلاثین

وغیرھا بل ندب ھو الیہ" (ج ا ص ۳۴۰)

محقق ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ نے مزید یہ لکھا ہے جس عمل پر ہمیشگی رہی وہ سنت ہے اور ان اوراد و وظائف پر ہمیشگی نہیں رہی لہٰذا یہ مندوب اور مستحب ہے۔ کلمہ الا باس کے متعلق فرماتے ہیں

"والمشهور في هذه العبارة كونه لما خلافه اولى فكان معناها ان الاولى الايقراء الاوراد قبل السنة" (ج ا ص ۳۳۱)

طرفہ تماشہ

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے لکھا ہے بعض ائمہ فرض پڑھا کر مصلے پر بیٹھے رہتے ہیں بلکہ سنت طریقہ یہ ہے کہ وہ اٹھیں اور سنت پڑھیں البتہ بقدر اللھم انت السلام الخ فصل اور سنتوں کے لئے جگہ بدلنا مستحب ہے (فتح القدیر ج ا ص ۳۳۱)

بعض حضرات نے اور خود زیر بحث تحریر میں شاہ ولی اللہ کا حوالہ دیا گیا ہے سو اس بارے میں محدث العصر حضرت مولانا محمد یوسف صاحب بنوری مرحوم معارف السنن شرح ترمذی میں لکھتے ہیں ہمارے استاذ امام العصر مولانا انور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی رائے پسند نہیں فرمائی اور محقق ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ کی رائے و تحقیق پسند فرماتے تھے۔ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت پر شاہ انور شاہ صاحب کی ناراضگی اور محقق ابن الہمام کی تحقیق پر اطمینان ظاہر کر کے حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بہتر اور افضل اوراد اور وظائف کو سنتوں کے بعد رکھنا ہے۔ حضرت بنوری فرماتے ہیں کہ وہ جو حلوانی سے لا باس منقول ہے اس کا مطلب بھی یہی ہے کہ اولی افضل

سنت پہلے پڑھنا ہے۔ (معارف السنن ج ۳ ص ۱۱۸، ۱۱۹)

لطیفہ تحقیق

حضرت الاستاذ حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ محقق ابن الہمامؒ کی جو تحقیق ہے کہ طویل اذکار و دعوات سنن موکدات کے بعد ہوں اس سے دعا بعد سنن کی گنجائش نکلتی ہے۔ (معارف السنن ج ۳ ص ۱۲۳)

مندرجہ بالا عبارات اور تحقیقات سے پتہ چلا کہ فرض نمازوں کے بعد مختصر دعا سنت ہے سنن موکدہ تسبیحات اور اوراد کے لیے موخر نہ کئے جائیں۔ یہ کہنا کہ جائز ہے اس کے ساتھ یہ کہنا ضروری ہے خلاف اولیٰ اور خلاف سنت ہے کیونکہ سنت طریقہ جن نمازوں کے بعد سنت موکدہ ہیں جیسے ظہر، مغرب، عشاء اور جمعہ اس میں طویل دعائیں تسبیحات اور اد و وظائف سنن کے بعد ہی سنت طریقہ ہے۔ اور سنتیں موخر کر کے اوراد و وظائف کے لیے بیٹھے رہنا خلاف سنت اور ناپسندیدہ ہے۔ البتہ جن نمازوں کے بعد سنت موکدہ نہیں جیسے فجر اور عصر ان کے بعد طویل دعوات و اذکار میں کوئی مضائقہ نہیں۔

فضیلۃ اللیلۃ نصف من شعبان

فرمایا کہ: شعبان کی پندرھویں رات کے فضائل کے سلسلے میں کچھ احادیث و روایات وارد ہیں محدثین نے بھی اس پر ابواب قائم فرمائے ہیں آگے بعض ناقدین نے یہ

خیال فرمایا کہ اکثر روایات متکلم فیہ ہیں اس لئے انہوں نے ان کا انکار فرمایا کمافی معارف السنن اور بعض لوگوں ایسے ہوئے جنہوں نے ضرورت سے زیادہ اس کا انکار شروع کیا قابل غور بات یہ ہے کہ اول تو احادیث ضعاف ہیں موضوع نہیں ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کا حکم موضوع کرنا ان کے مزاج کا آئینہ دار ہے خود ان کے عمل کا جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے تعاقب فرمایا ہے۔

نیز فضائل ومناقب کے عنوان سے فقہاء تک جو اعلم بمعانی الاحادیث ہیں نے تسلیم کیا ہے کمافی الهدایہ وشروح المعتبرہ۔

امام العصر حضرت مولانا محمد انور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ جیسے محدث نے عرف شذی میں اسی رات کی فضیلت تسلیم فرمائی ہے چنانچہ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ترمذی کے باب

"باب ماجاء فی لیلۃ النصف من الشعبان هذه اللیلة لیلة البرات وصح الروایات فی فضل لیلة البراءة (الخ)

(عرف شذی علی الترمذی ج ا ص ۱۵۶)

بلاد عرب کے مشہور اور محقق عالم سلطنت عثمانیہ کے سابق شیخ الاسلام شیخ زاہد الکوثری مرحوم نے اس کی فضیلت پر اور احادیث کی تصحیح اور اثبات پر مستقل مقالہ لکھا ہے۔ جس کا عنوان ہے "لیلة نصف من الشعبان " (مقالات ص ۶۰)

البتہ اس رات کی کوئی مخصوص عبادت نہیں ہے بعض جگہ جو نفلوں کی جماعت یا دیگر مخصوص اوراد کئے جاتے ہیں وہ بے اصل ہیں، عام راتوں کی طرح اس رات کو بھی اللہ

قاضی الحاجات کے دربار میں دعوات صالحہ تلاوت ذکر تسبیح اور نوافل وغیرہ۔ چنانچہ شیخ زاہد الکوثری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

"واما الصلوۃ الخاصہ فلم یثبت شی ء خاص وان ذکرھا امثال

قوت القلوب والاحیاء والغنیہ"

(شیخ عبدالحی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ نے ان روایات پر تصحیح اور تضعیف کے ساتھ کلام کیا ہے دیکھئے الآثار مرفوعہ فی الاخبار الموضوعہ) اور محدث ابن رجب حنبلی کی لطائف المعارف بقدماء میں سے نجم غیطی ابن حجر مکی علامہ علی القاری اور شیخ سالم سنھوری نے اس کی تفصیلات جمع فرمائی ہیں۔ خود ہمارے حضرات میں سے بعض کا خیال ہے کہ لیلۃ النصف من الشعبان میں قبرستان وغیرہ جانا ایک آدھ دفعہ ثابت ہے اور جو عمل اس طرح ہوا سے ہمیشہ نہ کیا جائے مگر تحقیق سے پتہ چلتا ہے کہ یہ خیال ٹھیک نہیں ہے۔ امام العصر حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مستحب تو ایک آدھ مرتبہ پیغمبر سے ثابت ہوتا ہے اور تمام مستحبات کا یہی طریقہ ہے۔ اور اس پر استحباب کی محققانہ عبارت ملاحظہ ہو

"ان المواظبۃ علی امر لم یثبت عن النبی ﷺ الامرۃ او مرتین ،کیف ھی، فتلک ھی شاکلۃ فی جمیع المستحبات ،فانھا تثبت طوراً فطوراً ثم الامۃ تواظب علیھا"

(فیض الباری علی صحیح البخاری ج ۲ ص ۲۱۷)

بدعتیوں کے اعلیٰ حضرت احمد رضا خان صاحب

بدعتیوں کے امام احمد رضا خان خان نے دورۂ حدیث نہیں پڑھا میری ساری زندگی اسی میں گزر گئی کہ کوئی دنیا میں ایسا بدعتی پیدا ہو جو اس کا ثبوت دے دے میں نے بدعتیوں کی پوری جماعت کو آج سے تیس سال پہلے یہ چیلنج کیا تھا اور آج بھی کرتا ہوں کہ اعلیٰ حضرت صاحب کے دورۂ حدیث کے اساتذہ کا مجھے بتادیں لیکن

"فَإِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ أُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ" (سورۂ بقرہ آیت ۲۴)

کیونکہ دورۂ حدیث آخری مہر ہوتی ہے اور اس میں احادیث کا تذکار ہوتا ہے جس سے انسان کا دل و دماغ روشن ہو جاتا ہے اور اس کو دین کی تشریحات سمجھنا آسان ہو جاتی ہیں۔ اس سے انحراف کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کا ہر عمل نبی کے مخالف، ہر کام شریعت کے مخالف جس کا انہیں کوئی بھی فائدہ نہیں پہنچے گا "عاملة ناصبة" عمل کئے ہیں لیکن صرف خود کو تھکایا ہے

ہاتھ اٹھائے ہیں مگر لب پہ دعا کوئی نہیں
کی عبادت بھی تو وہ جس کی جزا کوئی نہیں

اکابرینِ اُمت

حضرت الشیخ کی نظر میں

فتح القدیر اور فتح الباری

❁ فرمایا کہ: امام العصر حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ایک بار حضرت مو...
نے پوچھا کہ حضرت والا کو علم میں اتنی آسانی کیسے پیدا ہوئی۔ تو حضرت شاہ صاحب نے
آہستہ سے جواب دیا کہ ہدایہ کی شرح فتح القدیر اور بخاری کی شرح فتح الباری سے تمام
راستے کھل گئے۔

الحمدللہ میں نے بھی احسن العلوم میں پندرہ (۱۵) مرتبہ ہدایہ اول، ثانی اور ثالث
پڑھائی ہے، مولانا صبا احسن مرحوم نے بھی ہدایہ اول، ثانی اور ثالث مجھ سے پڑھی تھی۔ جس
سال مولانا صبا صاحب مرحوم ہدایہ پڑھانے کے قابل ہو گئے تو میں نے پڑھانا چھوڑ دی۔
اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے میں نے فتح القدیر اور فتح الباری اس طرح دیکھی ہے جیسے آپ
لوگ آج کل "اسلام اخبار" دیکھتے ہیں۔

گلزار علی بمقابلہ ولدار علی

❁ فرمایا کہ: ہندوستان میں ایک بدعتی جس کا نام ولدار علی تھا اس نے ایک کتاب لکھی جس میں اس نے انبیاء اور اولیاء کو غیب دان ہونا ثابت کیا تھا۔ حضرت مولانا محمد انور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ دہلی میں موجود تھے انہوں نے عصر اور مغرب کے درمیان اس کا جواب لکھا اور اس وقت اہل حق کے مسجد میں ایک امام صاحب تھے جن کا نام گلزار علی تھا حضرت شاہ صاحب نے ان سے فرمایا کہ اس کتاب کو اپنے نام سے شائع کرو تا کہ گلزار علی بمقابلہ ولدار علی آجائے۔ آپ اندازہ لگائیں کہ ہمارے بزرگوں نے اسامی میں بھی تساوی کا معاملہ کیا ہے۔

ہدایہ کا مقلد

❁ فرمایا کہ: امام العصر حضرت مولانا انور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ میں ہر علم میں تو مجتہد ہوں لیکن فقہ میں ہدایہ کا مقلد ہوں۔

وارث الانبیاء کی خوشبو

فرمایا کہ: امام العصر حضرت مولانا محمد انور شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ لاہور تشریف لائے تھے تو لاہور کے قریب ایک جگہ ہے وہاں بریلویوں کے مشہور زمانہ عالم

مولانا شیر محمد صاحب شرقپوری نے فجر کی نماز میں اعلان کیا کہ کوئی وارث الانبیاء آرہا ہے اور یہاں پہنچنے والا ہے کیونکہ مجھے یہاں کی گلیوں میں سے علوم نبوت کی خوشبو آرہی ہے۔ حضرت شاہ صاحب ان کے علاقہ میں پہنچے اور ان سے ملاقات کی وہ بہت خوش ہوئے اور حضرت کی بڑی خاطر تواضع کی۔ لوگوں نے ان سے کہا کہ یہ تو دارالعلوم دیوبند کے شیخ الحدیث ہیں آپ ان کے بارے میں ایسا کہہ رہے ہیں، تو انہوں نے کہا کہ جو کچھ بھی ہے صحیح معنوں میں انبیاء کا وارث ہے۔ وہ بریلوی تھے لیکن بہت اچھے عالم تھے۔

حضرت شاہ صاحب کی ایک کرامت

❁ ایک روز حضرت الشیخ نے مجھ سے کہا کہ عمدۃ القاری کی پہلی اور دوسری جلد دے دیں۔ اسی دوران حضرت الشیخ نے مجھ سے اور جنید بھائی سے ارشاد فرمایا کہ "یہاں سامنے آکر کھڑے ہو جاؤ اور تم میں جو کہہ رہا ہوں اسے غور سے سنو اور سمجھ لو، میں آپ لوگوں کو حضرت مولانا محمد انور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ایک واضح کرامت دکھاتا ہوں پھر فرمایا مقدمہ ابن خلدون میں لکھا ہے کہ امت پر بخاری کا حق تھا کہ اس کی ایک جامع شرح لکھ لیتے شمس الدین سخاوی نے کہا ہے کہ ہمارے استاذ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے حق ادا کیا ہے فتح الباری لکھ کر اگرچہ انہوں نے یہ بات بھی لکھی ہے کہ ابواب اور تراجم کو انہوں نے بھی ہاتھ نہیں لگایا۔ لیکن امام العصر مولانا محمد انور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اکیلے فتح الباری کافی نہیں ساتھ میں عمدۃ القاری ملالیں تو بات صحیح ہو جائے گی"۔

"اب اگر کوئی کم عقل اور کم علم آدمی حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی یہ بات سنے تو وہ کہے گا کہ حضرت شاہ صاحب نے یہ بات ایسے ہی کہی ہے"۔

"میں کل مسجد میں داخل ہونے کے آداب و دعا کے سلسلے میں فتح الباری دیکھ رہا تھا تو اس میں اس موضوع پر کوئی بحث نہیں ہے کہ دیکھنے والے کی تسلی ہو جائے لیکن جب عمدۃ القاری دیکھی تو وہاں اس مسئلے پر مکمل بحث موجود ہے یہ دیکھ کر مجھے حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بات یاد آئی اور ان کی علمی ذکاوت اور وسعت نظر کا اندازہ ہو گیا کہ حضرت نے علم پورے شرح صدر کے ساتھ حاصل کیا ہے کوئی بھی چھوٹی یا بڑی بات ایسی نہیں ہے جو حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نظر سے رہ گئی ہو"۔

ایک فرشتہ

❀ فرمایا کہ: استاذ گرامی قدر حضرت مولانا بنوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میں نے شیخ العرب والعجم شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ آپ نے مولانا محمد انور شاہ صاحب کے ساتھ پڑھا ہے انہیں کیسا پایا تو انہوں نے کہا کہ میں نے ان کے ساتھ کب پڑھا ہے پھر کہا گیا کہ حضرت آپ نے ان کے ساتھ دورہ کیا ہے وہ آپ کے ساتھ دورۂ حدیث میں شریک تھے تو حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ "نہیں بس ایک فرشتہ تھا انور شاہ کے نام کا جو ہمارے ساتھ تھا۔

حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ایک خواب

❁ فرمایا کہ : امام العصر حضرت مولانا انور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حیات عیسیٰ علیہ السلام پر بہت عظیم اور بڑی کتاب لکھی ہے جس کا نام "عقیدۃ الاسلام" جس میں حضرت شاہ صاحب نے حیات عیسیٰ اور قرب قیامت میں ان کے نزول پر تقریباً چھ سو (۶۰۰) دلائل قائم کئے ہیں۔ جب کتاب مکمل ہوگئی تو حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں دیکھا کہ قیامت قائم ہوگئی ہے لوگ اپنی شفاعت کے سلسلے میں بہت پریشان ہیں اور ہر طرف نفسا نفسی کا عالم ہے۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب میری باری آئی تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام، آنحضرت ﷺ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ حضرت، انور شاہ نے میری ناموس اور عزت پر بڑی غیرت کی ہے میری خواہش ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے ان کی شفاعت میں کروں۔ چنانچہ جب حضرت بیدار ہوئے تو فرمایا کہ میری کتاب اللہ تعالیٰ کے یہاں قبول ہوئی ہے۔

حضرت شاہ صاحب کی کمال تابعداری

❁ فرمایا کہ : جب حضرت مولانا انور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ دارالعلوم دیوبند سے فاضل ہوئے تو حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں استاذ رکھا۔ کچھ عرصہ پڑھانے کے بعد حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ کچھ ایام کے لئے میں کشمیر جانا چاہتا ہوں۔ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ سمجھ گئے کہ گھر جائے گا تو گھر

والے شادی کر دیں گے اور ان چکروں میں پھنس کر یہ دین کے کام سے نکل جائے گا اور دارالعلوم دیوبند یتیم ہو جائے گا۔ یہ بہت بڑا عالم ہے لیکن دنیا کو ابھی اس بات کا اندازہ نہیں ہے۔ اسی بات کا ذکر حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ایک مرید سے کیا تو انہوں نے کہا کہ حضرت میں اپنی بیٹی کی شادی مولانا انور شاہ سے کرا دیتا ہوں۔ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ نے ایک طالب علم کو بھیجوا کر حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بلوایا شاہ صاحب دارالحدیث میں بیٹھے تھے اور ابوداؤد پڑھا رہے تھے فوراً چھوڑ کر آ گئے شیخ الہندؒ نے فرمایا کہ یہ ہمارے ایک واقف کار ہیں اور انہوں نے اپنی بیٹی ان گواہوں کے سامنے آپ کے نکاح میں دی ہے آپ کہیں کہ قبول ہے تو حضرت شاہ صاحب نے اطاعت میں فرمایا کہ قبول ہے حضرت شیخ الہند نے فرمایا کہ جاؤ جا کر اپنا درس جاری رکھو۔

حضرت شاہ صاحبؒ اور مرزا قادیانی کے درمیان مباہلہ

❁ فرمایا کہ: مرزا غلام احمد قادیانی نے حضرت شاہ انور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کیساتھ مباہلہ کیا اور کہا کہ جو جھوٹا ہو اس کو ہیضہ ہو۔ چنانچہ تین دن کے اندر مرزا کو ہیضہ ہو گیا، اور ہیضہ کی وجہ سے اتنا لاغر حال ہو گیا کہ چلنے پھرنے کی طاقت بھی ختم ہو گئی اور بیت الخلاء میں مردار ہو گیا۔ مرزائیوں نے عزت بچانے کیلئے کہا کہ آسمان کی طرف دیکھ رہے تھے وحی کے انتظار میں تو فوت ہوئے، حالانکہ حقیقت یہ نہیں اصل میں انہیں کے ذریعہ معلوم ہوا کہ سسر کو خط میں لکھا تھا کہ مجھے وبائی ہیضہ ہو گیا ہے اسی بات پر اس کے سسر نے کتاب لکھی کہ اپنے پیغمبر کے اس موت کو (جس میں وہی واقعہ بیان کیا) بیان نہ کرنا۔

حضرت شاہ صاحب اور حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ

❁ فرمایا کہ : ۱۹۲۹ء کی بات ہے جب امام العصر حضرت مولانا محمد انور شاہ صاحب کشمیری دیوبند سے جانے لگے تو یہ حضرت بنوری رحمہ اللہ کا دورۂ حدیث کا سال تھا۔ حضرت شاہ صاحب کے ہمراہ حضرت بنوری بھی جانے لگے تو حضرت شاہ صاحب نے فرمایا کہ یہ تو آپ کے دورۂ حدیث کا سال ہے اور آپ اسے کیوں چھوڑ رہے ہیں۔ حضرت الاستاذ حضرت بنوری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ" دورے تو بہت ہوں گے لیکن انور شاہ پھر نہیں ہوگا" تو حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا کہ "چلو"۔

وہاں خدمت کے دوران ایک دن حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ نے دریافت کیا کہ یوسف کیا چاہتے ہو تو حضرت بنوری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ تمام علوم وفنون میں کمزور ہوں تو حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ٹھیک ہے اور ہر فن کی ایک کتاب میں سے ایک سبق پڑھایا۔

حضرت الاستاذ حضرت بنوری رحمہ اللہ اسے بڑی شان سے بیان کرتے تھے اور ہر ہر فن کی عبارات پڑھ پڑھ کر سناتے تھے۔

مشکل علوم میں امام

❁ فرمایا کہ : محدث سرحد شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد حسن جان صاحب رحمۃ اللہ علیہ امام العصر حضرت اقدس شاہ انور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں اکثر فرماتے

تھے کہ "بہ گران علوم کہ امام دیہ" "وہ مشکل علوم میں امام تھے۔

شاہ عبدالعزیز اور مولانا محمد انور شاہ

❁ فرمایا کہ: اس عاجز اور فقیر سے ایک دن حضرت الاستاذ مولانا مفتی ولی حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا کہ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا محمد انور شاہ صاحب محدث کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے علم ومقام میں کیا فرق ہے۔ اس عاجز نے پہلے سے ایک سوچے ہوئے تفکر کے مطابق جواب دیا کہ شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ محدث بڑے ہیں مگر مولانا انور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ محدث ہونے کے علاوہ فقیہ اور مجتہد ہیں یہ سن کر حضرت بہت خوش ہوئے اور فرمایا ماشاء اللہ خوب سوچا ہے۔

محمود الملت والدین مفتی اعظم اسلام

مولانا مفتی محمود صاحب ﷫

مولانا مفتی محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور تبلیغی جماعت

❀ فرمایا کہ : حضرت اقدس محمود الملت والدین مولانا مفتی محمود صاحب جب تبلیغی جماعت کا تذکرہ فرماتے تھے تو کہتے تھے "ہماری تبلیغی جماعت" یہ حضرت کا خاص انداز تھا یا ورکھنا تبلیغی جماعت کی نصرت وحمایت کرنا علماء کا فرض ہے۔

بینک کی نوکری کے لئے سفارش

❀ فرمایا کہ : مفتی احمد الرحمن صاحب نے مفتی محمود صاحب کو وزیر اعلیٰ ہاؤس فون کیا کہ میرا ایک متعقدی ریٹائر ہوا ہے اس کے لئے بینک میں نوکری کی سفارش کر دیں مفتی صاحب نے جواب دیا کہ میں بینک کی نوکری کو جائز نہیں سمجھتا اس لئے سفارش بھی نہیں کر سکتا ہاں آپ خود مفتی ہیں آپ مجھے فتویٰ دیں کہ یہ جائز ہے تو میں آپ کے فتوے پر عمل

کرتے ہوئے سفارش کردوں گا۔

یہ بات مفتی احمد الرحمن صاحب نے خود ہمیں بتائی کہ خوف کی وجہ سے میرے ہاتھ سے قریب تھا کہ فون چھوٹ جاتا اور پھر کہا کہ ہم اپنے ادارے میں بیٹھ کر غلط سفارش کراتے ہیں اور وہ وزیر اعلیٰ ہاؤس میں بیٹھ کر انتہائی احتیاط سے کام لے رہے ہیں۔

مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال

❀ فرمایا کہ: حضرت الاستاذ حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ سے مولانا اشرف خان صاحب پشاور والے نے پوچھا کہ حضرت سب سے بڑے غم کا دن کونسا تھا تو حضرت نے فرمایا کہ جس دن حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوا تھا، تو مولانا اشرف خان نے پھر پوچھا کہ اس کے بعد کونسا تو حضرت نے فرمایا کہ جس دن مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوا حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ ان کی صلاحیتوں کی دل وجان سے قائل تھے۔

مولانا مفتی محمود اور ضیاء الحق

❀ فرمایا کہ: مولانا مفتی محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ زکوۃ کا مسئلہ بیان کررہے تھے ضیاء الحق نے جو زکوۃ نافذ کی ہے اس طرح زکوۃ نہیں ہوتی اسی مجلس میں دوران گفتگو انتقال فرماگئے۔ حضرت الاستاذ مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی ولی حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اس کو بیان کر کے فرماتے تھے کہ فقہ کے آدمی تھے اور فقہ میں ہی چلے گئے۔

پانچ سو (۵۰۰) قاضیوں کا علم اور فقہ

❁ فرمایا کہ : حضرت مولانا شمس الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فقیہ ملت محدث کبیر ومفسر جلیل مفتی اعظم اسلام حضرت مولانا مفتی محمود صاحب مرحوم ومغفور کے بارے میں فرمایا تھا کہ ان کے سینے میں پانچ سو (۵۰۰) قاضیوں کا علم اور فقہ جمع ہے (بحوالہ اشتہار کہتی ہے تجھے خلق خدا غائبانہ کیا)

حضرت مولانا مفتی محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور فقہ

❁ فرمایا کہ : محدث کبیر مفتی اعظم پاکستان استاذ محترم مولانا مفتی ولی حسن صاحب مرحوم ومغفور حضرت اقدس مولانا مفتی محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں فرماتے کہ فقہ ان کی طبیعت بن چکی تھی، حضرت الاستاذ حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ کا مقولہ حضرت مولانا مفتی احمد الرحمن صاحب مرحوم ذکر فرماتے کہ مولانا مفتی محمود صاحب فقیہ النفس ہیں۔

استاذ گرامی قدر محدث العصر

حضرت مولانا محمد یوسف صاحب بنوری رحمۃ اللہ علیہ

آئمہ حرمین

❁ فرمایا کہ: استاذ گرامی قدر محدث العصر حضرت مولانا محمد یوسف بنوری صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ کعبہ کے امام اور مسجد نبوی کے امام فی الحقیقت چاردانگ عالم کے مسلمانوں کے امام ہیں۔

محدث العصر حضرت مولانا بنوری رحمۃ اللہ علیہ

❁ فرمایا کہ: ہمارے استاذ حضرت مولانا محمد یوسف صاحب بنوری رحمۃ اللہ علیہ کا جب انتقال ہوا تو ان کی جگہ مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی ولی حسن صاحب ٹونکی رحمۃ اللہ علیہ ہمیں بخاری شریف پڑھانے کے لئے آتے تھے۔ حضرت تھوڑا سا سبق پڑھانے کے بعد حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے مناقب بیان کرنا شروع کر دیتے تھے۔

ایک دن اچانک طلبہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ شیخ سعدی (رحمۃ اللہ علیہ) نے کیا فرمایا ہے تو میں نے کہا کہ

سو دریا نیک بودے گر نہ بودے بیم موج
صحبت گل خوش بودے در نیستی تشویش خار

یہ شعر سن کے حضرت پر رقت طاری ہوگئی اور حضرت زار و قطار رونے لگے۔

مرقاۃ الطارم

ایک بار طالب علمی کے زمانے میں، میں بنوری ٹاؤن میں داخل ہوا تو میرے ہاتھ میں حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی دو کتابیں تھیں۔ اچانک سامنے سے استاد گرامی قدر محدث عالم حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے اور مجھ سے پوچھا کہ آپ کے ہاتھ میں کیا ہے میں نے جواب دیا کہ حضرت شاہ صاحب کی دو کتابیں "ضرب الخاتم اور مرقاۃ الطارم" ہیں۔ تو فوراً حضرت نے مجھ سے فرمایا کہ "جانتے ہو انور شاہ کون تھے انور شاہ وہ تھے جن کے میں نے جوتے اٹھائے ہیں" اور پھر مجھ سے کہا کہ طارم کے کیا معنی ہیں۔ میں نے جواب میں شعر پڑھا کہ

گہے بر طارم اعلیٰ نشینم گہے بر پشت پائے خود نہ بینم

حضرت والا شعر سن کے بہت خوش ہوئے اور مجھے بہت دعائیں دیں۔

حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ کی دعا

❁ فرمایا کہ:۔ ہمارے استاذ محدث العصر شارح الترمذی حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میں راتوں کو اٹھ کر یہ دعا کرتا ہوں کہ یا اللہ میرے مدرسے میں باعمل طلبہ رہ جائیں اور بدعمل طلبہ یہاں سے چلے جائیں۔ آپ یقین کر لیں کہ کوئی بھی بدعمل طالب علم ۱۰،۱۵ دن سے زیادہ بنوری ٹاؤن میں نہیں رہ پاتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت کا دل ایسا روشن فرمایا تھا اور ان کی دعا کو قبولیت بخشی تھی۔

بخاری شریف اور حضرت بنوری رحمہ اللہ

❁ فرمایا کہ:۔ استاد محترم امام المنطق والادب جامعہ اسلامیہ بنوری ٹاؤن کے سابق صدر مدرس حضرت مولانا لطف اللہ صاحب جہانگیروی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ بخاری شریف بہت لوگ پڑھاتے ہیں لیکن مولانا محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ جیسا بخاری کا استاد دنیا میں نہیں ہوگا۔

موافقات عمر رضی اللہ عنہ

❁ فرمایا کہ : جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک کتاب لکھی ہے جسکا نام "البیان الاتمر فی موافقات عمر" اس کتاب میں انہوں نے بیس (۲۰) آیات کو جمع کیا ہے جو موافقات عمر میں سے ہیں یعنی حضرت عمر نے کسی بات پر خواہش ظاہر کی اور اس کے مطابق آیت نازل ہوگئی لیکن استاذ گرامی قدر حضرت مولانا لطف اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ موافقات عمر کی تقریباً اٹھائیس (۲۸) آیات ہیں۔

نور محمد دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

❁ فرمایا کہ : دہلی میں ایک بزرگ گزرے ہیں جسکا نام نور محمد دہلوی تھا انہوں نے دو کتابیں لکھی ہیں ایک کا نام "علامات قیامت" ہے، احادیث میں جتنی علامتیں ہیں حضرت نے ڈھونڈ کر جمع کی ہیں اور دوسری کتاب کا نام ہے "معیت خداوندی"۔ استاذ گرامی قدر مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی ولی حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ دونوں کتابیں بہترین ہیں اور ہر انسان کے پاس ضرور ہونی چاہئے۔

حجۃ الاسلام قاسم العلوم والخیرات

حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ

❁ فرمایا کہ: ایک حکیم تھے عبد السلام ملیح آبادی، فتح آباد کے رہنے والے تھے خود بہت بڑے عالم تھے لیکن وہ بڑے بڑے علماء کے پاس جا کر دیکھتے تھے کہ وہ کتنے پانی میں ہیں انہوں نے سنا تھا کہ حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے عالم ہیں وہ حضرت نانوتوی کی خدمت میں آئے یہ وہ زمانہ تھا کہ سخت سردی تھی اور مولانا محمد قاسم صاحب پر سخت کھانسی کا حملہ تھا تھوڑی سی بات کر لیتے تھے تو صبح تک کھانستے تھے۔ حکیم عبد السلام فتح آبادی رحمۃ اللہ علیہ آٹھ دس دن خدمت میں رہے لیکن حضرت نے کوئی خاص بات نہیں کی تو جب حکیم صاحب جانے لگے تو کہنے لگے کہ کسی نے صحیح کہا ہے

پیراں نمی پرند مریداں او را می پرانند

پیر کچھ بھی نہیں ہوتا ہے مرید ویسے ہی باتیں بناتے ہیں اور مولانا محمد قاسم کے بارے میں کہا کہ سادہ سا آدمی ہے اس کو کیا معلومات ہوگی۔

چنانچہ مولانا عبد الکریم گمتھلوی آئے اور حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ اس زمانے میں خاص خادم تھے تو مولانا محمود الحسن سے کہا کہ خدا کا خوف کرو اور حضرت کو کسی طرح چھیڑ دو حکیم عبد السلام فتح آبادی ایسے کہہ رہے ہیں، حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ نے کہا حکیم صاحب متاثر ہو یا نہ ہو ہم اپنے شیخ کو تکلیف نہیں دیں گے حکیم صاحب اپنا کام کریں حضرت نانوتوی کو کہیں سے بھنک پڑگئی یا پھر حضرت کو کشف ہو گیا تھا کاملین کا دل ہمیشہ

روشن رہتا ہے۔ حکیم عبد السلام شیخ آبادی جب ملنے آئے اور حضرت سے ہاتھ ملایا تو حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا کہ حکیم صاحب بہت دن رہے کوئی مسئلہ بھی آپ نے نہیں پوچھا ویسے ہی شکوہ کر کے جا رہے ہو تو حکیم صاحب نے مسئلہ پوچھا کہ حضرت یہ نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ میں کوئی ترتیب بھی ہے یا نہیں بس یہ پوچھنا تھا کہ حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے گلا کھنکھارا اور پھر شہادتین پر کلام شروع کیا فجر سے لیکر ظہر تک صرف شہادتین پر تین چار دن تک کلام کیا ترتیب بیان کی اور نظم ونسق بیان کیا۔

حکیم عبد السلام نے بستر واپس کھولا سامان رکھا اور کہا اب میں نہیں جا رہا ہوں بس میں رہوں گا تو جن لوگوں نے پہلی بات سنی تھی ان لوگوں نے پوچھا کہ حکیم صاحب اب کیا حال ہے تو حکیم صاحب نے کہا پہلے مجھ سے ایک حکایت سن لو اور پھر حضرت نانوتوی کے بارے میں تبصرہ سن لینا۔ ایک شخص تھا بہت حسن پرست اور عاشق مزاج اس کو پتہ چلا کہ جھانسی میں ایک اونٹنی ہے بہت خوبصورت ہے تو وہ دہلی سے جھانسی چلا گیا اس اونٹنی کو دیکھنے کے لئے جا کے دیکھا تو اونٹنی واقعی بہت خوبصورت تھی اس شخص نے اونٹنی کے چہرے پر ہاتھ پھیرا اور کہا کہ آپ کے پیدا کرنے والے پر آفرین اور پھر وہاں سے واپس ہو گئے۔ یہ حکایت سنا کر حکیم صاحب نے کہا کہ میرا دل چاہتا ہے شاہ اسحاق دہلوی اور شاہ اسماعیل زمانہ اور فلاں فلاں جیسے بزرگوں اور محدثین کے نام لیے کہ وہ سب ایک دفعہ زندہ ہو کر آئیں اور حضرت مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان سنیں اور پھر یہ شعر پڑھا

این ہست کہ خو خردہ و دل بردہ ہسے را

بسم اللہ اگر تاب نظر ہست کسے را

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ

❁ فرمایا کہ: امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی عمر میں علم حاصل کرنا شروع کیا تھا۔ ان کو علوم قرآن کا امام کہا گیا ہے لیکن حدیث میں ماہر نہیں تھے۔ ان کا انتقال ۵۰۵ھ میں ہوا ہے اور عجیب طریقے سے ہوا تھا۔ انہوں نے اپنے سینے پر بخاری شریف رکھی ہوئی تھی اور ایک ٹھنڈی آہ بھری اور ان کی روح پرواز کر گئی۔

خواجہ خواجگان الشیخ الکبیر خواجہ گنج شکر اجودھنی رحمہ اللہ

❁ فرمایا کہ: خواجہ خواجگان الشیخ الکبیر خواجہ گنج شکر اجودھنی رحمۃ اللہ علیہ ایک روز کھانا کھانے بیٹھے تو اچانک چیخے کہ اف کیا ڈالا ہے کھانے میں نوالہ نہیں اٹھ رہا پہاڑ کے برابر وزن ہو گیا ہے اور بہت ناراض ہوئے تو حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت جنگل سے سبزی جمال الدین ہانسوی لیکر آئے ہیں اور لکڑیاں بدر الدین اسحاق لیکر آئے ہیں اور پانی مولانا حسام الدین نے ڈالا ہے اور سالن کو جوش میں نے دیا ہے، سمجھ نہیں آرہا کہ حضرت کو کیا گرانی پیش آرہی ہے تو حضرت نے دریافت فرمایا کہ نمک کہاں سے لائے ہو تو مولانا نظام الدین اولیاءؒ نے جواب دیا کہ فلاں بنیے سے قرض لیکر آیا ہوں تو حضرت نے ارشاد فرمایا کہ " درویشان اگر بفاقہ بمیرند برائے لذت

نفس قرض نہ گیرند "فقیر بھوکا مرنا پسند کرے گا لیکن قرض لیکر کھانا برداشت نہیں ہے۔(راحت القلوب)

دو آدمی پختونوں کی تاریخ میں

❁ فرمایا کہ : پختونوں کی تاریخ میں دو آدمی ایسے گزرے ہیں جن کی مثال آنے والا زمانہ بھی نہیں دے سکتا ایک تو مولانا نصیر الدین غرغشتوی رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے حضرت مولانا عبدالحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ یہ دونوں حضرات ایسے تھے کہ (ایک ٹھنڈی آہ بھرتے ہوئے حضرت الشیخ نے فرمایا کہ) ع دامن نچوڑ دیں تو فرشتے وضو کریں

امام احمد ابن حنبل رحمۃ اللہ علیہ

❁ فرمایا کہ : ابن جریر طبری مفسر نے ایک کتاب لکھی ہے اس میں انہوں نے فقہاء کرام میں امام احمد ابن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا نام نہیں لکھا۔ جب ان سے پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ جب میں محدثین کا ذکر کروں گا تو لکھوں گا۔ صاحب ہدایہ کی بھی یہی رائے تھی وہ بھی امام ابن احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ کو محدثین میں شمار کرتے تھے نہ کہ فقہاء کی جماعت میں۔

نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی زندہ کرامت

❁ فرمایا کہ : نظام الملت والدین حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے

ایک اندازے کے مطابق صرف راجواڑے کے سفر میں پانچ لاکھ ہندو مسلمان کئے تھے۔

خواجہ بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ

❁ فرمایا کہ : خواجہ بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کی بسم اللہ تھی اور معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ پڑھا رہے تھے آپ نے کہا کہ پڑھو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم خواجہ بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ بسم اللہ تو قرآن کی آیت ہے اور اعوذ باللہ "اذا قرات القرآن فاستعذ باللہ" ضروری ہے تو معین الدین چشتی خاموش ہو گئے اور انہیں الہام ہوا کہ خواجہ حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ تشریف لا رہے ہیں وہ پڑھائیں گے چنانچہ انہوں نے آکر کہا کہ بیٹے پڑھو، "اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم"

اس وقت خواجہ بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کی عمر چار سال چار مہینے اور چار دن تھی۔

زبیدی بلگرامی رحمۃ اللہ علیہ صاحب تاج العروس

❁ فرمایا کہ : حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے پہلے ہندوستان میں تین بڑے عالم گزرے ہیں۔ ان میں سے ایک علامہ زبیدی بلگرامی رحمۃ اللہ علیہ صاحب تاج العروس بھی ہیں، انہوں نے ایک تفسیر بھی لکھی ہے (۱۰) دس جلدوں میں جسکا نام تفسیر اولوالامر ہے۔ صرف اس ایک لفظ کی تفسیر کی ہے کوئی روایت درایت لا نقلاً سنداً متناً انہوں نے نہیں چھوڑی ہے۔

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ

❁ فرمایا کہ : حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے پڑوس میں ایک غیر مسلم رہتا
جب بایزید بسطامی کا انتقال ہوا تو لوگوں نے اس سے کہا کہ کیا بدنصیب آدمی ہو کہ بایزید
بسطامی کا چہرہ دیکھنے کے لئے دنیا آئی اور ان کی کرامات اور جلووں سے ہزاروں لوگ
مسلمان ہوئے اور تو اسی طرح بدنصیب رہا تو اس غیر مسلم نے جواب دیا کہ دیکھو بات سے
اگر ایمان اسے کہتے ہیں جو بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کا تھا تو ایسا ایمان لانا تو بہت مشکل کا
ہے اور اگر ایمان اسے کہتے ہیں جو تم لوگوں کا ہے تو میں اسی طرح ٹھیک ہوں۔ بھلا بایزید
بسطامی رحمۃ اللہ علیہ جیسا ایمان کون لا سکتا ہے۔

امام محمد اور امام کسائی رحمۃ اللہ علیہما

❁ فرمایا کہ : امام کسائی رحمۃ اللہ علیہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے بھانجے بھی ہیں اور شاگرد
بھی اور وہ نحو کے مشہور امام تھے۔ ایک بار امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے پوچھا صرف ونحو
پڑھتے ہو فقہ نہیں پڑھتے تو امام کسائی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا نحو پڑھنے کے بعد فقہ کی ضرورت
نہیں ہے تو امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ کمال ہے نحو اور فقہ کا آپس میں کوئی تعلق ہی نہیں تو
ایک دن امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے امام کسائی رحمۃ اللہ علیہ سے ایک مسئلہ پوچھا ایک شخص نے
نماز میں غلطی کی اور سجدہ سہو کیا اور پھر دوبارہ غلطی کی کیا دوبارہ سجدہ سہو کرے گا تو امام کسائی

رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ دوبارہ سجدہ سہو نہیں کرے گا تو امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا مسئلہ تو ٹھیک ہے مگر نحو کے کس قاعدے سے نکالا ہے تو امام کسائی رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا

"المصغر لا یصغر ثانیا"

اسم تصغیر ایک دفعہ بنتی ہے دوبارہ نہیں جیسے رجل سے رجیل ہوتا ہے رجیل سے آگے مزید اسم تصغیر نہیں بنتی تو امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا آفریں آپ کے نحو پر۔

اتفاق کی بات دیکھو کہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام کسائی رحمۃ اللہ علیہ دونوں ماموں اور بھانجے کا انتقال ایک ہی دن میں ہوا ہے تو اس زمانے کے بادشاہ نے کہا کہ آج ہم نے علم فقہ اور علم نحو دونوں چیزیں ایک ساتھ دفنا دیں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ

❁ فرمایا کہ : امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ایک جگہ فرماتے ہیں میرے پاس ہر حدیث کی تاریخ میں ایک واقعہ ہے لیکن لکھو نہیں سکتا کیونکہ کتاب بہت طویل ہو جائے گی اور اس کا پڑھنا اور سمجھنا بہت مشکل ہو جائے گا۔

علامہ طاہر پٹنی رحمہ اللہ

❁ فرمایا کہ : علامہ طاہر پٹنی کی کتاب ہے قانون الموضوعات کے نام سے بہت مفید ہے انہوں نے اس کتاب میں پہچان بتائی ہے کہ حدیث موضوع ہے اس کا پتہ کیسے

چلے گا اور اس بات پر مستقل قانون ذکر کیا ہے۔

خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ

❁ فرمایا کہ: خواجہ معین الدین چشتیؒ خانقاہ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ معلوم ہوا کہ کوئی جوگی خانقاہ پر اڑ رہا ہے تو حضرت نے اپنے جوتے کو حکم دیا کہ اس کو مار کر زمین پر گرا دو جوتا ہوا میں اڑا اور جوگی کی خوب پٹائی لگا کر زمین پر گرا دیا۔ حضرت نے فرمایا کہ بدتمیز یہاں بھی اڑنا شروع کر دیا تجھے پتہ نہیں کہ یہاں اللہ تعالیٰ کے دین کی تعلیم دی جاتی ہے۔

شاہ عبدالرحیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ

❁ فرمایا کہ: شاہ عبدالرحیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ (شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے والد) یہ آگرہ میں میر زاہد ملا جلال منطقی سے پڑھ رہے تھے تو انہوں نے کہا کہ بازار سے کباب لے آؤ شاہ عبدالرحیم چلے گئے کبابی کے پاس تو انہوں نے دو کباب کے بجائے چھ کباب دے اور کہا کہ آپ کے استاد کے پاس میرے مقدمے کا فیصلہ ہے ان سے کہئے ذرا میرا خیال کریں تو جب روزہ افطار ہونے لگا اور میر زاہد نے تھوڑا کھایا اور فرمایا کہ عبدالرحیم یہ اتنے سارے کباب کیوں اور کیسے لائے تو انہوں نے کہا کہ کبابی کا مقدمہ آپ کے پاس ہے تو اس نے زیادہ دیے ہیں کہ آپ ان کا خیال کریں تو میر زاہد

نے کہا کہ "یاظالم افسدت علینا سائر الیوم" کہ اے ظالم آپ نے تو میرا روزہ فاسد کر دیا یہ تو رشوت ہوئی۔ دیکھئے کہ منطقی عالم ہے لیکن تقویٰ کے اعلیٰ معیار پر قائم ہیں۔

حضرت مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

❁ فرمایا کہ: امیر شریعت امیر بیان حضرت مولانا عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں لکھا ہے کہ جب حضرت کی بیٹی فوت ہوگئی تو حضرت نے فرمایا کہ یہ بچی اس لحاظ سے سعادت مند ہے کہ اس کا جنازہ میں نے خود پڑھایا اور میں موجود تھا اس سے پہلے جتنی بھی اولاد فوت ہوئی ہیں کسی ایک کی وفات کے موقع پر میں موجود نہیں تھا جیل میں تھا۔

طالب علمو! یاد رکھنا سخت مسائل بیان کرنے سے پہلے ماحول بنانا بہت ضروری ہے اگر ایسا نہ کیا تو ایسی فضا قائم ہو جائے گی جس سے تمہیں نقصان پہنچے گا۔

ابن سبعین رحمۃ اللہ علیہ

❁ فرمایا کہ: ابن سبعین رحمۃ اللہ علیہ کے درس میں ہمیشہ ستر ہزار آدمی ہوتے تھے۔ حاتم عصم کے درس میں کبھی بھی سوا لاکھ سے کم لوگ نہیں ہوتے تھے۔ امام اعظم امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے درس میں بیٹھے تھے۔ ۱۰ (۱۸) میں (۴۰) ہزار علماء اور فقہاء موجود ہوتے تھے جبکہ اوقات گلیاں تنگ پڑ جاتی تھیں اور لوگوں کا ہجوم ہو جاتا تھا درس میں رش ہونے کی وجہ سے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ

❁ فرمایا کہ: امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو خواب میں دیکھا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا کہ کیا نام ہے تو امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نام، کام اور مقام سب کچھ بتا دیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ عجیب آدمی ہے میں نے صرف نام پوچھا ہے اور تم نے لمبی داستان سنا دی خاموش نہیں ہو سکتا تو امام غزالی نے کہا کہ حضرت اللہ تعالیٰ نے آپ سے صرف پوچھا تھا کہ "وما تلک بیمینک یاموسیٰ" تو آپ نے کتنے جوابات دیئے کہ "قال ھی عصای اتوکؤ علیھا واھش بھا علی غنمی ولی فیھا مارب اخری" تو حضرت موسیٰ نے جواب دیا کہ "کنت ملذذا بکلام ربی" تو امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ "افلا اتلذذ بکلام کلیمہ"

حضرت مولانا فرید الدین گنج شکر اجودھنی رحمۃ اللہ علیہ

❁ فرمایا کہ: حضرت مولانا فرید الدین گنج شکر اجودھنی رحمۃ اللہ علیہ کو ایک مرید نے لکھا کہ حضرت بادشاہ میرا مرید ہو گیا ہے اور اس نے میرے لئے سونے کی خانقاہ بنوائی ہے حضرت نے جواب میں لکھا کہ یہ ہمارے بزرگوں کا طریقہ نہیں ہے۔ کچھ روز بعد بادشاہ ناراض ہو گیا اور اس مولوی صاحب کو اس خانقاہ سے باہر نکال دیا اور بڑی بے عزتی کی۔ اس مولوی صاحب نے حضرت کو دوبارہ خط لکھا اور اپنے احوال بیان کئے۔ حضرت نے اس

کو جواب میں لکھا کہ " عزیز الوجود کا خط ملا ، سن کر افسوس ہوا جو بھی اپنے بزرگوں کے طریقہ سے ہٹتا ہے عزت کے دن نہیں دیکھتا ہے "۔

وارث الانبیاء

❁ فرمایا کہ : محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کو یہ اشکال تھا کہ آخر طالب علم وارث الانبیاء کیسے ہیں ہم بادشاہ ہیں اور ساری سلطنت چلاتے ہیں اور کتنا کام کرتے ہیں اور ہم وارث الانبیاء نہیں ہیں ، دوسرا یہ کہ مشہور تھا کہ یہ سبکتگین کا بیٹا نہیں ہے بلکہ اس نے اسے لیکر پالا ہے اور تیسرا یہ کہ کسی طرح دنیا میں یہ پتہ چل جائے کہ میری مغفرت ہوگی ہے یا نہیں۔

چنانچہ ایک رات وہ اپنے وزراء اور اہلکاروں کے ساتھ شہر کے حالات جاننے کے لئے شہر میں گشت کیلئے نکلا درمیان شہر میں پہنچ کر اس نے دیکھا کہ ایک طالب علم ایک کباب کی دکان کے سامنے رات کو اس کی روشنی میں کتاب پڑھ رہا ہے ، جب کبابی کی توجہ اس کی طرف ہوتی ہے تو وہ دور چلا جاتا ہے اور جب کبابی اپنے کام میں مشغول ہو جاتا ہے تو وہ طالب پھر روشنی میں آجاتا ہے ، محمود نے اپنے وزراء سے کہا کہ یہ شاہی مشعل اسے دیدو اس غریب کے پاس روشنی کیلئے تیل نہیں ہے ۔ وزیر نے کہا بہت اندھیرا ہے ہمیں واپسی میں مشکل ہوگی تو بادشاہ نے کہا کہ یہ ہمارا شہر ہے اور ہم اس کے راستوں سے اچھی طرح واقف ہیں ہمارے لئے کوئی فکر کی بات نہیں۔

چنانچہ اسی رات آنحضرت ﷺ کو خواب میں دیکھا اور حضرت ﷺ نے فرمایا

بادام اور فالودہ کھائے گا۔

چنانچہ ہارون رشید کے زمانے میں جب امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ قاضی القضاۃ تھے تو ایک روز ہارون الرشید کے گھر گرم گرم بادام اور فالودہ بنا اس نے سوچا کہ حضرت کے لئے لے جاتا ہوں بہت خوش ہو جائیں گے۔ وہ امام ابو یوسف کے پاس تشریف لائے اور کہا کہ حضرت بڑا لذیذ فالودہ بنا ہے آپ بھی کھائیے۔ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے بادام اور فالودہ کھانا شروع کیا اور رونے بھی لگے یہ دیکھ کر ہارون رشید گھبرا گیا اور کہا کہ حضرت کیا کوئی گستاخی ہوگئی تو امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ نہیں ایک بار میری ماں امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس لڑنے کے لئے آئی تھی کہ اگر یہ پڑھے گا تو کیا کھائے اور کھلائے گا تو اس کی بات پر امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا تھا کہ بادشاہوں کے ہاتھ سے بادام اور فالودہ کھائے گا۔

آج یہ دیکھ کر مجھے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بات یاد آگئی کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی زبان سے نکلی ہوئی کسی بات کو بھی رد نہیں فرمایا ہے۔

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی ذہانت کا ایک واقعہ

❁ فرمایا کہ ایک بار قاضی کی عدالت میں ایک مسئلہ پیش ہوا اور ایک شخص نے کہا کہ یہ عورت میری بیوی ہے اور اس نے کسی اور شخص کے ساتھ بات چیت کی ہے اور اب مجھ سے چھٹکارا چاہتی ہے اس لئے یہ میری بیوی ہونے کا انکار کر رہی ہے۔ قاضی نے کہا کہ کوئی گواہ لاؤ اس شخص نے کہا کہ حضرت اب میں وہ گواہ کہاں سے لاؤں ہو تو قاضی نے کہا یہ

مسئلہ امام ابوحنیفہ کے پاس لے جاؤ ان کے علاوہ اس کو کوئی حل نہیں کر سکتا۔ امام صاحب کی خدمت میں اس شخص نے مسئلہ بیان کیا کہ "بیوی نکاح کا انکار کر رہی ہے" امام صاحب نے فرمایا "کوئی گواہ ہے" تو اس نے کہا کہ "نہیں"۔ تو امام صاحب نے فرمایا کہ "اس وقت تمہارے گھر میں کوئی پالتو جانور موجود تھا"۔ تو اس نے کہا "جی ہاں" تو امام صاحب نے فرمایا کہ "کیا؟" تو اس نے کہا کہ "کتا" تو امام صاحب نے فرمایا کہ "لے آؤ"۔ کتے کو ایک جگہ باندھ دیا اور مختلف عورتوں کو پردے میں گزارا گیا اور ہر عورت اس کتے کے آگے نقاب اٹھاتی تھی تو کتا غصے سے غراتا تھا۔ انہی عورتوں میں اس کی بیوی کو بھی لایا گیا۔ جب وہ آئی تو وہ کتا محبت سے دم ہلانے لگا۔ امام صاحب نے فرمایا کہ یہ عورت جھوٹی ہے اور یہ شخص سچا ہے اور یہ اسی کی بیوی ہے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ

❁ فرمایا کہ : حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ خوشبو کے بہت شوقین تھے اور حضرت کے پاس خوشبو کا بہت بڑا ذخیرہ تھا۔ جب حضرت خوشبو لگا کر اپنے گھر سے باہر تشریف لاتے تو مسجد نبوی میں طالب علموں کو پتہ چل جاتا کہ حضرت تشریف لا رہے ہیں اور مدینہ منورہ کی گلیاں خوشبو سے مہک جاتی تھیں۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں یہ بات بھی مشہور ہے کہ حضرت بہت خوبصورت اور حسین و جمیل تھے جب بھی درس کے لئے روانہ ہوتے تھے تو مدینہ کی گلیوں میں لوگوں کا رش اور ہجوم لگ جاتا تھا صرف حضرت کا ایک نظر

دیکھنے کے لئے)۔

ایک بار خلیفہ ہارون الرشید کو معلوم ہوا تو اسی جگہ سے خوشبو منگوائی جہاں سے حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ منگواتے تھے تو اس عطار نے کہا کہ حضرت امام مالک کی در حال کی جگہ ہے اور خوشبو نہیں مل سکتی۔ جب حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کو معلوم ہوا ایک بکس خوشبو کا بھر کر ہارون الرشید کے پاس بھیج دیا۔

امام ابو یوسف اور ہارون رشید

❁ فرمایا کہ : ہارون رشید کے دور میں ملک میں بارش نہیں ہو رہی تھی اور قحط سالی کی سی کیفیت ہو گئی تھی۔ ہارون رشید بڑا امام تھا مع تمام رعایا کے دعا استسقاء مانگی لیکن کوئی فائدہ نہیں ہوا پھر دوبارہ مانگی لیکن پھر کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ لوگوں اور بادشاہ نے یہ محسوس کیا کہ دعا میں ہمارے ساتھ قاضی القضاۃ حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ تشریف نہیں لائے۔ ہارون رشید نے ان سے درخواست کی کہ حضرت آپ کیوں تشریف نہیں لاتے تو انہوں نے فرمایا کہ یہ دعا کس لئے ہے تو ہارون نے کہا کہ تا کہ اللہ راضی ہو جائے تو حضرت نے فرمایا کہ شہزادوں کے پاس جو زمینیں ہیں وہ ناجائز طریقے سے لی گئی ہیں انہیں واپس کیا جائے اور جو بھی زیادتی ہوئی ہے اسے ختم کیا جائے، ہارون الرشید نے کہا کہ اسی وقت سب کو واپس کرتا ہوں۔ یہ سن کر حضرت امام ابو یوسف وہیں دو زانوں ہو کر بیٹھے اور فرمایا کہ اے اللہ آپ کے بندے ہارون نے توبہ کی ہے آپ اسے قبول فرمائیں۔ ابھی

حضرت نے دعا ختم کر کے چہرے پر ہاتھ پھیرا ابھی نہ تھا کہ بارش شروع ہو گئی اور پورا ملک سیراب ہو گیا۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

❁ فرمایا کہ: شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کم عمری میں ایک پیر سے بیعت ہوئے بعد میں پتہ چلا کہ پیر بدعتی ہے اس پیر کو بھی معلوم ہو گیا کہ یہ لڑکا جان گیا ہے اب کچھ ایسا کیا جائے جس سے اس لڑکے کے درجات کم ہو جائیں۔ ایک دن پیر نے حضرت کو ایک کٹورا شراب کا بھر کر دیا اور کہا کہ اس کو پیو آپ نے فرمایا یہ تو حرام ہے پیر نے کہا یہ تمہارے پیر کا حکم ہے، آپ نے فرمایا چاہے آپ کچھ بھی کہیں میں یہ شراب نہیں پیوں گا۔ اسی رات آپ نے خواب میں دیکھا کہ آنحضرت ﷺ ایک کمرے میں تشریف فرما ہیں سب ملاقات کے لئے جا رہے ہیں جب میں جاتا ہوں تو یہ پیر دروازے پر کھڑا ہے اور کہتا ہے کہ جب تک میرا کہا نہیں مانو گے تو جانے نہیں دوں گا۔ جب بیدار ہوئے تو بہت پریشان ہوئے، اسی طرح کئی رات یہ خواب دیکھا۔ حضرت بہت پریشان ہوئے۔ چنانچہ ایک دن خواب میں ایسا ہی ہوا کہ آنحضرت ﷺ کی طرف سے اندر سے آواز آئی کہ روز اندر آتے ہو لیکن اندر نہیں آتے۔ تو آپ نے کہا یہ (پیر) اندر آنے نہیں دیتا۔ تو حضرت ﷺ نے فرمایا کتے کہیں کے۔ جب آپ بیدار ہوئے تو بہت خوش تھے جب پیر کے گھر والوں نے پیر کو ڈھونڈا تو وہ کہیں بھی نہ ملا۔ شیخ عبدالحق نے پوچھا کہ یہاں سے کوئی چیز تو نہیں گزری تو ان لوگوں نے کہا کہ ہاں صبح کو ایک کتا یہاں سے گزرا تھا۔

حضرت اورنگزیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کے علم کی تکمیل کا واقعہ

❁ فرمایا کہ : اورنگزیب عالمگیر بادشاہ کی جب علم کی تکمیل ہوئی اور ا
دستار فضیلت کی تقریب منعقد کی گئی۔ یہ وہ زمانہ تھا جب ٹھٹھہ علم کا مرکز سمجھا جاتا تھا او
دور دور سے علم حاصل کرنے ٹھٹھہ آیا کرتے تھے۔

چنانچہ اس موقع پر ان کے والد شاہ جہان ہندوستان سے تشریف لائے
سارے راستے ریشم اور سونا بانٹتے چلے آئے اور لنگر عام ہوتا تھا جب پہنچے اور
تو اورنگزیب عالمگیر کو کچھ اداس محسوس کیا تو پوچھا کہ میں نے تو یہ سب آپ کی خوشی کے
کیا ہے اور آپ مجھے مطمئن نظر نہیں آرہے آخر کیا بات ہے تو اورنگزیب عالمگیر نے جو
دیا کہ کم از کم میرے استاد سے تو پوچھیں کہ ان کی کیا خواہش ہے۔ شاہجہان انتہائی اد
کے ساتھ ہاتھ باندھ کر استاد کے سامنے کھڑا ہو گیا اور کہا کہ حضرت فرمایئے خوشی کے ا
موقع پر میں کیا خدمت کر سکتا ہوں۔ استاد نے کہا کہ یہاں کوئی بڑی اور مضبوط مسجد نہ
ہے جس میں لوگ ایک جگہ جمع ہو کر تسلی سے نماز ادا کر سکیں۔

چنانچہ شاہجہان نے حکم دیا کہ یہاں عالی شان مسجد تعمیر کروائی جائے۔ فوراً مس
کی تعمیر کا کام شروع ہو گیا، چنانچہ ٹھٹھہ کی جو جامع مسجد شاہجہانی مسجد کے نام سے مشہور ہ
یہ وہی مسجد ہے جو انہوں نے اپنے بیٹے کے علم کی تکمیل کی خوشی میں تعمیر کروائی تھی جو کہ آجکل
مرکز نگاہ بنی ہوئی ہے۔

مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک کرامت

❁ فرمایا کہ : مولانا رشید احمد گنگوہی صاحب رحمۃ اللہ علیہ جب اپنے شاگردوں کے ساتھ حج کے لئے تشریف لے جارہے تھے تو سمندری جہاز کے کپتان نے اعلان کیا کہ جہاز میں بڑی پیچیدگی آئی ہے ہم سفر نہیں کرسکتے چنانچہ اپنے ٹکٹ وغیرہ واپس پیسے لے لیں حضرت نے ایک شاگرد کو کہا کہ کیپٹن کی جگہ جا کر لاؤڈ سپیکر پر دوبارہ اعلان کرو کہ جہاز ٹھیک ہوگا اور صبح کے لئے روانہ ہوگا جو نہیں مانتے تھے وہ اٹھ کر چلے گئے۔ ان میں مولانا کا ایک مرید بھی تھا جس نے اس بات سے مخالفت کرتے ہوئے کہا کہ غیب کا علم صرف اللہ ہی جانتا ہے اور جہاز کا علم کیپٹن اور حضرت کو تو علم تصوف اور حدیث آتا ہے ان کا کیا کام ہے اس شعبہ سے۔ چنانچہ وہ چلا گیا اور کچھ ہی دیر بعد جہاز کے کپتان نے اعلان کیا کہ اب جہاز روانگی کے لئے تیار ہے۔

ایک شخص نے بعد میں حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ حضرت غیب کا علم تو صرف اللہ تعالیٰ جانتا ہے پھر آپ کو یہ کیسے معلوم ہوا کہ ہم لوگ اسی سال حج کریں گے تو حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے رات کو خواب میں دیکھا کہ میں نے احرام پہنا ہوا ہے اور میں حرم میں ہوں تو مجھے اس سے اندازہ ہوگیا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھے اشارہ ہوا ہے کہ ہم سب اسی سال بیت اللہ حاضری دیں گے اور حج کریں گے۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے دہریوں کا مناظرہ

❁ فرمایا کہ : امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے دہریوں نے مناظرہ رکھا اور طے یہ ہوا کہ جس نے مناظرہ کی مجلس میں پہنچنے میں دیر کی اس کی شکست سمجھی جائے گی۔ حضرت امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ تھوڑی دیر بعد تشریف لائے انہوں نے کہا کہ آپ کی شکست ہوگئی تو حضرت نے فرمایا کہ میرے ساتھ عجیب واقعہ پیش آیا وہ سن لو پھر شکست کا اعلان کرلو۔ میں آرہا تھا دریا پر کوئی کشتی نہیں تھی اور میں تنہا کھڑا ہوا تھا۔ اچانک خود بخود درخت کٹنے لگا تختے کیلیں ٹھک گئیں اور کشتی تیار ہوئی کوئی ملاح بھی نہ تھا خود چلنے لگی، انہوں نے کہا کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے۔ امام صاحب نے کہا اس بات پر پکے رہو تو بتاتا ہوں، انہوں نے کہا کہ صحیح ہے تو فرمایا کہ جب تم یہ نہیں مانتے کہ ایک کشتی خود نہیں بن سکتی تو یہ کیسے مانتے ہو کہ یہ سارا کا سارا عالم خود بخود چل رہا ہے اور اس کا چلانے والا کوئی نہیں۔ امام صاحب کی یہ بات سن کر تمام دہریوں نے اسلام قبول کرلیا۔

حضرت مولانا لطف اللہ صاحب رحمہ اللہ کی ذہانت

❁ فرمایا کہ : حضرت مولانا لطف اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ جب حضرت مولانا انور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھ کر جہانگیرہ تشریف لائے تو پٹھانوں میں ایک فضول بات شریعت مل کے تحت منظور ہوئی تھی کہ پٹھانوں کی جو بیٹیاں اپنی مرضی سے شادی کرتی ہیں ان کا جائیداد میں کوئی حصہ نہیں۔ اصل میں انگریز نے اس طرح بات کرتے کرتے ماحول

بنا کر یہ بات منظور کرائی اور ایک شریعت مل اس کے تحت منظور پایا۔ ایک بڑے جلسے میں حضرت الاستاذ حضرت مولانا لطف اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس زمانے میں جوان تھے اور تازہ تازہ علم نبوت حاصل کر چکے تھے، حضرت نے اس مسئلہ پر مفصل کلام کیا اور اس بات کا رد کیا اور اس مسئلے پر قرآن کریم کی آیات اور احادیث اور فقہی عبارات جلسے میں زبانی پڑھ پڑھ کر سنائیں۔

اسی مجمع میں سے ایک شخص اٹھا اور کہا کہ "واقعی ہمیں ان دو ٹکے کے مولویوں نے اندھیرے میں رکھا اور آپ نے جو کچھ اس وقت بیان کیا ہے وہ اسلام اور ایمان کے عین مطابق ہے اور آج سے ہم تمام لوگ اسی مسئلے کی پیروی کریں گے اور پھر کہا کہ اس صدق اور امانت کی بناء پر میں اپنی بیٹی کو مولانا کے نکاح میں دیتا ہوں کہو قبول ہے تو حضرت مولانا صاحب نے فرمایا کہ قبول ہے۔ حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کبھی کبھی تلطفاً فرمایا کرتے تھے کہ "ہم نے خطابت میں بیوی جیتی ہے"۔

سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کی عاجزی

❁ فرمایا کہ: سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ اپنے ایک وزیر کے یہاں مہمان ہوئے رات کو اسی کے یہاں حضرت نے قیام کیا آدھی رات کو جب آنکھ کھلی تو دیکھا کہ قرآن کریم پیروں کے رخ پر ہے انہوں نے سوچا کہ وزیر کو بلاؤں تا کہ قرآن کریم کو یہاں سے اٹھا لے اور میں بے ادبی سے بچ جاؤں پھر خیال آیا کہ خود ہی کمرے سے باہر چلا جاتا ہوں قرآن کریم کو کیوں ہٹاؤں، چنانچہ خود چارپائی کھینچ کر باہر نکال لی اور سو گئے۔

مجدد الف ثانی اور ایک فقیر کی حکایت

❁ فرمایا کہ : ایک بار حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ تشریف فرما تھے کہ ایک فقیر آیا اور حضرت سے کہا کہ کچھ دو، تو حضرت نے جواب دیا کہ ابھی جاؤ معاف کرو تو اس نے کہا کہ دیتے ہو یا نہیں اور یہ کہہ کر زمین پر پیر مارا تو زلزلہ آ گیا۔ حضرت نے اسے سر اٹھا کر دیکھا اور کہا کہ جاؤ وہاں مسواک کے نیچے کچھ درہم رکھے ہوئے ہیں وہ لے لو۔ جب وہ فقیر وہاں گیا اور مسواک کو ہاتھ لگایا تو زمین ہوا میں ادھر سے ادھر جھولنے لگی، دوبارہ اس نے ہاتھ لگایا تو زمین پھر ہوا میں جھولنے لگی، فقیر بہت حیران ہوا تو حضرت نے اس سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں ایک کرامت دی تھی اور تو اس کا غلط استعمال کرتا تھا، جا آج کے بعد تیری وہ کرامت بھی اللہ تعالیٰ نے ختم کر دی۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک حکایت

❁ فرمایا کہ : امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ سے ایک بار کسی زندیق نے کہا کہ تم لوگ بھی عجیب ہو اللہ تعالیٰ کی کتاب کے خلاف لوگوں کو سکھاتے ہو تو امام غزالی نے اس سے پوچھا کہ کیسے تو اس نے کہا کہ آیت میں ہے کہ

فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَ اَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ

کہ پہلے منہ دھو پھر ہاتھ دھو اور تم لوگ کہتے ہو کہ پہلے ہاتھ دھو پھر کلی کرو اور پھر ناک میں پانی ڈالو۔ تو امام غزالی تو بہت بڑے فلسفی تھے انہوں نے جواب دیا کہ دیکھو بھائی پہلے ہماری شریعت کا حکم ہے کہ ہاتھ دھوؤ اس لئے کہ کہیں پانی اتنا گرم نہ ہو کہ آدمی کو نقصان پہنچ جائے، پھر کلی کرو وہ اس لئے کہ کہیں پانی کا ذائقہ خراب نہ ہو، پھر حکم ہے کہ ناک میں پانی ڈالو اس لئے کہ کہیں پانی بدبودار نہ ہو جب ہر طرح سے اطمینان ہو جاتا ہے کہ پانی بالکل وضو کے قابل ہے تو اب ہماری شریعت فیصلہ کرتی ہے کہ آیت پر عمل کرتے ہوئے وضو کرو۔ اس زندیق نے اٹھ کر امام غزالی کے ہاتھ چومے اور اسی وقت مسلمان ہو گیا۔

حضرت مولانا ادریس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ

❁ فرمایا کہ : حضرت مولانا ادریس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے عہد کیا ہے کہ تصویر کبھی بھی نہیں کھنچواؤں گا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کی اس غیرت کی عزت رکھی، جس زمانے میں کوثر نیازی وزیر تھا وہ حضرت والا کے ساتھ بغیر تصویر کے خصوصی پاسپورٹ پر حج پر لیکر گیا۔

حضرت مولانا عبدالحئی صاحب لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ

❁ فرمایا کہ : حضرت مولانا عبدالحئی صاحب لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ کے والد بھی بہت بڑے عالم تھے اور انہوں نے مولانا کو بہت ہی توجہ کے ساتھ علم کی تعلیم دلوائی۔ جس وقت

حضرت مولانا عبدالحی صاحب پڑھتے تھے تو ان کے والد نے خادموں کو حکم دیا تھا کہ ہر دروازے پر ایک جوتا رکھو تاکہ اس کو جوتے کے لئے جانا نہ پڑے اور اس کا وقت ضائع نہ ہو اور بڑی آسائش اور آرام مولانا کے لئے مہیا کیا۔ جس وقت مولانا عبدالحی صاحب تعلیم مکمل کر کے واپس ہوئے تو ملک کے علماء کو ان کے والد نے جمع کیا اور بہت بڑے پیمانے پر دعوت کا اہتمام کیا علماء نے ان کا امتحان لیا تو مولانا اکثر باتوں کا جواب صحیح نہ دے سکے تو ان کے والد نے ان کو دوبارہ واپس بھیج دیا۔ اب کی بار جب مولانا عبدالحی صاحب واپس آئے اور علماء کی مجلس میں پیش ہوئے تو بہترین طریقے سے اپنے علم کا مظاہرہ کیا لیکن ان کے والد صاحب اب بھی مطمئن نہ تھے۔ ایک روز حضرت مولانا مطالعہ فرمارہے تھے تو خادم کو آواز دی کہ میرے لئے پانی لاؤ تو ان کے والد مولانا عبدالحلیم صاحب نے خادم کو منع کردیا کہ پانی لیکر نہیں جانا تھوڑی دیر بعد پھر مولانا نے پانی کے لئے آواز دی تو ان کے والد صاحب نے پھر خادم کو منع کردیا۔ کافی وقت گزرنے کے بعد دوبارہ مولانا نے کہا کہ پانی لاؤ تو اب ان کے والد صاحب نے خادم سے کہا کہ ایک پیالے میں پانی کے بجائے سرسوں کا تیل بھر کر رکھ دو خادم نے ایسا ہی کیا۔ مولانا مطالعہ میں اتنے محو تھے کہ پیالہ اٹھا کر پی لیا اور خادم سے کہا کہ یہ کیسا پانی تھا عجیب ذائقہ ہے۔ اب ان کے والد صاحب کو یقین ہو گیا کہ میرا بیٹا بہت بڑا عالم ہوگا۔ اس کے بعد مولانا عبدالحلیم صاحب نے پورے لکھنؤ کی دعوت کی۔

سوات باباجی رحمۃ اللہ علیہ

❁ فرمایا کہ : سوات باباجی رحمۃ اللہ علیہ ایک بہت بڑے ولی اللہ تھے۔ انگریز حکومت جب ہندوستان پر قابض ہوئی اور آگے بڑھنے لگی تو سوات کے لوگوں نے سوات باباجی سے گزارش کی کہ حضرت دعا فرمائیں ورنہ انگریز یہاں بھی قابض ہو جائیگا۔ سوات باباجی نے اپنے سر سے پگڑی اتار کر سوات سے باہر چوک پر رکھ دی اور فرمایا کہ انگریز اس سے آگے نہیں آئیگا۔ چنانچہ وہی ہوا انگریز ہر جگہ پہنچا لیکن سوات نہیں جا سکا۔

عبدالرحمٰن سرمیسا

❁ فرمایا کہ : چوتھی صدی ہجری میں طرابلس میں مناطقہ کا بہت زور تھا، تو طرابلس کے بادشاہ نے سوچا کہ یہاں کے علماء نے تو لوگوں کو منطق میں مبتلا کر دیا ہے یہ لوگ کیسے ہدایت پائیں گے۔ اس نے مصر کے بادشاہ کو لکھا کہ کوئی عالم بھیج دیں جو یہاں کے لوگوں کی اصلاح کر سکے۔ بادشاہ نے جواب دیا کہ سرمیسا میں بڑے عالم عبدالرحمٰن سرمیسا ہیں ان ہی کو بھیج رہا ہوں اس بات پر طرابلس کے علماء ناراض ہو گئے۔ اس سلسلے میں ایک مجلس مقرر کی گئی جس میں مناطقہ اور عبدالرحمٰن سرمیسا کا مکالمہ ہوا۔

مناطقہ نے ان سے کہا کہ آپ بیع المنافع کا مسئلہ بیان کریں (بیع المنافع فقہ کا بہت مشکل مسئلہ ہے)۔ عبدالرحمٰن سرمیسا نے جواب دیا کہ اس مسئلہ میں ۵۵ ہزار اقوال ہیں

یہ سن کے سارے مناظرہ فن پڑے، عبدالرحمن سرمیانے بادشاہ سے کہا کہ یہاں کا دروازہ
بند کروادیں تا کہ یہ لوگ یہاں سے بھاگ نہ سکیں اور پہلے دن ہی ۳۰ ہزار اقوال بیان کئے،
تمام مناظرہ حیران رہ گئے اور اگلے روز ان سے ملاقات کے لئے کوئی بھی نہیں آیا۔

شیخ القرآن حضرت مولانا غلام اللہ خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ

❁ فرمایا کہ : ایک بار حضرت مولانا غلام اللہ خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت الاستاذ حضرت مولانا لطف اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ملنے کے لئے جہانگیرہ تشریف لائے تھے۔ حضرت نے مولانا غلام اللہ خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ نماز آپ پڑھائیں تو مولانا غلام اللہ خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ نماز میں آپ کے پیچھے پڑھنے کے لئے آیا ہوں۔ حضرت مولانا لطف اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے نماز پڑھائی اور پھر حضرت مولانا غلام اللہ خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ آؤ اب توحید بیان کرو تو مولانا غلام اللہ خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے خاص انداز میں توحید بیان کی۔

امام شافعی اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہما

❁ فرمایا کہ : امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بار بغداد میں امام اعظم امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی مسجد میں نماز ادا کی۔ جب مسجد میں آئے تو نہ ہی آمین زور سے کہا اور نہ بسم اللہ جہراً پڑھی۔ جب ان سے کسی نے پوچھا کہ آپ نے ایسا کیوں کیا تو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ

نے جواب دیا کہ "استحیاءً لصاحب القبر"

امام صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) کے ادب اور ان کی حیا کی وجہ سے ایسا کیا۔

حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہ

❁ فرمایا کہ: حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰن صاحب نے اپنی وفات سے قبل بنوری ٹاؤن کے اساتذہ میں ۲۰ مکانات تقسیم کئے تھے لیکن زمین اور آسمان نے یہ نظارہ بھی دیکھا کہ ان کی وفات کے بعد جب ان کی اہلیہ کی عدت مکمل ہوئی تو ان کی اہلیہ اور ان کے بچوں کے رہنے کے لئے کوئی بھی گھر نہیں تھا۔ یہ ہمارے وہ اساتذہ تھے جن کو اللہ نے خالص علم کے لئے پیدا کیا تھا اور علوم نبوی کے اصل وارث تھے۔

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

❁ فرمایا کہ: حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے دو دیوان ہیں ایک فارسی میں اور دوسرا عربی میں۔ فارسی دیوان بہت اعلیٰ ہے کیونکہ فارسی حضرت کی اپنی زبان تھی اور حضرت نے خود دیوان کے آخر میں لکھا ہے کہ مجھے شیخ عبدالحق کا دیوان مل گیا ہے اور اس کو پڑھ کر مجھے اندازہ ہوا کہ حضرت کتنے بڑے شاعر ہیں تو مجھے بہت شرم آئی اور میں نے اشعار کہنا چھوڑ دئے۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور ایک دھوبی

❁ فرمایا کہ : امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کو وفات کے بعد کسی نے خواب میں دیکھا تو ان سے پوچھا کہ آپ کا معاملہ کیسا رہا تو حضرت نے فرمایا کہ سب کچھ ٹھیک رہا لیکن ایک دھوبی سے آگے نہ نکل سکا تو پوچھا گیا کہ کیوں حضرت ایسا کیوں ہوا کہ آپ ایک دھوبی سے آگے نہ نکل سکے تو حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ وہ ساری زندگی اسی ارمان میں رہا کہ امام احمد کے کپڑے بھی میرے پاس آئیں تو میں ان کو بہترین طریقے سے دھلوں اور ان کو ایسا تیار کروں کہ امام احمد انہیں دیکھ کر بہت خوش ہو جائیں۔ ایسا نہ ہوا اور وہ یہ ارمان لیکر دنیا سے رخصت ہو گیا۔ بس اس کے اس ارمان کی وجہ سے وہ مجھ سے آگے نکل گیا۔

شیخ الہند اور مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہما

❁ فرمایا کہ : شیخ الہند مولانا محمود حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے خاص شاگرد تھے اور ان کا تعلق بھی اور طرح کا تھا۔ حضرت مولانا قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ میرے دل کا پرنالہ مولانا محمود حسن کے دل میں نکلا ہوا ہے۔

چار آدمی

❁ فرمایا کہ: چار آدمی میں نے ایسے دیکھے ہیں جن کے اسلام پر مجھے رشک آتا ہے

(۱) حضرت مولانا نصیر الدین صاحب غرغشتوی رحمۃ اللہ علیہ

دیو بند میں جب دورۂ حدیث میں ۴۰۰ طلبہ تھے اس وقت حضرت کے درس میں

۵۰۰ طلبہ ہوتے تھے حضرت کی عمر ۱۰۰ سال سے متجاوز تھی اور تمام کتابیں حضرت خود پڑھایا

کرتے تھے۔ ان کے شاگرد مولانا شمس الہادی صاحب، مولانا طاہر صاحب پنجپیری اور

مولانا غلام اللہ صاحب تو ان کے عاشق زار تھے۔

(۲) انہی کے شاگرد حضرت مولانا شمس الہادی صاحب شاہ منصور رحمۃ اللہ علیہ بالکل اپنے

شیخ کے مثل ثانی تھے۔ جیسے حضرت مدنی شیخ الہند کے مثل ثانی تھے۔

(۳) اکوڑہ خٹک کے شیخ الحدیث حضرت مولانا عبد الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ، حضرت کو اللہ

تعالیٰ نے عجیب چہرے سے نوازا تھا جو بھی ان کو دیکھ لیتا اسے حدیث سے محبت ہو جاتی تھی

۔ ان جیسے ایمان اور تقویٰ کا آدمی میں نے کوئی دوسرا نہیں دیکھا۔

(۴) ہمارے استاذ حضرت اقدس مولانا مفتی احمد الرحمن صاحب رحمۃ اللہ علیہ پختون ہونے

کے باوجود اتنے عالی اور بہترین مزاج کے مالک تھے کہ جس کی مثال دینا بھی ممکن نہیں۔

ہمیں اور احسن العلوم کو یہ شرف حاصل ہے کہ ابتدائی دو سالوں کا ختم بخاری ہم نے حضرت

والا سے ہی کروایا تھا، اس کے بعد دو تین بار شیخ الحدیث حضرت مولانا حسن جان صاحب

دامت برکاتہم نے ختم کیا۔

دو افراد

❁ فرمایا کہ : دو افراد ہیں جن کے بارے میں کہا گیا ہے کہ وہ اپنے مذہب سے زیادہ دوسرے مذاہب میں اعلم تھے۔

(۱) امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ (۲) محمد بن محمد بن علی الدامغانی رحمۃ اللہ علیہ

عبداللہ ابن المبارک رحمۃ اللہ علیہ

❁ فرمایا کہ : ایک بار ہارون الرشید دربار میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک شور مچ گیا انہوں نے وزراء سے کہا کہ جاؤ جا کر دیکھو کہ کیا ہوا۔ وزراء نے واپس آ کر جواب دیا کہ عبد اللہ ابن المبارک درس دے رہے تھے اس دوران ان کو چھینک آ گئی تو انہوں نے الحمد للہ کہا، ان کے جواب میں شاگردوں نے یرحمک اللہ کہا تھا یہ شور اس کا تھا۔ آپ اس بات سے اندازہ لگائیں کہ ان کے درس میں کتنا بڑا ہجوم ہوگا۔ کہا جاتا ہے کہ ایک اندازے کے مطابق ان کے درس میں صرف املی (املا لکھنے والے) کی تعداد ۸۰۰۰ تھی۔

قائد جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب مدظلہ العالی

❁ فرمایا کہ : ایک بار حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب مدظلہ مجھ سے ملنے کے لئے جامعہ تشریف لائے ہوئے تھے تو میں نے انہیں قلمی کتب میں سے ایک کتاب دکھائی وہ در

مختار کی قلمی شرح تھی۔ مولانا نے اسے تین چار جگہوں سے دیکھا اور مجھ سے کہا کہ "اس کی عربی غلط ہے"۔ میں یہ سمجھا کہ مجلس میں لوگوں کے اوپر رعب اور اپنی علمی ہیبت ڈالنے کی وجہ سے مولانا نے ایسے ہی ایک بات کہہ دی اور میں نے کہا کہ افغانیوں کی عربی اسی طرح ہوتی ہے۔ مولانا کے جانے کے بعد ایک روز اتفاق سے میں اسی کتاب کو دیکھ رہا تھا تو واقعی اس کی تمام عربی غلط نکلی تو میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا اور مجھے مولانا فضل الرحمٰن صاحب کی بات یاد آگئی۔ طالب علمو یاد رکھنا کہ مولانا کی علمی استعداد بہت اچھی ہے اور بلاشبہ ان کی علمی صلاحیت ہم سے بھی بڑھ کر ہے کیونکہ وہ میدان عمل میں ہیں اور اس کے لئے بہت بڑا میدان چاہئے۔

مولانا عبدالحئی صاحب لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ

❁ فرمایا کہ : جس وقت حضرت مولانا عبدالحئی صاحب کا انتقال ہوا اس وقت ان کے درس میں ۱۸ ہزار علماء شریک تھے۔ اس وقت ان کی درسگاہ بالکل ثمرقند و بخارا کی درسگاہوں کا منظر پیش کرتی تھی۔ اس کے بعد اب تک اس جیسی درسگاہ نہیں دیکھی گئی۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ

❁ فرمایا کہ : امام شافعی کی تین کتابیں بہت بڑی ہیں

(۱) الرسالہ (۲) مبسوط (۳) سب سے اعلیٰ کتاب، کتاب الام ہے۔

آج کل امام شافعی کی مسند بھی چھپ گئی ہے مسند امام شافعی کے نام سے۔

مولانا قاری مفتاح اللہ صاحب مدظلہ

❁ فرمایا کہ: ایک روز ہمارے ساتھی مولانا قاری مفتاح اللہ صاحب نے بہت سارے علماء کا ذکر کیا اور کہا کہ فراغت کے بعد تمام نے سکول میں نوکری کر لی۔ میں نے بھی غربت اور کوئی ذریعہ آمدنی نہ ہونے کی وجہ سے یہی سوچا کہ سکول میں نوکری کرلوں، میرے والد صاحب حالانکہ غریب آدمی تھے لیکن انہیں جب اس بات کا پتہ چلا تو انہوں نے کہا کہ مجھے تو سکول کا دروازہ بھی برداشت نہیں ہے اور آپ اندر نوکری کرنے کی بات کرتے ہیں۔ یہ کہہ کر قاری صاحب آبدیدہ ہو گئے اور فرمایا کہ آج میں سوچتا ہوں کہ سکول میں تو اب ۲۵ سال بعد میں ریٹائر ہو جاتا اور کوئی بھی ہمارا نام لیوا نہیں ہوتا لیکن آج بھی میں ایشیا کے مقتدر ادارے جوڑی ٹاؤن میں پڑھا رہا ہوں اور ہزاروں کی تعداد میں ملک بھر میں شاگرد ہیں۔ یہ سب میرے والد صاحب کا صدقہ جاریہ ہے۔

حضرت مولانا فداء الرحمن صاحب درخواستی مدظلہ

❁ فرمایا کہ: طالب علمو یاد رکھو حضرت مولانا فداء الرحمن صاحب درخواستی کا دل بہت صاف ہے اور آئینہ کی طرح ہے۔ میں نے کئی موقعوں پر حضرت کی کرامات دیکھی ہیں اور حضرت پر ولایت کے اثرات بالکل واضح ہیں۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

❁ فرمایا کہ: امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے "الناس عیال فی الفقہ ابی حنیفۃ رحمۃ اللہ علیہ" (توالی التاسیس للحافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ)

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ

❁ فرمایا کہ: امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہم نے علم دنیا کیلئے حاصل کیا تھا مگر علم نے اس پر رہنے نہیں دیا بلکہ اللہ کیلئے اور آخرت کیلئے ہونے پر مجبور کیا۔ (احیاء علوم الدین) شاید یہی قول امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے بھی منقول ہے۔

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ

❁ فرمایا کہ: امام رازی رحمۃ اللہ علیہ بادشاہ وقت سے ناراض تھے تو اس نے ملاقات کی درخواست کی، خدمت میں آنے سے انکار کیا امام رازی رحمۃ اللہ علیہ اس شرط پر مہیا ہوئے کہ پالکی کی ایک لکڑی بادشاہ کی گردن پر اور دوسری لکڑی وزیر اعظم کی گردن پر ہو، اسی حال میں جب گاؤں پہنچے تو اسلام اور علم کی عزت دیکھ کر ہزاروں کفار مشرف با اسلام ہوئے۔ (ذیل)

حافظ ابن حجر اور علامہ زمخشری کے اشعار

❁ فرمایا کہ: حافظ الدنیا ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ شارح بخاری بیمار تھے مشہور زمانہ فقیہ صدیدالدین کاشغری رحمۃ اللہ علیہ عیادت کیلئے تشریف لائے اور حافظ صاحب موصوف سے طبیعت کا حال پوچھا حافظ صاحب نے جار اللہ زمخشری کے قصیدے سے چند اشعار پڑھے۔ اشعار یہ ہیں:۔

قرب الرحیل الی الدیار الاخر
فاجعل الٰہی خیر عمری اخر

وارحم مبیتی فی القبور ووحشتی
وارحم عظامی حین تبقی ناخر

فانا المسکین الذی ایامہ
ولت باوزارٍ غدت متواتر

فلئن رحمت فانت اکرم راحم
فبحار جودک یا الٰہی ذاخر

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور امام اعظم امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

❁ فرمایا کہ: جس کسی نے بھی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو مالکی، شافعی یا حنبلی کہا ہے تو وہ موافقات کی وجہ سے کہا ہے۔ جبکہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی موافقات امام اعظم امام

ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے سب سے زیادہ ہیں اس لئے انہیں حنفی کہا جاسکتا ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے اعتراضات صرف حنفیوں پر نہیں ہیں اوروں پر بھی ہیں بلکہ بخاری کے مختارات مع الحنفیہ زیادہ ہیں۔ کسی مناسب موقع پر ان کی ایک مکمل فہرست شائع کروں گا ان شاء اللہ۔

امام بخاری اور امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہما

❁ فرمایا کہ : بعض لوگ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو مذہب محدثین پر کہتے ہیں جو کہ بظاہر کمزور بات ہے کیونکہ کہ مذاہب کا سب سے بڑا اعلم اور امام، امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ ہے اور انہوں نے الجامع السنن میں کہیں بھی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا علیحدہ مذہب محدثین نقل نہیں فرمایا۔

استاذ گرامی قدر حضرت مولانا عبدالحنان صاحب مدظلہ

❁ فرمایا کہ : استاذ گرامی قدر حضرت مولانا عبدالحنان صاحب مدظلہ سے جس وقت میں ترجمہ پڑھتا تھا اس وقت حضرت نے اس آیت "یمحق اللہ الربوا" کا ترجمہ کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ بے برکت کردینگے سود کے انجام کو اور "ویربی الصدقات" کا ترجمہ کیا کہ خیر خیرات میں برکت دیں گے۔

استاذ گرامی قدر حضرت مولانا لطف اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

❁ فرمایا کہ : استاذ گرامی قدر، امام التاریخ حضرت مولانا لطف اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ یہ کہنا کہ فرعون کا نام "ریان یا ولید" ہے، بالکل غلط بات ہے کیونکہ "ریان اور ولید" یہ تو عربی ہیں اور فرعون کی زبان تو "قبطیہ" تھی اس کا نام "طوطنحاموں" تھا قدیم تحفہ مصر میں بھی یہی نام لکھا ہے۔

شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ

❁ فرمایا کہ : حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں اشرف السوانح میں لکھا ہے کہ وہ فرمایا کرتے تھے کہ ہمیں پڑھتے وقت یہ نہیں کہا گیا تھا کہ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کوئی شاعر ہے بلکہ ہمیں یہ بتایا گیا تھا کہ شیخ سعدی بڑے اولیاء اللہ میں سے تھے۔

شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر عزیزی

❁ فرمایا کہ : شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر عزیزی جو سوا تین پاروں کی تفسیر ہے اس کے بارے میں امام العصر حضرت مولانا محمد انور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اگر یہ تفسیر مکمل ہو جاتی تو قرآن کریم کی تفسیری خدمات کا حق کافی حد تک ادا ہو جاتا۔

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور محمد ابن کرام

❁ فرمایا کہ : فرقہ کرامیہ کا بڑا محمد ابن کرام، امام اعظم امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے گرویدہ تھے اور فرماتے تھے کہ

الدین دین محمد ابن کرام
والفقۃ فقہہ ابی حنیفۃ النعمان (عمدۃ القاری شرح بخاری)

حضرت خواجہ امیر حسن بن علا سنجری رحمۃ اللہ علیہ

❁ فرمایا کہ : حضرت خواجہ امیر علا سنجری رحمۃ اللہ اپنے زمانے کے مشہور شرابی تھے اور ہر وقت فسق و فجور میں مبتلا رہتے تھے لیکن وقتاً فوقتاً نظام الملت والدین حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء کی خدمت میں بھی حاضر ہوتے تھے اور ان کی مجلس میں شریک ہوتے تھے اور مجلس سے فارغ ہو کر پھر اپنے فسق و فجور میں چلے جاتے تھے۔ ایک روز حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ وضو کرنے کے لئے اپنے حجرے سے باہر تشریف لائے تو انہیں دیکھ کر امیر علا سنجری نے یہ اشعار پڑھے

سالہا باشد کہ مایم صحبتی
از وے صحبت را اثر بودے کجا است
زہد شما فسق از دل ما کم نہ کرد
فسق مایاں بہتر از زہدے شما است

کہ اتنا عرصہ میں نے آپ کی صحبت میں گزارا لیکن مجھ پر اس کا کوئی اثر نہیں ہوا اور میرے دل کا فسق و فجور بھی کم نہیں ہوا، آپ کے زہد و تقویٰ سے تو میرا فسق و فجور زیادہ بہتر ہے۔

اس کے جواب میں خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ نے صرف ایک جملہ ارشاد فرمایا کہ ''مترس ان شاء اللہ صحبت اثر دارد''

بس یہ امیر علا سنجری کے فسق و فجور کا آخری دن تھا۔ حضرت کے اس جملے میں ایسی جامعیت تھی کہ یہ سننے کے بعد ان سے رہا نہیں گیا اور وہ بھی زمانے کے مشہور اولیاء کرام میں سے مانے جاتے ہیں۔

علوم و فنون پر قدرت حاصل کرنے کا طریقہ

❁ فرمایا کہ : حافظ القرآن والحدیث حضرت مولانا ہدایت اللہ صاحب جہانگیروی مرحوم نے فرمایا ہے کہ علوم و فنون پر قدرت حاصل کرنے کے لئے ہر علم و فن کی ایک ایک کتاب یاد کرنا ضروری ہے۔ کسی نے شاید اس لئے کہا تھا۔

شافیہ باکافیہ تلخیص وکنز حسامی

این پنج را تو یاد کن تاشوی مولوی نظامی

نظامی سے مراد اورنگ زیب بادشاہ کے زمانے کے صدر المتقین شیخ نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ ہیں جن کی زیر صدارت فتاویٰ عالمگیری لکھا گیا ہے ان کی وجہ سے دینی سلیبس کو درس نظامی کہتے ہیں قبولیت کی حد ہو گئی ہے۔

گلستانِ سعدی

❁ فرمایا کہ: استاذ العلماء والاولیاء شیخ الکل فی الکل مولانا فضل علی صاحب جہانگیروی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ گلستان سعدی رجال کاملین کی کتاب تھی مگر افسوس کہ اطفال کے ہاتھ میں دے کر بے قدر کی گئی۔

شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ

فرمایا کہ: شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ تعالیٰ نے جب درس کی ابتداء کرنا چاہی تو سوچا کہ ان تمام باطل قوتوں کا رد کس طرح کیا جائے۔ پھر سوچا کہ اس کے لئے قرآن کریم کا سہارا لینا چاہئے۔ چنانچہ حضرت والا عصر کی نماز کے بعد باقاعدہ قرآن کریم لے کر بیٹھ جاتے تھے اور ایک آیت تلاوت فرماتے پھر اس کا ترجمہ اور مختصر تفسیر بھی ساتھ ہی پڑھتے اور آخر میں دعا کر لیتے تھے۔ شروع میں کوئی ایک فرد بھی حضرت کے ساتھ شریک نہ تھا حضرت اس معمول کو اکیلے ہی دہرایا کرتے تھے۔ ایک دن کسی نے دیکھا کہ ایک مولوی اکیلا بیٹھا ہوا ہے اور درس دے رہا ہے اور اس کے سامنے اس درس کو سننے والا کوئی بھی نہیں ہے تو وہ آ کر بیٹھ گیا۔ اسی طرح وقت گزرتا گیا اور لوگوں نے آہستہ آہستہ جمع ہونا شروع کر دیا۔

پھر وہ وقت بھی آیا کہ جب حضرت شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ کا قافلہ دہلی سے روانہ ہو رہا تھا تو دہلی کی گلیاں تنگ پڑ گئیں تھیں اتنی بڑی تعداد حضرت کے ساتھ تھی او

لوگوں کو قافلے میں سے گم کر رہا ہوتا۔

طالب علمو یاد رکھو! کبھی بھی اپنی فکر اسباب کے تابع مت کرنا، جب تک اپنا تعلق مسبب سے جوڑے رکھو گے تمہارے سارے مسائل کے ساتھ حل ہوں گے کہ تمہیں پتہ بھی نہیں چلا کرے گا۔